تحریک اخوان المسلمین

اُس کی خدمات و اثرات

تالیف

محمد شوقی زکی (مصر)

ترجمہ

سید رضوان علی ندوی

مکتبہ الحسنات رام پور۔ یو۔ پی

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

135093

پہلی بار ——— اگست ۱۹۵۶ء

مطبوعہ ——— کوہ نور پریس دہلی

شائع کردہ ——— مکتبۂ الحسنات رامپور

قیمت فی جلد ——— تین روپیہ بارہ آنہ

Marfat.com

تعارف

"اخوان المسلمین" کی تحریک اب محتاجِ تعارف نہیں رہی ہے، ہر عام پڑھا لکھا اخبار بین اس سے اجمالاً واقف ہو چکا ہے۔ گزشتہ سال ٹھیک ان ہی دنوں اخوان کو موت و حیات کے جس مرحلے سے گزرنا پڑا اور جس ثبات و پامردی کے ساتھ انھوں نے حق و باطل کے معرکے میں جو مرگ آمیز تبسم بر لب با دست کا نمونہ پیش کیا اس نے نہ صرف اسلام کے پیغام پر یقین رکھنے والوں دین کی تڑپ رکھنے والوں بلکہ انسانیت، حریت، انصاف، رواداری کی قیمت جاننے والوں احترام کرنے والوں کے قلوب کو پگھلا دیا ہے اور اخوان کو ان کے ذہنوں سے قریب تر کر دیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی صحافت نے اس موقع پر دین، انسانیت، حق، آزادی کی نصرت و حمایت کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اور لوگوں میں "اخوان المسلمین" کی تحریک سے کافی دلچسپی و ہمدردی پیدا ہو گئی۔

مارچ ۱۹۵۵ء میں ہندوستان پہنچنے اور اخوان سے عام دلچسپی کا حال معلوم کرنے کے بعد میرے اس ارادے کو مزید تقویت ہوئی جو مصر میں تحریک اخوان کو قریب سے دیکھنے کے بعد پیدا ہوا تھا کہ ہندوستان میں اس کا سنجیدہ و علمی تفصیلی تعارف کرایا جائے۔ اپنی ایک سال کی مدتِ قیام میں میں نے اخوان کو ان کے مختلف حالات، آزادی و پابندی، مختلف صورتوں، انفرادی، اجتماعی، دینی و معاشرتی میں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اور مخالفت و عداوت، حبس، تعذیب و دار و رسن کے مراحل بھی میری آنکھوں نے دیکھے اور کانوں نے سنے ہیں۔ یہ سارے اسباب اس بات کے داعی تھے کہ اخوان سے متعلق ایک کتاب پیش کروں، حسنِ اتفاق سے ان ہی دنوں مصر میں زیرِ نظر کتاب شائع ہوئی جو میرے خواب کی مکمل تعبیر تھی۔ اس کی خصوصیات و امتیازات پر نظر کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ خود اپنی طرف سے کوئی کتاب پیش کرنے کے بجائے اس کا ترجمہ زیادہ مفید و سود مند ہوگا۔

Marfat.com

جیسا کہ آپ اصل کتاب کے مقدمے میں پڑھیں گے۔ یہ تحقیق ایک علمی مقالہ ہے جو سماجی علوم میں اعلیٰ تعلیمی سند (ڈپلومہ) حاصل کرنے کے لیے قاہرہ یونیورسٹی کو پیش کیا گیا تھا۔ مگر صاحبِ کتاب نے صرف ڈگری کے حصول کی محدود غرض کو سامنے نہیں رکھا، بلکہ پوری کوشش کی کہ تحریک اخوان المسلمین کا مکمل خالص علمی و تحقیقی تعارف کرائیں اور حق یہ ہے کہ وہ اپنی اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب ہیں۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ کتاب اخوان کو ماضی قریب میں پیش آنے والے خونی حوادث اور اُن کے دَورِ ابتلا سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ زمانہ تصنیف اور اب کے حالات بہت مختلف ہیں۔ کتاب پڑھتے وقت آپ کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے: مرکز اخوان "اسلامی مصر کے دھڑکتے ہوئے جس دل کی تصویر آپ اس میں پائیں گے اُس کو ان آنکھوں نے جلا ہوا کوئلہ دیکھا ہے۔ سہ منزلہ، دو منزلہ دو عمارتیں جن میں کتب خانہ، مسجد، پریس، دواخانہ، علمی و تحقیقی کمیٹیوں کے ریکارڈ، غرض اخوان کا سب کچھ تھا۔

کتاب کے نام میں ہم نے تھوڑی سی ترمیم یہاں کے حالات کے پیشِ نظر روا رکھی ہے۔ اصل نام ہے "اخوان المسلمین اور مصری معاشرہ" مصنف نے بعض مقامات پر تشریح کے لیے انگریزی مترادفات بھی دیے تھے، ہم نے مختلف حلقوں کی افادیت کے پیشِ نظر اس دائرے کو وسیع تر کر کے تقریباً تمام ترضروری مختلف علمی اصطلاحات کے انگریزی مترادفات دینے کی کوشش کی ہے۔

مصر میں اپنی مختصر مدتِ قیام کا ایک عزیز تحفہ میں نے پیش کر دیا ہے۔ تحفہ کی قیمت اور افادیت میں آپ کو کوئی شک نہ ہوگا۔ گو پیش کرنے والا اس کا حق ادا نہ کر سکا ہو، وہ اُمید کرتا ہے کہ اہلِ نظر اس کی لغزشوں سے صرف نظر فرمائیں گے اور مفید مشوروں سے ممنون فرمائیں گے۔ (۵ نومبر ۱۹۵۶ء سرائے گریٹ رام پور)

سید رضوان علی ندوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ و تعارف

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

مشرقِ اوسط کی سب سے بڑی اسلامی تحریک "الاخوان المسلمون" اور اس کے جلیل القدر بانی و داعی شیخ حسن البنّا مرحوم کا نام، راقم سطور نے سب سے پہلے غالباً سنہ ۴۷-۱۹۴۶ء میں سنا۔ دوسری جنگ عمومی نے ہندوستان اور عرب ممالک کے درمیان ایسا بُعد پیدا کر دیا تھا کہ اُدھر کا حال اِدھر معلوم نہیں ہوتا تھا۔ عرصے تک مصری جرائد و رسائل اور مطبوعات (جو ہم دور افتادہ مسلمانوں کے لیے اپنے عرب بھائیوں کے حالات، خیالات سے واقفیت کا تنہا ذریعہ تھے) بند رہے۔ غالباً بعض دوستوں نے جو اس عرصے میں حج سے مشرف ہوئے تھے، اس تحریک اور اس کے بانی کی مؤثر، سحر انگیز و دل آویز شخصیت کا ذکر کیا۔ ان کو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ان کی زیارت اور تعارف کا موقع ملا تھا، اور وہ ان کی بے نظیر خطابت، اخلاص، اپنے مقصد کی لگن اور حسنِ اخلاق سے متاثر تھے۔ اس زمانے میں شیخ کا معمول تھا کہ سال دوسرے سال وہ اپنے رفقاء اور آلاتِ نشرِ صوت وغیرہ کے ساتھ حج کو آتے تھے، اور زمانۂ حج میں متعدد تقریریں کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں جب راقم حاضر ہوا تو شیخ اس سال حاضر نہیں ہو سکے تھے، اور مجھے ان کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہو سکا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ان کی شہادت کا واقعہ پیش آگیا، اور مجھے ان سے ملنے اور ان کو دیکھنے کی حسرت ہی رہ گئی۔

سنہ ۱۹۴۷ء کے اس سفرِ حج اور حجاز کے قیام کے دوران میں بڑی شدت سے احساس ہوا کہ مغربی تہذیب

Marfat.com

عرب ممالک کو پُورے طور پر متأثر بلکہ مفلوج کر چکی ہے اور اقبال نے گویا ان ممالک کو دیکھ کر کہا ہے:

ــ فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہو گئے پانی ــ

پڑھے لکھے نوجوان اور تعلیم یافتہ اصحاب اسلام کے مستقبل سے مایوس اور یورپ کی مادی ترقی اور اس کے فلسفۂ زندگی سے مسحور تھے۔ کہیں اس تہذیب اور نظامِ زندگی کے خلاف بغاوت اور اسلام کی نشأتِ ثانیہ اور اصلاحِ حال کے لیے جد و جہد کے آثار نظر نہیں آتے۔ اس سفر میں مجھے حجاز کے علاوہ کہیں اور جانے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن دوسرے عرب ممالک کے حجاج و زائرین سے ملنے کا بکثرت اتفاق ہوا۔ ان میں اچھے اچھے اصحاب علم اور دیندار لوگ ملے لیکن مدینہ طیبہ میں چند مصری نوجوانوں میں جو جماعت اخوان سے تعلق رکھتے تھے وہ زندگی جذبہ دعوت اور اعتماد نظر آیا جو کسی اور جماعت میں نظر نہیں آتا تھا۔

۱۹۵۰ء میں جب اللہ نے دوبارہ حجاز کی حاضری کی سعادت نصیب فرمائی تو نوجوانوں میں خاصی تبدیلی نظر آئی دین کے بارے میں جو مایوسی اور احساس کمتری نظر آتا تھا اس میں فرق واقع ہو چکا تھا جب واقفیت بڑھی تو معلوم ہوا کہ یہ تحریک اخوان کا نتیجہ ہے۔ اور حجاز کے بعض نوجوان ادیبوں نے اس کا اعتراف کیا کہ اگر حسن البنا کی شخصیت اور اُن کی دعوت سے ان کو متعارف ہونے کا موقعہ نہ ملتا تو وہ الحاد کا شکار ہو چکے تھے اسلام کی طرف اُن کی واپسی شیخ حسن البنائی پُر اثر شخصیت اور اُس زمانے کی دینی دعوت کا نتیجہ ہے۔

۱۹۵۱ء میں جب مصر کا سفر پیش آیا تو مجھے اس کی شدید خواہش تھی کہ اس تحریک کا مطالعہ کروں اور اس کے متعلق براہِ راست معلومات حاصل کروں، شیخ کے پرانے رفیقوں اُن کے معتمدین اور اُن کے تربیت یافتہ نوجوانوں سے ملاقات کروں اور اس عظیم الشان دعوت کے اصول و مبادی اور اس کی کامیابی کے اسباب معلوم کروں میری خوش قسمتی سے اُس وقت شیخ کے تمام پرانے رفقاء و شرکاء کار اور اُن کے تلامذہ و حلقۂ احباب کے خواص موجود تھے۔ میری عربی تصنیف "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" جو میرے سفر مصر سے چند ہی مہینے قبل شائع ہوئی تھی اخوان کے حلقے میں کثرت سے پڑھی گئی تھی

Marfat.com

اور اخوان نے اپنی روایتی فراخ دلی اور بے تعصبی سے اُس کو اپنے مخصوص تبلیغی لٹریچر میں جگہ دی تھی۔ یہ کتاب میرا ذریعۂ تعارف تھی۔ پھر ہندی مسلمان ہونا اور ایک معروف دائرے سے تعلق رکھنا اخوان کے لیے (جو عالمِ اسلامی کی وحدت اور تعارف و تعاون کے سب سے بڑے داعی ہیں) کافی وجۂ کشش تھی۔ جہاں تک شیخ کے متعلق تاریخی و شخصی معلومات کا تعلق تھا اس کے لیے سب سے زیادہ مستند اور قابلِ اعتماد ذریعہ ان کے والدِ محترم شیخ احمد عبدالرحمٰن البنا کی ذات تھی جنھوں نے ازراہِ شفقتِ بزرگانہ اپنے قابلِ فخر و ذریعۂ نجات فرزند کے متعلق تمام ضروری و جزوی معلومات فراہم کیں۔[1] ان کے علاوہ شیخ کے رفیقِ درس و شریکِ کار اور اخوان کے مربی استاذ بہی الخولی (صاحب تذکرۃ الدعاۃ) اس عاجز کے مخصوص دوستوں اور کرم فرماؤں میں تھے۔ انھوں نے بحیثیت ایک دوست، رفیق، شاہد و معاصر کے اپنے مشاہدات، معلومات اور تاثرات سنائے۔ ان دونوں بزرگوں کے علاوہ ان چند نوجوانوں سے بھی ملاقات ہوئی جو شیخ کے معتمدِ خاص، سکریٹری اور دستِ راست رہ چکے تھے۔ مثلاً استاذ صالح عشماوی مدیر الدعوۃ، استاذ منیر دلہ جج ہائی کورٹ، استاذ عبدالحکیم عابدین، استاذ سعید رمضان۔ ان اصحاب سے شیخ کی زندگی اور اُن کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کے متعلق مستند معلومات حاصل ہوئیں اور ایسا محسوس ہوا کہ ان حضرات سے ملنے کے بعد شیخ کی زیارت سے کلی طور پر محرومی نہیں رہی۔

ان اصحاب سے جو کچھ سنا اور خود شیخ کے جو اثرات دیکھے ان سے اس بات کا یقین پیدا ہوا کہ ان کی شخصیت تاریخ کی اُن غیر معمولی شخصیتوں میں سے تھی جن کو اللہ تعالیٰ کسی تحریکِ دعوت کو چلانے اور کسی عہد میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے پیدا فرماتا ہے اور اس کی قیادت کی وسیع اور متنوع صلاحیتیں عطا فرماتا ہے۔ وسیع و روشن دماغ، گرم و پُرمحبت و دردمند دل، فصیح و بلیغ زبان، تسخیر کر لینے والے اخلاق، دل آویز شخصیت یہ اُن کے عناصرِ ترکیبی تھے۔ میں جب اقبال کا یہ شعر

---

[1] ملاحظہ ہو راقم سطور کا عربی روزنامچہ: مذکرات سائح فی الشرق العربی۔

Marfat.com

پڑھا ہوں تو بے ساختہ شیخ حسن البنا کی شخصیت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے ان ہی کو دیکھ کر کہا ہے ؎

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سید جمال الدین افغانی کے بعد عالمِ اسلام میں اور خصوصیت کے ساتھ مشرقِ وسطیٰ میں شیخ حسن البنا سے زیادہ طاقتور اور عہد آفریں شخصیت پیدا نہیں ہوئی۔ بعض حیثیتوں سے ان کو سید جمال الدین پر کھلی ہوئی فوقیت حاصل تھی۔ سید جمال کا اثر علمی و سیاسی حلقے میں محدود رہا اور انھوں نے کوئی ایجابی اسلامی تحریک نہیں چلائی لیکن حسن البنا نے عالمِ عربی کے ہر طبقے پر اثر ڈالا اور بیسویں صدی کی سب سے بڑی ہمہ گیر تحریک چلائی۔

بدقسمتی سے جس زمانے میں میرا قیام مصر میں تھا، اخوان کی تحریک خلافِ قانون تھی اور اُن کے اجتماعات نہیں ہو سکتے تھے لیکن اس اعتماد کی بنا پر جو اُن کے ذمّے داروں کو میری حقیر ذات پر پیدا ہو گیا تھا، مجھے ان کی مخصوص مجلسوں میں شرکت کی عزت حاصل ہوئی۔ مجھے ان کے حالات و خیالات سُننے اور اپنے ناچیز خیالات پیش کرنے کا موقع ملا، ایک مخصوص مجلس میں جس میں اخوان کی مجلسِ انتظامی کے ارکان اور دل و دماغ شریک تھے، مجھے منضبط طور پر اپنے خیالات اور تجربات پیش کرنے کا موقع ملا۔ اخوان نے ان کی جس درجہ پذیرائی کی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس کو علیحدہ رسالے کی شکل میں شائع کیا اور جب تک اخوان کی تحریک دوبارہ خلافِ قانون قرار نہیں دی گئی اس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس رسالے کا نام ہے: "اریدان اتحدث الی الاخوان" (اخوان سے دو دو باتیں) مجھے کسی دینی و سیاسی جماعت کے متعلق اتنی فراخ دلی اور عالی نظری کا تجربہ نہیں ہو سکا۔

اسی زمانۂ قیام میں مجھے شیخ محمد الغزالی کی معیت میں (جو اخوانی لٹریچر کے بڑے مصنفین میں ہیں) مصر کے قصبات اور دیہاتوں میں بارہا جانے کا اتفاق ہوا، ہر جگہ اخوان کے دینی جوش و خروش، مہمان نوازی

Marfat.com

اور اسلام دوستی، محبت و اخلاص اور بے تعصبی و وسیع النظری کے ایسے مناظر دیکھے جو ساری عمر یاد رہیں گے، اور جن سے شیخ حسن البنّا کی تربیت و تاثیر اور اُن کی مردم گری اور سیرت سازی کا اندازہ ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ اس شعلۂ جوالہ نے کتنی ایمانی حرارت پیدا کر دی ہے۔ اس تحریک کے مطالعے اور جو لوگ اس سے متعلق تھے اُن کو قریب سے دیکھنے کے بعد میں خاص طور پر جن پہلوؤں سے متاثر ہوا وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس تحریک نے ایک ایسی قوم اور سوسائٹی میں جو مغربی تہذیب اور تمدنِ جدید کی خرابیوں سے پورے طور پر متاثر ہو چکی تھی، اور اس سے پہلے ترکی سلطنت اور شخصی حکومت کے اثرات سے متاثر ہو کر "طبقۂ مترفین" میں شامل ہو چکی تھی، ایسی قوتِ عمل، جذبۂ سرفروشی، سادگی و جفاکشی پیدا کر دی جس کی نظیر اس زمانے میں ملنی مشکل ہے۔ خود اس کے ایک رہنما و قائد (شیخ بہی الخولی) کے الفاظ میں: ایک نرم و نازک قوم "الشعب الرخو الرقیق" میں اس نے ایک نئی زندگی پیدا کر دی اور گویا اقبال کے اس تخیل و تمنا کو پورا کیا۔

"کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا"

ان کی اس قوتِ عمل، جذبۂ سرفروشی اور عقابی شان دیکھنے کے لیے استاذ کامل الشریف کی کتاب "الاخوان المسلمون فی حرب فلسطین" کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۲۔ دوسری چیز جس نے مجھے متاثر کیا وہ اخوان کی محبت و گرم جوشی اور اُن کے آپس کے تعلقات ہیں۔ اتنا مستحکم رشتۂ اخلاص و مودّت اور ایسا احساسِ اخوت و وحدت میں نے کم دعوتوں و جماعتوں میں دیکھا ہے۔ اخوان کی تحریک نے ایک ایسی عالمگیر برادری پیدا کر دی جس کا ہر فرد دوسرے فرد کو اپنا حقیقی بھائی سمجھتا اور بغیر [illegible] عصبیت و حمیّتِ جاہلیہ کے اس کی مدد و حمایت کے لیے تیار رہتا ہے۔ کسی مصری اخبار نے ایک مرتبہ طنز کے طور پر لکھا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہایت اعتراف ہے کہ اگر شیخ حسن البنا کو اسکندریہ میں چھینک آئے تو اسوان (مصر کی جنوبی سرحد) میں یرحمک اللہ کی صدائیں بلند ہوں۔ نہ صرف اپنے "مرشدِ عام"[1] بلکہ ہر رفیقِ جماعت کے لیے ان کا یہی جذبہ و طرزِ عمل ہے۔

[1] اخوان کی اصطلاح امیر جماعت کے لیے۔

Marfat.com

وہ عام طور پر ایک دوسرے سے تعارف ان ہی الفاظ میں کراتے ہیں "اخوك فی اللہ فلاں" ان کے طرز عمل اور سلوک سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اخوۃ فی اللہ پر عقیدہ رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ تیسرا پہلو جس نے مجھے بہت متاثر کیا یہ ہے کہ اس تحریک کا زندگی سے قریبی تعلق ہے۔ وہ زندگی سے بچ کر نہیں نکلی بلکہ اُس پر اثر انداز ہوتی ہے، اس کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے عوام سے اور عملی زندگی سے اس کا تعلق ہے، اس نے عوام کی زندگی میں دخل دیا ہے اس کی خرابیوں کی اصلاح کی ہے، اور قدم قدم پر ان کی مدد کی کوشش کی ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کامیابی اور مقبولیت اور تاثیر میں اس کو بڑا دخل ہے۔

۴۔ اس کا چوتھا روشن پہلو یہ ہے کہ اس نے دینی و علمی اختلافات سے بچ کر اپنا کام کیا۔ یہ چیز اس کے کمزور پہلوؤں میں بھی شمار کی جا سکتی ہے، مگر عالم اسلام کے موجودہ دینی و اخلاقی زوال، الحاد و زندقہ کے حملے اور مسلمانوں کے ذہنی انتشار کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ ایک اسلامی دعوت کے لیے خوش قسمتی سمجھی جائے گی کہ وہ اپنا وقت اور قوت خالص اصلاحی و تعمیری کام اور اساسی دعوت کے فروغ میں لگائے۔

۵۔ اخوان کی تحریک کا سب سے کامیاب اور روشن پہلو یہ ہے کہ اس نے مصر (اور اُس کی پیروی میں ممالک عربیہ) کے بڑھتے ہوئے الحاد و لادینیت کے دھارے کو روکا اور دین سے استخفاف، بے دینی اور ذہنی ارتداد و بغاوت کا جو رجحان روز افزوں تھا اس پر اثر انداز ہوتی۔ جو لوگ مصر کی صحافت و ادب سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس ملک میں دین کے خلاف ایک منظم سازش اور کوشش بھی، مصر کے ادیبوں اور صحافیوں، مصنفین و باحثین سب نے دین کے خلاف ایک محاذ بنا رکھا تھا اور انقلاب فرانس کے علمبرداروں کی طرح وہ پوری مصری اسلامی سوسائٹی کو اپنے "ترقی پسند" ادب اپنے "شک آفریں خیالات و تحقیقات" اپنے طنز و تمسخر سے ڈائنامیٹ کر رہے تھے۔ اور یوحی بعضھم

إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا کا مصداق تھے اِس تحدّی کے خلاف کسی بھی جماعت کو زیرِ لب تک
میں آواز بلند کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ تھی۔ اخوان کے مخالفین کو بھی اعتراف ہے کہ اخوان کی تحریک
نے اس گروہ کو کمزور و خوف زدہ کر دیا۔ الحاد کی علانیہ دعوت دینے اور دین کے استخفاف کی جرأت بڑے بڑے
زعمائے ادب کو نہ رہی۔ اخوان نے غیور نوجوانوں اور صالح جمعیت مسلمانوں کا ایک ایسا لشکر پیدا کر دیا کہ
ملحدین کو اپنے ملحدانہ خیالات و تصنیفات کی اشاعت اور اخبارات و رسائل کو دین و اسلامی تہذیب کے ساتھ تمسخر و
استہزاء کی جسارت باقی نہ رہی۔ پھر اس کے ساتھ اس نے اسلام پسند ادیبوں، ناقدین، اہلِ قلم اور ماہرینِ فن کی
ایسی جماعت پیدا کی جو علمی و فنی طور پر ان ملاحدہ کا مقابلہ کر سکیں اور اسلامی ادب پیش کریں۔ اخوان کا
یہ کارنامہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ کوئی شخص جس کے دل میں نورِ ایمان ہے اس کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ راقم
سطور کے سامنے چونکہ ان ممالک کی سابقہ زندگی اور موجودہ دینی و فکری انقلاب ہے اور اس کو
اپنے طویل قیام کی بنا پر اس کا مشاہدہ و تجربہ ہو چکا ہے کہ اخوان نے جدید نسل کے دل و دماغ کو کس طرح
متاثر کیا ہے، اور دینی شعائر و دین کے اظہار و اعلان کی کیسی جرأت پیدا کر دی ہے اور جو لوگ دینی مظاہر،
شعائر اور دینی عقائد و حقائق کے اظہار میں شرمندگی اور حقارت محسوس کرتے تھے اب کس طرح علانیہ
منظرِ عام پر دینی فرائض و شعائر کو ادا کرتے ہیں اور احساسِ کمتری کے بجائے برتری کا احساس رکھتے ہیں،
ان ذاتی مشاہدات و تجربات کا نتیجہ تھا کہ میری زبان سے ایک تقریر میں اخوان کے متعلق بے ساختہ یہ لفظ نکل گئے:
کہ لا یحبھم إلا مؤمن ولا یبغضھم إلا منافق (اخوان سے اُسی کو محبت ہوگی جس کے
دل میں ایمان ہے اور اُسی کو نفرت ہوگی جس کے دل میں نفاق ہے)"

واقعہ یہ ہے کہ اگر اخوان کچھ عرصہ اور عملی سیاست میں حصہ نہ لیتے (یا اس عملی سیاست میں گھسیٹ نہ لیے جاتے)
اور اپنا اصلاحی و دعوتی کام پوری قوت سے جاری رکھتے تو ممالک عربیہ میں ایک اسلامی انقلاب
برپا ہو جاتا اور ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی۔ مجھے مستند اور باوثوق متعدد ذرائع سے معلوم ہوا ہے

Marfat.com

کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں شیخ حسن البنا کو خود اس کا شدید صدمہ اور قلق تھا کہ اُن کو قبل از وقت سیاسی میدان میں اُترنا پڑا اور اُن کا دامن ان کانٹوں سے اُلجھ گیا۔ اُن کو اس کی بڑی تمنا تھی کہ اُن کو پھر خالص دعوتی و تربیتی کام کا موقع ملے اور وہ جماعت اور جمہور مسلمین میں وہ استعداد پیدا کرلیں جس کے بعد وہ ہر طرح کی ذمّہ داری کو پورا کر سکیں اور ہر امتحان و آزمائش سے گزر سکیں۔

مصر سے واپسی کے بعد میری آرزو تھی کہ اخوان کی تحریک کے متعلق مفصّل و مستند معلومات ہندوستان میں شائع ہوں۔ اور اُن کا صحیح تعارف کرایا جائے۔ ہندوستان میں اس تحریک و دعوت کے متعلق بڑی غلط فہمیاں اور بڑی ناقص معلومات ہیں ضرورت تھی کہ اس عظیم تحریک و دعوت، اس کے ارتقائی مدارج، اس کے طریق کار اور اس کے نتائج کے متعلق کوئی مستند کتاب شائع ہو جس سے اسلامی دعوت کا کام کرنے والے استفادہ کریں، کم سے کم مخالف و موافق اس تحریک کے ساتھ (جو عصرِ حاضر کی بڑی مظلوم تحریکوں میں ہے) انصاف کر سکیں، بڑی خوشی کی بات ہے کہ عزیزی مولوی سید رضوان علی ندوی نے یہ خدمت انجام دی اور ایک ایسی کتاب کا انتخاب کیا جو میرے علم میں اس موضوع پر سب سے زیادہ پُر از معلومات اور خوش سلیقہ کتاب ہے۔ اس کتاب سے اخوان کی قوتِ عمل، حُسنِ تنظیم اور کارکردگی کی صلاحیت کا اندازہ ہوگا اور معلوم ہوگا کہ انھوں نے مصری سوسائٹی پر کیا اثر ڈالا اور اپنی حسنِ خدمت و تعمیری کاموں کی صلاحیت کا کیسا نمونہ پیش کیا۔ مولوی رضوان علی صاحب اخوانی حلقوں سے بہت قریب رہے ہیں انھوں نے سال بھر کے قریب مصر میں قیام کیا ہے اور وہ دَور بھی دیکھا ہے جب اخوان کی تحریک و دعوت آزاد اور میدان میں تھی پھر جمال عبدالناصر کی عنایت سے وہ سختی سے کچلی دی گئی۔ مولوی رضوان علی صاحب کو عربی اور اُردو دونوں پر قدرت ہے اپنے ذاتی معلومات رجحانِ طبع اور اپنے شگفتہ ادبی ذوق و سلیقہ تحریر کی بنا پر وہ اس کام کے لیے ہر طرح موزوں تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ پہلی مرتبہ اُردو میں ایک ایسی مستند کتاب اس تحریک کے متعلق شائع ہو رہی ہے۔ اُمید ہے کہ اس کا مطالعہ اسلامی کام کرنے والوں کے لیے دلچسپ بھی ہوگا، مفید و پُر از معلومات بھی اور چشم کشا و بصیرت افروز بھی۔ وما التوفیق الا من عند اللہ۔

۔ ۲۶ شوال ۱۳۷۴ھ — دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی — ابوالحسن علی ۔۔

Marfat.com

پیش لفظ

(ڈاکٹر محمد کمال خلیفہ (پروفیسر قاہرہ یونیورسٹی)

اسلامی عقیدے کو مختلف قسم کے معاشروں سے واسطہ پڑا، جو تہذیب و تمدّن اور طرزِ فکر و معاشرت میں باہم بہت مختلف تھے۔ کبھی تو وہ ایسے بدوی ماحول میں رہا، جس نے اپنی فطری سخت کوشی، عزیمت پسندی اور طبعی تعصب سے اسلام کا استقبال کیا، جس کے نتیجے میں ان لوگوں نے آیات و احادیث اور احکام کی لفظی پابندی میں شدّت برتی اور اس میں کوئی تاویل گوارا نہ کی۔ یہ اسلام کا عصرِ اوّل ہے۔ اس کے بعد اسلامی عقیدے کو اس سے بالکل مختلف مرحلے سے گزرنا پڑا۔ یہ لوچ اور سہل پسندی حکومتِ اسلامی کی ترقی، عروج اور وسعت کا زمانہ ہے۔ یہ وہ دَور ہے جس میں حریتِ فکر کے دائرے کو وسیع تر کرنے اور سماجی سرگرمیوں کے لیے کشادہ تر میدان ہموار کرنے کی غرض سے احکامِ دین میں تاویل سے کام لیا گیا۔ اس کے بعد سے اسلامی عقیدہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں جھکولے کھاتا رہا جو قدیم و جدید کے فکری تذبذب کا شکار تھے۔ یا پھر ایسے لوگ جن میں نہ تو مومن کا اتباع تھا اور نہ مجتہد کا اجتہاد بلکہ حاکمانہ رغبت اور ظالمانہ خواہشات نے انھیں اندھا بنا رکھا تھا۔ لہٰذا ایک طرف تو حکام کے جور و تعدی کے آگے اطاعت و سپر اندازی تھی اور دوسری طرف صحیح عقیدے سے کجروی۔

Marfat.com

اس کا جو طبعی نتیجہ ہونا تھا وہ پیش آیا یعنی اسلامی حکومت کو اُن کے علمبرداروں کے عقیدہ و ایمان کی قوت سے تہی دست ہوجانے پر زوال آیا! اسلامی سوسائٹی ایک طویل مدت کے لیے امن و اضطراب کی کشاکش میں مبتلا ہوگئی۔ اسی طرح اس سقوط کے بعد چھوٹی چھوٹی اسلامی سلطنتیں بھی طاقت و کمزوری کے مرحلوں میں جھولتی رہیں۔ یہاں تک کہ آخر میں سب وہ مغرب کا لقمۂ تر بن گئیں اور اسلامی شہنشاہیت داستانِ پارینہ ہوگئی۔

زمانے نے پلٹا کھایا، اور وقت آیا کہ مشرق پھر سے کروٹ بدلے چنانچہ ادھر ادھر سے انقلابی صدائیں اُٹھنے لگیں جن میں سب سے پُر زور جمال الدین افغانی کی پکار تھی جو طویل گہری تاریکی کے بعد ایک نور کا شعلہ تھی۔ اس مرد کامل نے اسلام کو پھر سے سوسائٹی میں اس کا مقام دلانے کے لیے انتھک کوششیں کیں۔ عالم اسلام میں دین کے نام سے جو سیاسی فساد برپا تھا اُس سے پنجہ آزمائی کی، تادمِ آخر سرگرم پیکار رہا، اُس کے اس اصلاحی جہاد کا علم صرف مخصوص معاصرین ہی کو رہا۔ جمال الدین نے اپنی منزلِ حیات طے کی اور اپنے بعد کچھ مرد ان کار چھوڑ گئے۔ ان ہی میں سے محمد عبدہ ہیں جنھوں نے ابتدا میں افغانی کے مسلک پر چلنا چاہا لیکن بعد کو انھوں نے ایک دوسرے رنگ کے سر علمی جہاد کو ترجیح دی جو اُن کی نظر میں دینی سوسائٹی کے لیے مفید تر تھا۔ انھوں نے بھی ایک فکری و علمی انقلاب برپا کرنے کے بعد اپنی راہ لی۔ آج تک اسلامی ہند میں اُن کے طریقۂ فکر سے متاثر ہونے والے متبعین کا ایک گروہ اُن کے علمی جادہ پر قائم ہے اور اسلامی تصنیفات کا خزانہ برابر ہمارے سامنے آرہا ہے۔

محمد عبدہ کے بعد حسن البنا مرحوم آئے جنھوں نے کچھ ادھر سے اخذ کیا اور کچھ ادھر سے اور ایک ایسی عمومی راہ اختیار کی جس میں ایمانی حمیت برقرار رہے تعلیم کا ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے اسلامی صحیح عقیدہ کی ترویج ہو اور اسلام اور اُس کے نظامِ حیات کا صحیح اور وسیع تر فہم لوگوں میں پیدا ہو۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے وہ کوششیں کیں جن سے سب انگشت بدنداں رہ گئے۔ یہاں تک کہ

پھر سے وہ اسلام کو معاشرے میں اس کا وقار دلانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ بانتہائی سادہ بیانی سہل گفتاری کے ساتھ اور عام زبان میں جو عام و خاص کے لیے جاذب فکر اور قابلِ قبول تھی اور ایک ایسی تخلیقی رُوح کے ساتھ جس کی نظر بنیادی اسلامی اصولوں پر اور اُن کی آفاقیت پر تھی اور وہ فروعی اختلافات سے بالکل دُور تھی اس طرح وہ سب کا مرکز اعتماد و محبت ہو گئے۔ اور انھوں نے پختہ ایمان نوجوانوں کا ایک ایسا گروہ تیار کر دیا جس نے وطن کے حقوق کے حصول اور اسلامی عربی وقار کو بچانے کے لیے وہ قربانیاں پیش کیں اور کر رہا ہے جس کے دوست دشمن سب معترف ہیں۔

معاشرے کی اصلاح کے لیے انھوں نے ایک دوسرا عملی پہلو اختیار کیا یعنی سماجی اقتصادی طبی اور تربیتی ادارے اسلام کے نام کے ساتھ قائم کیے۔ اس طرح رفتہ رفتہ لوگوں میں خود اعتمادی پیدا ہوئی، دلوں کی گہرائی میں پوشیدہ ایمانی کونپلیں میں زندگی آئی اور لوگ اُس منزل پر آگئے کہ وہ اخوان کی طرح یا جیسا کہ اولین عہد اسلامی میں تھا۔ اسلام کی صحیح اور کامل فہم رکھ سکیں۔ اس طرح اس مردِ باہمت نے اپنا پیغام ادا کرنے کے بعد جنت کی راہ لی اور پختہ ایمان پوری نسل چھوڑ گیا جو ناوابستہ دعوتِ الٰہی کے زیر سایہ پاری میں میں پھیل گئی اور جنھوں نے ایمانی مردانگی اور مقدس جہاد کی مثالیں قائم کر دیں۔

حسن البنا مرحوم اور اُن کی دعوت "اخوان المسلمین" پر بہت سے لوگوں نے قلم اُٹھایا ہے اور شاید مشرق میں کوئی ایسی دینی تحریک نہ ہوگی جس پر اس کثرت سے لکھا گیا ہو جتنا اخوان پر لکھا گیا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر کتابیں جوشیلے انداز میں لکھے گئے جو ایمانی جذبات کی پیداوار تھے۔ اس کے برخلاف کچھ کتابیں اس طرح کی بھی لکھی گئیں جن میں دعوت کا علمی انداز میں جائزہ لیا گیا اور حقائق و واقعات کی روشنی میں اُس کو پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ زیرِ نظر کتاب اس دوسری صنف کی کتابوں سے ہے۔

Marfat.com

ایک ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اعداد و شمار کے پیش کرنے میں مکتوبہ مصادر پر اعتماد نہیں کیا گیا بلکہ ذاتی طور پر اُن کو متعلقہ اداروں سے حاصل کیا گیا ہے۔

یہ وہ حالات تھے جن کی بنا پر میں نے اس کتاب کے سلسلے میں نگرانی و مشورے کو خوش آمدید کہا۔ اس میں جو کوشش میں نے صرف کی ہے اُسے اپنے لیے باعثِ مسرت سمجھتا ہوں۔ مصنف میں موضوع سے دلچسپی، استعداد اور علمی اندازِ فکر کو محسوس کر کے میں نے اُن سے مطالبہ کیا کہ وہ اس مقالے کی تیاری میں اپنی کوششیں دوچند کر دیں اور اس کو محض امتحان پاس کرنے اور ڈگری حاصل کرنے کا ذریعہ نہ سمجھیں بلکہ ایک ایسی کتاب کی صورت میں پیش کریں جس میں ایک مخصوص طرزِ فکر و عمل کی تشریح کی گئی ہو کیونکہ مصنف نے حقائق و واقعات پیش کرنے میں کہیں مبالغے سے کام نہیں لیا ہے، بلکہ پوری دقّتِ نظر اور امانتِ علمی کو ملحوظ رکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی پابندی اور شخصی وسائل و مواقع کی تنگ دامانی کے باوجود انھوں نے اپنی مہم بہترین طور پر انجام دی ہے۔ اس سب کے پیشِ نظر میں صاحبِ کتاب کو اُن کی سعیِ مشکور اور منصفانہ رُوحِ علمی پر داد دینے کے لیے اپنے کو مجبور پاتا ہوں اور کتاب کو ناظرین کے لیے چھوڑتا ہوں جو اُس کے نقص و خوبی کا فیصلہ کریں گے۔

(محمد کمال خلیفہ)

Marfat.com

پہلا باب

فصل اوّل

تاریخِ دعوت

میں چاہتا تھا کہ اپنی اس کتاب میں خالص علمی انداز اختیار کروں اور اخوان المسلمین کی تاریخ کو ایک ایسے طرزِ فکر کی حیثیت سے پیش کروں جو اوّلاً مصر اور بعد ازاں بیشتر عربی و اسلامی ممالک میں لوگوں کے اذہان پر چھایا ہوا ہے۔ چنانچہ میں نے کوشش کی کہ اس دعوت کی تاریخ پیش کرتے ہوئے کسی شخصیت سے بحث نہ کروں اگرچہ وہ خود بانیٔ دعوت ہی کی ذات کیوں نہ ہو، لیکن آگے چل کر میں نے محسوس کیا کہ یہ ناممکن ہے اور پھر میری خالص علمی حقیقت پسندی

Marfat.com

کے بھی برعکس، کیونکہ اخوانی دعوت کی تاریخ پر جو کچھ میں نے پڑھا اُس سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ دعوت سب سے پہلے مرحوم **حسن البنا** کا نتیجۂ فکر تھی ــــ

موصوف کے لڑکپن میں اُن کے ساتھ اس دعوت نے نمو و پرورش پائی، اپنے اوّلین دَور میں وہ فسق و فجور اور بے حیائی کے خلاف بغاوت کی ایک چنگاری تھی جس نے نوعمر حسن البنا کے دل میں جو ابھی ایک ابتدائی مدرسہ (مدرسہ رشاد دینیہ) کے طالبِ علم تھے نہرِ محمودیہ کے کنارے ایک بادبانی کشتی کے مستول پر خلافِ تہذیب طرز پر لٹکے ہوئے برہنہ مجسّمے دیکھنے پر بغاوت کی آگ بھڑکا دی۔ سلیم الفطرت بچّہ فورًا پولیس اسٹیشن پہنچتا ہے اور اظہارِ نفرت کے ساتھ واقعہ کی اطلاع دیتا ہے۔ نیک دل تھانیدار بچّے کی اس ایمانی غیرت سے متاثر ہوتا اور اُس کے مطالبے پر لبیک کہتا ہوا فورًا موقع پر پہنچتا ہے، مالکِ کشتی کو تنبیہ کرتا اور مجسّمہ اُتارنے کا حکم دیتا ہے، اور اس طرح یہ بچّہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔

ایمانی بغاوت کی یہ آگ جو ایک چھوٹے بچّے کے دل میں بھڑکی تھی برابر جلتی رہی اور تادمِ زیست ایک لحظے کے لیے کبھی ٹھنڈی نہ ہوئی، اُس کو یہ بجھا ہوا مُردہ ایمان ایک لمحے کے لیے

Marfat.com

نہیں بھایا جو صاحبِ ایمان کو اس بات کے لیے بے قرار نہ کر دے کہ وہ اپنے عقیدے کو قولاً و عملاً اپنے میں رچا بسا دیکھے اور لوگوں کی پرائیوٹ زندگی اور معاشرے میں اُس کو جاری و ساری، مرورِ زمانہ کے ساتھ ایمان کا یہ مقدس شعلہ اُن کے اندر اور پُرسوز ہوتا گیا، جس کو بعد میں وہ اپنی حیات آفریں عبارتوں میں منتقل کرتے چلے گئے جس کا اندازہ اس طرح کے بعض جملوں سے ہوتا ہے۔ "ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان فرق صرف اتنا ہے کہ اُن کا ایمان اونگھتا ہوا سوتا ہوا ایمان ہے، جس کی نہ بات ماننے کے لیے وہ تیار ہیں اور نہ اُس کے مطابق عمل کرنے کے لیے، جبکہ یہ ایمان اخوان کے پہلوؤں میں زندہ، بیدار، قوی اور بھڑکتا ہوا پُرسوز ایمان ہے۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حسن البناء مرحوم میں قیادت کی صلاحیتیں بچپن ہی سے ودیعت کی گئی تھیں، چنانچہ وہ مڈل سکول میں زمانہ تعلیم ہی میں اپنے ساتھیوں میں ممتاز تھے اور طلبہ کی قیادت کے لیے نامزد تھے۔ جس وقت مدرسے میں "انجمن اخلاقِ حسنہ" کی تشکیل ہوئی تو اُن کے ساتھی طلبہ نے اُن ہی کو اس انجمن کی صدارت کے لیے انتخاب کیا۔

قدرت اُن کو بچپن ہی سے قومی و دینی قیادت کی تربیت دے

Marfat.com

موقعہ بہم پہنچا رہی تھی اور ان میں دینی رہنمائی و کارِ ہدایت کے ملکات کو پرورش دے رہی تھی، اور یہ بھی شاید عجیب حسنِ اتفاق ہی کا کارنامہ تھا کہ اُن کے لیے "مدرسہ رشاد دینیہ" کا انتخاب ابتدائی مدرسے کی حیثیت سے ہوا، تاکہ ابتدا ہی سے وہ اس عظیم ترین مہم کے مناسب تربیت پاسکیں جو اُن کی منتظر تھی یعنی مصر کی سب سے زبردست دینی تحریک "اخوان المسلمین" کی رہنمائی و صدارت کی ذمے داری سنبھالیں اور اخوان کے "مرشدِ عام" قرار پائیں۔

مگر یہ مدرسی انجمن کے اس نوخیز جوان اور اُس کے پُرجوش رُفقاء کو کافی نظر نہ آئی۔ لہٰذا انھوں نے مدرسے سے باہر ایک اور انجمن بنائی جس کا نام "انجمن انسدادِ محرمات" رکھا۔ جس کا میدانِ عمل اُس کے نام سے ظاہر تھا، اور اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے گئے۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ ہر ایسے شخص کو خطوط کے ذریعے متنبہ کیا جائے جو محرمات کے مرتکب ہوتے ہیں اور اسلامی عبادات کو ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے ہیں۔

پھر جب وہ دمنہور[1] کے ٹریننگ سکول میں داخل ہوئے اور طریقۂ حصافیہ[2] سے تعلق کے بعد اپنے شیخ سے متاثر ہوئے تو اُن کے

[1] مصر کا ایک شہر ۱۲ [2] مصر کا ایک سلسلۂ تصوف و سلوک ۱۲

Marfat.com

خیالات میں کچھ اور ترقی ہوئی، اب انھوں نے اپنے حصافی[1] بھائیوں کے ساتھ مل کر "انجمنِ حصافیہ اصلاحیہ" قائم کی اور خود اس انجمن کے سیکرٹری کے فرائض انجام دیے۔ اس انجمن کی جد و جہد دو خاص میدانوں میں محدود تھی:

(۱) اخلاقِ حسنہ کی اشاعت کی دعوت، منکرات اور بڑھتے ہوئے محرمات کی روک تھام۔

(۲) مسیحی مشنیری کا مقابلہ جو شہر میں علاج، تعلیم، کشیدہ کاری اور بچوں و بچیوں کی امداد کے بہانے مسیحیت کا پرچار کرتی تھی۔

دمنہور کے ٹریننگ اسکول میں تعلیم ختم کرنے کے بعد جب وہ قاھرہ آئے اور "مدرسہ[2] دار العلوم العلیا" میں داخل ہوئے تو یہاں "جمعیۃ مکارمِ اخلاقِ اسلامیہ" میں شامل ہو گئے۔ اُس وقت قاہرہ میں یہ تنہا ایک دینی جماعت تھی۔ حسن البنا پابندی سے اس جمعیۃ کے لکچروں میں شریک ہوتے رہے اور بعض مساجد میں با عمل علماء کے مواعظ میں حاضری دیتے رہے۔

لیکن قاہرہ میں اُن کو جو فسق و فجور، عام بگاڑ اور اسلامی اخلاق سے بیگانگی نظر آئی اس سے ان کو احساس ہوا کہ صرف مساجد اسلامی تعلیم

[1] طریقۂ حصافیہ کے متبعین۔ [2] موجودہ دار العلوم کالج (قاہرہ یونیورسٹی) مترجم

Marfat.com

لوگوں تک پہنچانے کے لیے کافی نہیں ہیں۔ اس موقع پر حسن البنا کی تخلیقی عقلیت ظاہر ہوئی کہ عام لوگ جو مسجدوں میں نہیں آتے وہ وعظ و نصیحت کے مسجدوں میں آنے والوں سے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ دین سے بالکل بے تعلق اور مواعظ سننے سے بیگانہ و دور ہیں۔ لہٰذا کیوں نہ ہم خود دعوتِ اصلاح لے کر ان کے پاس جائیں' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انھوں نے دارالعلوم کے بعض ساتھیوں اور کچھ ازہر کے دوستوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ چائے خانوں[1] اور پبلک سوسائٹیوں میں جاکر دعوت پیش کی جائے' پہلے پہل تو ان لوگوں کو اس خیال پر بہت تعجب سا ہوا اور اس کو ناپسند کیا۔ لیکن قرار یہ پایا کہ اس کے قبول و عدم قبول کا فیصلہ تجربے پر رکھا جائے۔ چنانچہ تجربہ کیا گیا' جو بہت زائد کامیاب رہا اور اس لیے آئندہ عمل کی بڑی ہمت افزائی ہوئی' ان ہی میں سے ایک جماعت گرمی کی تعطیلات میں شہروں اور دیہات میں دعوت پھیلانے کے لیے تشکیل ہوئی۔ اس تجربے سے ان لوگوں کو خود اعتمادی حاصل ہوئی اور پبلک حلقوں میں نیک نامی اور مقبولیت۔

135093

بعد ازاں ترکی میں کمالی انقلاب' خاتمۂ خلافت اور دین و سلطنت میں

---

[1] یہ معلوم رہنا چاہیے کہ قاہرہ کی زندگی میں چائے خانے چھوٹے کلبوں کی نوعیت رکھتے ہیں' اور زندگی کا ایک جزو ہیں' (مترجم)

Marfat.com

تفریق کے نتیجے میں مصر میں بے دینی و آزادی کا ایک سیلاب اُمڈ آیا۔ ڈیموکریٹک پارٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ جو منصۂ وجود پر آنے سے پہلے ہی زیرِ زمین ہو گئی۔ اس کا پروگرام آزادی و جمہوریت کی دعوت کے سوا کچھ نہ تھا اور آزادی و جمہوریت کی دعوت اس وقت اخلاقی آوارگی اور بے حیائی کے نشر و اشاعت کا دوسرا نام تھا۔ روزنامے، ماہنامے اور کتابیں اُبلنا شروع ہو گئیں جن کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ دین کے اثر کو کمزور کیا جائے اور قوم کے سینے ایمان سے یکسر خالی کر دیے جائیں تاکہ ان لکھنے والوں اور مصنفین کے خیال کے مطابق وہ فکری و عملی آزادی سے بہرہ مند ہو سکے۔

بے دینی کے اس سیلاب کا اسلامی حلقوں میں عام طور پر اور حسن البنا کے دل میں خاص طور پر بہت عمیق ردِ عمل ہوا۔ اپنے ملنے جلنے والوں اور علماء و شیوخ میں جہاں جہاں وہ پہنچ سکتے تھے اپنے خیالات کا اظہار کرتے اور دینی درد اُن کے سامنے رکھتے تھے۔

اس سلسلے میں برابر وہ سید رشید رضا مرحوم، شیخ دجوی مرحوم شیخ محمد الخضر حسین اور سید محب الدین خطیب جیسے اکابر ملت سے ملتے اور صورتِ حال کا کسی ایجابی تحریک سے مقابلہ کرنے پر زور دیتے رہے۔ حتیٰ کہ اُن کی یہ کوششیں بار آور ہوئیں۔ پہلے مجلہ "الفتح" کا ظہور ہوا اور پھر جمعیت الشبان المسلمین" وجود میں آئی۔[1]

[1] وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے مقابلہ میں یہ مصر کی وسیع ترین تہذیبی ثقافتی اسلامی انجمن ہے جس کی شاخیں دُنیا کے مشہور ممالک میں پھیلی ہوئی [illegible]

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریک اخوان کا خیال اُن کے دماغ میں اُس وقت سے جاگزیں اور واضح ہو چکا تھا جب وہ دار العلوم میں طالب علم تھے۔ ایک مدرسی موضوع مضمون نگاری پر انھوں نے جس طرح اپنے خیالات کا اظہار کیا' اس سے اس کا اندازہ ہوتا ہے موضوع تھا:

" تعلیم سے فراغت کے بعد زندگی میں تمھاری تمنائیں ؟"

حسن البنا نے لکھا کہ کالج کی زندگی ختم کرنے کے بعد میری دو آرزوئیں ہیں :—

ایک خاص :۔ یعنی امکان بھر اپنے خاندان و اقربا کو راحت و آرام پہنچاؤں اور اُس میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھوں —

دوسری عام :— وہ یہ کہ مدرس و مصلح بنوں' سارا دن جب بچّوں کی تعلیم میں صرف کر چکوں تو پھر رات کو اُن کے سرپرستوں کو تعلیم دوں' اُن کو اُن کے مقصدِ دین' سرچشمۂ سعادت اور زندگی کی حقیقی مسرت سے روشناس کراؤں اور اس کے لیے کبھی تقریر و گفتگو سے کام لوں' کبھی تالیف و تصنیف سے اور کبھی گشت و سفر سے۔

بہت سے لوگوں کے لیے یہ بات باعثِ تعجب ہوگی کہ عین عنفوانِ شباب میں ایک طالب علم اس طرح کی خشک تمنائیں رکھتا ہو جب جذبات میں آگ لگی ہوتی ہے' آرزوئیں جوان ہوتی ہیں اور جوانی اپنے شباب پر

Marfat.com

اور یہ سب لذّت و تسکین کی طالب ہوتی ہیں۔ لیکن جب تعجب کرنے والوں کو یہ معلوم ہوگا کہ حسن البنا ایک مشہور قدیم دین دار گھرانے کے فرد تھے تو اُن کا تعجب بڑی حد تک کم ہو جائے گا، اُن کے والد احمد عبدالرحمٰن البنا[1] ایک مشہور محقق عالم ہیں، حدیث میں جن کی مؤلفات بہت زبردست پایہ رکھتی ہیں (الفتح الربانی شرح مسند الامام احمد بن حنبل اور مسند شافعی سے کون واقف نہیں) اس طرح حسن البنا کی سیرت کی تشکیل اور دعوتِ دین کے میلانات کی تربیت میں ماحول کے مخصوص عوامل کے ساتھ خاندانی اور وراثتی عوامل بھی کارفرما رہے ہیں۔

دوسری طرف مصری معاشرے کی اُس وقت کی ضروریات بھی ایک ایسی اصلاحی جدوجہد کی مقتضی تھیں جس کی بنیاد دین پر قائم ہو، جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ وہ وقت تھا جب اخلاقی ابتری و پستی اور اجتماعی بگاڑ عام تھا اور اس سب کا علاج ایسی اعلیٰ اخلاقی قدروں کے سوا ممکن نہ تھا جو عقیدے سے ماخوذ ہوں، کیونکہ وہ بہرحال دلوں میں ایک مقدس مقام رکھتا ہے۔

حسن البنا کی تاریخ کا تتبع کرنے والوں کو یہ نظر آئے گا کہ وہ اپنے اُس پروگرام سے جو زمانۂ طالب علمی میں ایک مدرسی مضمون لکھتے ہوئے

---

[1] موصوف تا دمِ تحریر حیات ہیں اور راقم الحروف کو اُن سے ملنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ایک خاموش خادمِ حدیث اور نمونۂ اسلاف بزرگ ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اُنھوں نے اپنے لیے مرتب کیا تھا ایک انچ نہیں ہٹے۔ اُن کی عام آرزو تھی کہ مسلمانوں پر مقصدِ دین واضح کریں اس سرچشمۂ سعادت سے اُن کو قریب تر کریں اور اس مقصد کے لیے اُنھوں نے وسیلۂ گفتگو، تقریر تالیف وتحریر اور گشت وسفر قرار دیا تھا۔ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ حسن البنا کے لاشعور میں یہ مدرسی مضمون برابر جاگزیں رہا اور اپنی شخصیت کی تصویر اُنھیں اسی آئینے میں نظر آئی۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اُنھوں نے بعد کو اپنے لیے "صدر اخوان" کا لقب پسند نہیں کیا بلکہ "مرشدِ اخوان" اختیار کیا جو اوّلین عہد آرزو میں اس تاریخی مضمون میں اُن کے قلم سے نکلا تھا۔

۱۹۲۷ء میں حسن البنا نے دار العلوم سے ڈپلومہ حاصل کیا۔ یہ پہلا گروپ تھا جو اس کالج سے نکلا تھا۔ کالج سے نکلنے کے ساتھ ہی وہ اسماعیلیہ[1] کے گورنمنٹ پرائمری سکول میں مدرس مقرر کر دیے گئے۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۷ء کو وہ اسماعیلیہ روانہ ہو گئے۔ اُس وقت اُن کی عمر صرف اکیس سال تھی۔ اسماعیلیہ کے قیام میں اُن کے دل پر برطانوی فوجی استعمار اور اقتصادی استعمار نے بہت گہرا اثر چھوڑا، سویز کی برطانوی چھاؤنیاں اور "نہر سویز کمپنی" جس کا بالترتیب مظہر تھیں، دوسری طرف اُن کے لیے

---

[1] نہر سویز کے قریب ایک شہر اور دعوتِ اخوان کی اوّلین آماجگاہ (مترجم)

Marfat.com

یہ چیز بھی بڑی الم انگیز ہوئی کہ شہر کے مسلمان فروعی دینی اختلافات اور گروہی تعصب کی وجہ سے ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان حالات سے متاثر ہوکر وہ مسجد کے حاضر باشوں سے ہٹ کر پھر ہوٹلوں میں آنے جانے والوں کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اس غرض کے لیے انھوں نے تین بڑے بڑے ہوٹل اختیار کیے، جن میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آتے تھے۔ ہوٹل میں ہفتہ وار تقریر کا پروگرام بنایا اور بہت پابندی کے ساتھ اُس پر عمل شروع کر دیا۔ غور کرکے وہ ایسا موضوع اختیار کرتے تھے جس پر اچھی طرح سے بول سکیں اور جس میں اختلافی مسائل سے کوئی تعرض نہ ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی آراء کے اختلاف میں وہ علمائے سلف کی رواداری کی مثالیں بھی پیش کرتے رہتے تھے۔ اس وعظ نے سُننے والوں کے دل پر بہت اثر کیا اور رفتہ رفتہ وہ ایک خلش محسوس کرنے اور کچھ سوچنے لگے، پھر اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ احکامِ خداوندی اور اُن کے ذمہ دینِ اُمت کے جو فرائض ہیں معلوم کرنے لگے اور اُن کی تحقیق و تعمیل کی کوشش کی۔ اب پوری طرح ان میں طلب بیدار ہوچکی تھی۔

ذی قعدہ ۱۳۴۶ھ مطابق مارچ ۱۹۲۸ء میں حسن البنا نے اپنے مکان پر حضرات حافظ عبدالحمید، احمد الحصری، فواد ابراہیم

Marfat.com

عبدالرحمن حسب اللہ، اسمٰعیل عز، زکی مغربی سے ملاقات کی۔ یہ چھ غیور مسلمان جذبۂ عمل سے سرشار تھے اور اسلام کی سربلندی کے لیے کسی عملی پروگرام کے طالب و جویا۔ اس کے لیے حسن البنا کو انھوں نے مرکز نظر و سوال بنایا اور ان پر کام کا خاکہ پیش کر کے قیادت اور رہنمائی کی ذمے داری ڈالی، موصوف نے پوری کشادہ دلی کے ساتھ اس ذمّے داری کو قبول کیا اور ان میں باہمی عہد و بیعت ہوئی کہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے انتھک جد و جہد کریں گے۔ سوال ہوا کس نام سے ہم اپنے کو موسوم کریں؟ انجمن، کلب، سلسلہ، یونین یا کچھ اور، تاکہ ہم ایک سرکاری صورت حاصل کر سکیں۔ جس کا جواب حسن البنا کی طرف سے یہ تھا کہ نہ یہ نہ وہ۔ اسماء و مظاہر پر ہماری نظر نہ ہونا چاہیے۔ ہمارے اس پہلے اجتماع کی بُنیاد ایک مخصوص طرزِ فکر اور عملی و معنوی حقائق ہونا چاہییں۔ ہم اسلام کی خدمت میں باہم دگر بھائی بھائی ہیں، سو ہم الاخوان المسلمون ہیں۔ یہ کافی ہے۔

اس طرح اچانک جو خیال آیا تھا وہ ایک مستقل نام ہو گیا۔ ان چھ افراد سے اخوان المسلمین کی اولین تشکیل ہوئی جو ایک مخصوص طرزِ فکر و طریقۂ حیات اور مذکورہ نام کے حامل تھے۔

اس طرح اخوان المسلمین کی تحریک کا بیج ان چھ مسلمانوں کے

Marfat.com

نفوس میں پڑا، جس پر انھوں نے یقین کی بنیاد رکھی اور اللہ سے عہد کیا کہ وہ اس کے لیے اپنی زندگیاں لگا دیں گے۔ ان کے اخلاص اور پاسِ عہد کے ہی یہ ثمرات تھے جو دعوت اور اُس کے مؤسس کی کامیابی و قبولیت کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ اللہ کا وعدہ ہے:

وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الفتح)	(جو اللہ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کرے گا، اُس کو وہ بڑا اجر عطا فرمائے گا)

حسن البنا اپنی دعوت میں بغیر اعلان و پروپیگنڈہ کے خاموشی کے ساتھ مشغول رہے۔ اس طرح انھوں نے دعوت کا اور اپنا بڑا اعتماد حاصل کرلیا۔ اُن کے گہرے اخلاص اور تحریک و مقاصدِ تحریک کے دقیق فہم کے طفیل دعوت تیزی کے ساتھ پھیلنے لگی اور جُوق جوق لوگ اس میں شامل ہونے لگے۔ کامیابی اُن کو پیہم کوشش کے لیے اُبھارتی رہی اور تحریک سے گہری وابستگی اور گرمجوشی دائرۂ عمل کو وسیع تر کرنے اور پُوری زندگی اُس پر وقف کر دینے کے لیے آمادہ کرتی رہی۔ چنانچہ انھوں نے کوئی قصبہ، تحصیل، گاؤں، مزرعہ نہ چھوڑا، ہر جگہ گئے، قیام کیا، وہاں کے لوگوں سے اُن کی مساجد میں، گھروں میں ملے۔ لیکن مسجد بہرحال اُن کی مرکزی قیام گاہ رہی۔ کیونکہ مسجد ہی ایک ایسی جگہ تھی

Marfat.com

جہاں نمازی یا مدرس و واعظ ہر کوئی معترض نہیں ہو سکتا تھا۔

اُن کے یہ سفر ہفتہ وار اور سالانہ گرمائی تعطیلات میں ہوا کرتے تھے۔ پہلی یعنی ہفتہ وار تعطیل میں قریب کے شہر اور دوسری بڑی چھٹیوں میں دُور کے شہر، اس ساری مُدت میں وہ اپنے ابتدائی سرکاری مدرسے میں پابندی کے ساتھ تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ کبھی کسی بیماری یا ناگہانی عذر کا بہانہ انھوں نے نہیں کیا۔ مدرسے کے اس کام نے ان میں مزید پختگی اور خاموش عمل پیدا کر دی۔ بے تکلف فطری تواضع و انکسار کے ساتھ تدریس کی پابندی نے ان کو حاسدوں کے حسد و کینہ پروری سے محفوظ رکھا۔ جن کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ اُن کے سوا کسی دوسرے کی آواز بلند نہ ہو اور وہ ہمیشہ لوگوں کو مطعون کرتے رہیں حسن البنا کی دعوت پر لبیک کہنے والے اوّل اوّل زائد تر مزدور پیشہ لوگ تھے۔ ان حلقوں میں دعوت کی کامیابی میں اُن کی عوام پسندی اور سادہ طبعی کو بہت دخل تھا کیونکہ وہ ہر گروہ کو اُس کے مناسب اسلوب میں خطاب کرتے تھے۔ بکثرت سفر اور ملنے جُلنے، مختلف حلقوں سے تعلق رکھنے کے سبب اُن کے اندر لوگوں کے میلانات کے سمجھنے اور مزاج شناسی کا ایک زبردست ملکہ پیدا ہو گیا تھا، اور غالباً یہ ایک عام اصول تھا جس کو اپنے لیے اُنھوں نے

Marfat.com

پسند کیا تھا۔ وہ اپنے رُفقائے دعوت سے کہا کرتے تھے کہ "کھُردرے ہاتھوں والے ساتھی زائد سے زائد پیدا کرو" یعنی محنت کش لوگ حاصل کرو جو اپنے ہاتھوں کی محنت سے کھاتے ہیں۔ دعوت کا کام ہر پیشے کے ایسے محنت کشوں کا ضرورتمند ہے، یہی مضبوط کلائیوں والے وہ لوگ ہیں جن سے سختی کے وقت بہترین مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔

حسن البنا اسی طرح اپنی دعوت دُور قریب جہاں جہاں وہ پہنچ سکے پہنچاتے رہے۔ دو سال بعد اُن کے سفروں کے نتیجے میں ابوصویر، پورٹ سعید، المحلاح کے شہروں میں اخوان کے شُعبے قائم ہو گئے۔ تیسرے سال سویز میں ایک اور شعبہ کھُلا اور چوتھے سال تقریباً دس شُعبے ہو گئے اور اسماعیلیہ ہی میں لڑکیوں کی اسلامی تربیت کا ایک مرکز کھُل گیا، تاکہ اخوات[۱] مسلمات کی تشکیل ہو سکے۔

تاسیس دعوت کے پانچ سال بعد ۱۹۳۳ء میں حسن البنا کا تبادلہ قاہرہ میں کر دیا گیا۔ ان کے اس تبادلے سے دعوت ایک نئے مرحلے میں داخل ہوئی، مگر حسب سابق خاموشی اور گمنامی، مساجد میں قیام تعارف، مؤیدین کے حصول اور شعبہ جات کی تاسیس پر خاموشی احتیاط کے ساتھ کاربند رہی۔ قاہرہ میں اقامت کے ایک سال بعد ۱۹۳۴ء میں

---

[۱] اخوات المسلمات کے نام سے ان کی ایک زنانہ تنظیم بھی ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔ (مترجم)

Marfat.com

حسن البنا نے اپنے ایک مطبوعہ مقالے میں ذکر کیا کہ اخوان کی تحریک مصر کے پچاس سے زائد شہروں میں پھیل چکی ہے اور تقریباً ہر شہر میں اس نے کوئی نفع بخش اسکیم چلائی یا کوئی مفید ادارہ قائم کیا ہے چنانچہ اسماعیلیہ میں اُس نے مسجد اخوان اور ایک تربیت گاہ کی بنا رکھی۔ لڑکوں کی تعلیم کے لیے "مدرسۂ حرا" قایم کیا اور لڑکیوں کی تعلیم کے لیے "مدرسۂ امہات المؤمنین" اسی طرح شبراخیت میں ایک مسجد و تربیت گاہ قائم کی۔ ایک لڑکوں کا سکول اور ایک صنعت گاہ جس میں وہ لڑکے جو اپنی تعلیم پوری نہ کر سکیں، صنعتی تعلیم حاصل کر سکیں۔ محمودیہ اور بحیرہ میں بھی اسی طرح کے رفاہی کام کیے اور مدرسۂ حفظِ قرآن کے ساتھ ساتھ پارچہ بافی وقالین بافی کا ایک مرکز کھولا۔ دقہلیہ اور منزلہ میں حفظِ قرآن کا ایک مدرسہ کھولا۔ ادفو سے لے کر اسکندریہ تک اخوان کے تمام شعبوں کے بارے میں جو ملک کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں یہی کہا جا سکتا ہے جو مندرجۂ بالا شہروں کا حال ہے۔

— استاذ حسن البنا کا یہ دستور تھا کہ صبح سویرے مرکز میں آتے،

لہ ادفو مصر کے انتہائی جنوب میں اور اسکندریہ شمال میں سمندر کے کنارے آباد ہیں اور مصر کی آبادی نیل کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً ہے۔ اس طرح سارا مصر ان دو شہروں کی حد بندی میں سما ہے (مترجم)

Marfat.com

یہاں کچھ تحریریں چھوڑ جاتے، جن میں فوری کاموں کے متعلق ہدایات ہوتیں۔ اس کے بعد مدرسے جاتے، اگر سفر کا پروگرام ہوتا تو مدرسے سے سیدھے اسٹیشن چلے جاتے اور اگر نہیں تو دوبارہ مرکز آتے ملاقاتیں کرتے، ہدایات دیتے، جو کام باقی ہوتا اُس کی تکمیل کرتے، پھر شب میں تیسری بار مرکز آتے۔ اور یہ وقت وفود اور آنے والوں سے ملاقات یا کمیٹیوں میں شرکت یا پھر تقریر میں رہتا، یہ سب مصروفیات سالانہ چھٹیوں میں اُن کے دیہات کے سفروں میں مانع نہ ہوتیں۔

جس شہر و قصبے کو بھی اخوان ضروری سمجھتے وہاں ذیل پر مرشدؒ کا انتظار کرتے، ان کے ساتھ شہر کے مرکز تک جاتے، پھر اُن کے ساتھ مختلف ملاقاتوں کے لیے نکل جاتے۔ اس کے بعد حسبِ ضرورت شامیانے نصب کیے جاتے اور وہاں حسن البنا لوگوں کو خطاب کرتے، ان کا کام یہیں پر ختم نہ ہو جاتا کہ تقریر کے بعد وہ اپنے گھر، اور سامعین اپنے گھر، نہیں! بلکہ مجمع میں سے جس کو بھی وہ خاص طور پر متوجہ دیکھتے اُس کو حاصل کرنا ان کی خاص مہم تھی۔ چنانچہ تقریر کے بعد دیر تک جو لوگ چاہتے اُن کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ اب اس موقع پر خلاصہ گفتگو ہوتی، نوجوانوں سے اسلام سے بیداری سے

Marfat.com

مصر، اسلام اور مشرق کی امیدوں کا مذاکرہ ہوتا۔ ملک کا جنوبی حصہ وہ شہر بہ شہر اور گاؤں در گاؤں ہیں، روز میں طے کر لیتے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ صبح انھوں نے بنی سویف میں کی تو دوپہر بدبگا میں، پھر شام واسطی میں اور رات فیوم میں گزاری ہے۔ اس طرح گھنٹہ یا گھنٹے سے کچھ کم سوتے، اور جیسے ہی تکیے پر سر رکھتے سو جاتے۔ ہم لوگ اُن کے آس پاس بیٹھے باتیں کرتے رہ جاتے۔

اس زمانے میں اخوان نے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا، مرشد نے ریڈیو اور عام اجتماعی اداروں میں دینی اور اجتماعی تقریریں کا آغاز کیا۔ پے بہ پے آنے والے مصری وزرائے اعظم کے نام خطوط بھیجے۔ محمد محمود کے عہد سے لے کر دوسری جنگِ عظیم کی ابتدا تک یہ سلسلہ رہا۔ ان خطوط کا مرکزی نقطہ اسلامی نظام کی بنیادوں پر داخلی اصلاح کی دعوت تھی، لیکن اخوان وزارتوں کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کر سکے، کیونکہ اُن کی سیاسی کارکردگی پر دینی رنگ چڑھا ہوا تھا۔ اور اس وجہ سے سرکاری لوگوں نے اُن پر کوئی توجہ نہ دی۔

۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں استاذ البنا نے سابق شاہ مصر فاروق، سابق وزیرِ اعظم مصطفیٰ النحاس عربی سلطنتوں کے فرماں رواؤں اور مختلف اسلامی ممالک کے حکام، متعدد دینی اور سیاسی رہنماؤں کے

Marfat.com

نام ایک خط (نحو النور) کے نام سے بھیجا جس میں اسلام، اُس کے نظام، اُس کے دستور، اُس کے تمدن و تہذیب کی طرف سے دعوت دی۔ اور مغربی طریقِ زندگی، مظاہرِ حیات اور نظامِ معاشرت کو ترک کرنے کا مطالبہ کیا۔ دونوں نظام ہائے حیات کی خصوصیات بیان کرکے یہ واضح کیا کہ راہِ ترقی پر گامزن ایک قوم کی جو عسکری، دستوری، اقتصادی اور معاشرتی ضروریات ہو سکتی ہیں اسلام ان سب کی ضمانت دیتا ہے، ضرورت اس کی ہے کہ آپ لوگ سب سے پہلے اس بیمار دُنیا کو بچانے کے لیے طبِ قرآنی سے ماخوذ یہ خوراک لے کر آگے بڑھیں" اس رسالے میں آگے چل کر انھوں نے تمام مظاہرِ حیات میں کامل اصلاح کے لیے پچاس دفعات پر مشتمل ایک طریقۂ کار پیش کیا۔ اس رسالے میں جو سب سے اہم مطالبہ تھا وہ یہ کہ پارٹی بندی کا خاتمہ کیا جائے! اور اُمت کی سیاسی قوتوں سے ایک رُخ پر اور ایک صف بنا کر کام لیا جائے۔

۱۹۳۸ء میں دعوت اپنے عناصر مکمل کر چکی تھی۔ اب وہ اپنے کامل قالب میں قوم کے سامنے آئی۔ اُستاذ البنا تحریکِ اخوان کا تعارف کراتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ "یہ ایک ہمہ گیر تحریک ہے جس میں اصلاح کے تمام پہلو موجود ہیں۔ یہ سلفی دعوت ہے، کیونکہ اخوان کی دعوت ہے۔

Marfat.com

کہ کتاب و سنّت کو اپنا مرکزِ نظر بنایا جائے۔ یہ سُنّی مذہب ہے کیونکہ اخوان کی کوشش ہے کہ ہر شئے میں سُنّتِ مطہرہ پر عمل کریں' یہ ایک صوفیانہ حقیقت ہے' کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ خیر و صلاح کی بُنیاد پاکیزگی نفس' صفائی قلب' للّٰہی محبت اور تعاون علی الخیر ہے۔ یہ ایک سیاسی جماعت ہے' کیونکہ وہ حکومت کی داخلی و خارجی اصلاح اور باعزت خود دارانہ قومی تربیت و زندگی کے داعی ہیں' وہ ایک ورزشی جماعت ہے' کیونکہ وہ اپنے ورزشی گروہوں کے ذریعے جسمانی ورزش کا خاص اہتمام کرتی ہے۔ اور اس میں کسی ورزشی جماعت یا کلب سے کم نہیں' وہ ایک علمی و ثقافتی انجمن ہے۔ کیونکہ اخوانی تربیت گاہیں درحقیقت تعلیم و تہذیب کے مدرسے اور عقل و رُوح کی جلا و نمو کے مراکز ہیں۔ وہ ایک اقتصادی ادارہ ہے' کیونکہ اسلام سیاستِ مال پر خاص توجہ دیتا ہے۔ اخوان نے اپنی اسلامی طرز کی لیمیٹڈ کمپنیوں سے قومی اقتصادی حالت کو مضبوط تر بنانے میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ وہ ایک سماجی تحریک ہے ۔کیونکہ اخوان اسلامی معاشرے کے امراض پر خاص توجّہ دیتے' اُس کے علاج پر غور و فکر کرتے اور اُمّت کو سماجی امراض سے پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" (۱)

---

(۱) پانچویں کانفرنس کی روداد صفحہ ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ —

Marfat.com

۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۹ء کے درمیانی عرصے میں سیاسی جد وجہد کی حیثیت سے جماعت ایک نئے مرحلے میں داخل ہوئی۔ اس کی عملی سرگرمیاں میں نئی جان آئی اور دائرۂ عمل میں وسعت۔ اخوان کی کوششیں اب دو چند ہوگئیں اور ان میں قاہرہ یونیورسٹی اور ازہر یونیورسٹی کے نوجوانوں کا ایک نیا گروہ شامل ہوا۔ مختلف کشش اور پیشہ و طبقوں کے لوگ بھی کافی تعداد میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ کارخانوں کے مزدور، تاجر، حرفت پیشہ، صنعت کار، انجینئر، ڈاکٹر، مدرسین، وکلاء غرض اب ہر گروہ و طبقے کے نمائندے اس میں تھے۔ اُن کی اقتصادی سرگرمی بھی تیز تر ہوگئی اور ورزشی اور عسکری میدانوں کی طرف بھی اُن کی توجہ زائد ہوگئی، سارے ملک میں پھیلے ہوئے اُن کے سارے شعبے اب پوری طرح منظم ہوگئے اور وہ ایک ایسی طاقت ہوگئے جو ہر حیثیت سے قابلِ لحاظ سمجھی جانے لگی۔ اس درمیانی دقفے میں مصر کی حکومت مندرجۂ ذیل وزرائے اعظم سنبھالتے رہے:

علی ماہر، حسن صبری، حسین سری، مصطفےٰ النحاس، احمد ماہر نقراشی، اسماعیل صدقی، نقراشی (بارِ دیگر) علی ماہر اور حسن صبری کی وزارتوں کے دوران میں وہ اپنے خاص رسائل اور تقاریر میں برابر نصیحت و مشورے کا فرض انجام دیتے رہے جس طرح گزشتہ

Marfat.com

وزارتوں کے ساتھ ان کا عمل رہا تھا علی ماہر کے عہدِ وزارت میں انھوں نے اُس کی مکمل تجویز کی تائید کی جو جنگ کی آگ سے مصر کو دُور رکھنے کے لیے اُس نے پیش کی تھی اور اُس موقع پر اُنھوں نے اپنی طرف سے کوئی مطالبہ وغیرہ پیش نہیں کیا۔

برطانوی سفارت خانہ اور فوجی کمانڈ کے دباؤ پر حسین سری کی وزارت میں اخوان پر مصائب کا آغاز ہوا۔ چنانچہ تعارف اور شعاع ہفتہ وار پرچے، المنار ماہنامہ ناجائز قرار دیے گئے۔ ان کے رسائل و کتابچوں کی اشاعت و طباعت ممنوع قرار دی گئی، ان کا پریس بند کیا گیا، اخبارات کو تنبیہ کر دی گئی کہ ان کا کوئی ذکر نہ کیا جائے، ان کے اجتماعات کو روک دیا گیا۔ اور اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ جماعت کے سربراہ کاروں کو دُور شہروں میں ڈال دیا گیا۔ اُستاذ حسن البنا کو قاہرہ سے قنا[1] اور نائب صدر جماعت کو دمیاط[2] منتقل کر دیا گیا، جن کو پارلیمنٹ کے مطالبے و اصرار پر دوبارہ قاہرہ واپس کیا گیا۔ لیکن اس دفعہ اور زائد سخت کارروائی کی گئی۔ بارِ دیگر اُستاذ البنا کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی طرح اخوان کے جنرل سیکریٹری کو بھی، لیکن اخوان کو اس گرفتاری سے جو صدمہ پہنچا تھا اور جس قدر ان میں بیزاری تھی اُس کے خوف سے ان دونوں کو جلد ہی

---

[1] دور جنوب کا ایک شہر (مترجم) [2] شمال کا ایک شہر (مترجم)

Marfat.com

رہا کر دیا گیا۔

اس تاریک دَور میں مصری حکومتوں کا یہی حال تھا، وہ برطانوی استعمار کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی تھیں اور انھیں قوم کی آزادی اور عزّت کا ذرا بھی پاس نہ تھا۔ کیونکہ وہ اپنے انگریز آقاؤں کو اسی طرح خوش کر سکتے تھے، بلکہ اپنے سامراجی آقا کو خوش کرنے کے لیے اُن کو اس کا بھی ذرا باک نہ تھا کہ ایسی جماعتوں کو مٹانے کے درپے رہیں جن کا مقصد دین و وطن کی خدمت ہے۔ مخلص کام کرنے والوں کو شہر بدر کر دیں، اُن کو ایذا پہنچائیں، قید خانے ان سے آباد کریں، اور اخبارات کو اُن کا نام تک لینے کی اجازت نہ ہو۔ اگرچہ اس ساری دار و گیر اور قید و بند کا نتیجہ بالکل برعکس نکلا، یعنی دبنے اور فنا ہونے کے بجائے تحریک پبلک کا مرکزِ توجہ ہو گئی، اور اہلِ ایمان کی جماعت کو نئے اور تازہ دم کارکن اور مددگار حاصل ہوئے۔

جب نحاس کی وزارت آئی تو اُستاذ البنا نے اسماعیلیہ کے حلقۂ انتخاب سے پارلیمنٹ کے لیے کھڑا ہونا چاہا جو اخوان کی تحریکِ دعوت کا گہوارہ تھا، ان کا مقصد اس سے یہ تھا کہ وہ اخوان کی نمائندگی کرتے ہوئے پارلیمنٹ پر اثر ڈال سکیں اور اُس کو اسلامی رنگ دینے کی کوشش کریں۔ لیکن نحاس (وزیرِ اعظم) نے اُن سے خواہش کی کہ وہ یہ چنانمزدگی

Marfat.com

نہ پیش کریں جس کو حسن البنا نے مصلحتِ وقت کے تحت قبول کر لیا۔ نحاس نے اخوان کے ساتھ مصالحانہ رویہ اختیار کیا' اجتماعات کی اجازت دی ماہوار رسالہ اور پریس ان کو واپس کر دیا۔ لیکن پھر دوسری بار برطانوی سفارت خانے کی طرف سے مصری وزارت پر دباؤ پڑا اور اس بار اخوان پہلے سے بھی زائد سخت ابتلاء کا نشانہ بنائے گئے۔ نحاس نے "مرکز" کے سوا ان کے تمام "شعبے" بند کر دیے۔ اجتماعات' مطبوعات اور دیگر سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کیں۔ اخوان نے حکومت کی اس سخت گیر پالیسی کو بہت صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیا جس کے نتیجے میں نحاس کی حکومت نے بھی سختی کچھ کم کر دی' دونوں کے مابین صورتِ حال میں اسی طرح تغیر و تبدل رہا۔ کبھی حکومت ان کو آزادی دیدے تو کام کرنے لگ جائیں' اور کبھی پابندیاں عائد کرے تو رک جائیں۔ لیکن جب تک یہ وزارت رہی وہ برابر حسبِ عادت زبانی یا تحریری نصیحت کا فرض انجام دیتے رہے۔

نحاس وزارت کے بعد احمد ماہر کی وزارت آئی۔ جس نے پھر سخت گیری پر عمل شروع کیا۔ اور اخوان کے جن لوگوں نے ۱۹۴۱ء کی اپنی جنرل کانفرنس کے مطابق اسلامی طریقِ حیات کی خدمت کے ارادے سے پارلیمنٹ کی ممبری کے لیے کھڑا ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔

Marfat.com

اُن کو اس وزارت نے اپنی کوششوں سے ناکام کرایا۔

حسنِ اتفاق ہے کہ کاتب بطورِ ہذا بھی اُس وقت پبلک زندگی میں داخل ہو گیا تھا' جس کی وجہ سے اس کو موقعہ ملا کہ اسماعیلیہ کے انتخابی معرکے کو قریب سے دیکھ سکے' جہاں سے اُستاذ البنا کھڑے ہوئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اہلِ اسماعیلیہ نے مصری انتخابی زندگی کی تاریخ میں پہلی بار اپنے مصارفِ خاص سے انتخابی پروپیگنڈے کے لیے ساٹھ خیمے نصب کیے تھے۔ جو پروپیگنڈے کے پورے زمانہ شہر کے مختلف گوشوں میں نصب رہے۔ شہر کے ہر فرد کی زبان پر تھا کہ اُستاذ کو بھاری کامیابی حاصل ہو گی۔ پبلک محنت کشوں اور طلبہ سب کے نعرے اُستاذ البنا کے حق میں تھے' جن کو وہ اسلامی بیداری کا رہنما اور قائد سمجھتے تھے۔ لیکن مصری حکومت اور برطانوی فوجی قیادت[1] نے اُن کو گرانے کے لیے تمام ممکن وسائل استعمال کیے۔

اس سے مصری حکومت کا مقصد پہلے درجے میں تو انگریزوں کو خوش کرنا تھا' اور دوسرے درجے میں اپنے شرکاءِ حکومت یعنی آزاد دستوری پارٹی کے اُمیدوار کو کامیاب کرانا تھا۔

برطانوی ہیڈکوارٹر کی مزاحمت انگریزی سفارت خانے کی ہدایات کی

---

[1] اسماعیلیہ نہرِ سویز کے کنارے برطانوی مقیم فوج کی زبردست چھاؤنی تھی اور وہ اس علاقے کی سیاست پر خاص طور پر بہت بڑا اثر انداز تھی۔ (مترجم)

Marfat.com

بناء پر تھی جو اخوان کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھتا تھا، اور جانتا تھا کہ سامراجی مقاصد کے لیے وہ ایک زبردست خطرہ ہیں۔ چنانچہ انگریزی فوجی پارٹیاں کھلے بندوں مخالف امیدوار کے لیے کام کر رہی تھیں ووٹروں کو پولنگ اسٹیشن پہنچاتی اور ہزاروں مزدوروں کو دور دراز کی چھاؤنیوں سے لاتی تھیں، جن کا انتخابی حلقوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ دباؤ، دہشت انگیزی وعدوں، دھمکیوں اور جعلسازیوں کے باوجود حسن البنا اپنے مخالف پر کامیاب ہوئے، لیکن ووٹوں میں جعلی معمولی فرق کا بہانہ بنا کر محض استاذ البنا کو گرانے کے لئے دوبارہ انتخاب ہوا، اور اس مرتبہ سینا[1] کے انگریز فوجی گورنر حمرسلی پاشا نے حسن البنا کے نمائندوں کو عریش[2] اور سینا کی انتخابی کمیٹیوں سے الگ کر دیا۔ اور فوجی گاڑیوں نے دور قریب کی چھاؤنیوں سے مزدوروں کو لانے میں زائد سرگرمی سے کام لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض کمیٹیوں میں مخالف امیدوار کے حق میں ووٹوں کی تعداد دونوں امیدواروں کی مجموعی تعداد سے بھی کئی گنا زائد ہو گئی۔ اور اس طرح استاذ البنا اور تمام دوسرے اخوانی امیدوار اس مکرر انتخاب میں گر گئے۔ اخوان نے اپنی ساری جدوجہد صرف اس مقصد کے پیش نظر کی تھی کہ حکومت کے راستے سے

---

[1] برطانوی فوجی علاقہ (مترجم) [2] صوبہ سینا کا ایک شہر (مترجم)

Marfat.com

معاشرے کی اصلاح کا مؤثر قدم اُٹھایا جا سکے۔

پھر جب احمد ماہر نے جرمنی و اٹلی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا تو اخوان نے اس کی مخالفت کی، اور اپنی تحریروں کے ذریعے اس کو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اس دوران میں عیسوی نامی ایک شخص نے اسی سبب سے اس کو قتل کر دیا۔ اور اب نقراشی حکومت پر آیا جس نے اپنی حکومت کا افتتاح مرشد اخوان، اُن کے جنرل سکریٹری اور بعض دوسرے اخوان کی گرفتاری سے کیا اور ان پر تہمت یہ لگائی گئی کہ وہ مذکورہ قتل میں شریک تھے۔ اس گرفتاری کا اصل سبب غالباً یہ تھا کہ عیسوی نے پولیس کو بیان دیتے وقت یہ کہا تھا کہ وہ جنگ کے اعلان کے بارے میں ملک کے لیڈروں کی رائے لینا چاہتا ہے، اور لیڈروں کے ناموں کے ذیل میں اُس نے اُستاذ البنا کا نام بھی لیا تھا۔ لیکن تحقیقاتی پولیس نے انھیں بعد میں چھوڑ دیا۔ جیل سے آتے ہی "مرشد" احمد ماہر کی تعزیت کے لیے نقراشی سے ملے اور اُس سے خواہش ظاہر کی کہ انھیں کام کی آزادی دی جائے۔ مگر نقراشی نے اس مطالبے پر بالکل کان نہیں دھرے بلکہ اُن کی عملی سرگرمی، اُن کے جلسوں اور گھروں کی نگرانی زائد سخت کر دی۔ حالات کے دباؤ سے مجبور ہو کر وہ ان کو عام جلسوں یا عام کانفرنسوں کی اجازت دیتا تھا، لیکن جلد ہی پھر سختی اور ایذا رسانی کی

Marfat.com

سیاست پر عمل شروع کر دیا تھا۔

۱۹۴۵ء میں جنگ ختم ہوئی اور اب جماعت اخوان کے سخت ترین دورِ ابتلا کا آغاز ہوا، کیونکہ اس نے قومی تحریک کی قیادت کی تھی اور ملک کے حقوق کامل طور پر حاصل کرنے کے لیے وطنی شعور کو بیدار کیا تھا جس کا انگریزوں نے دورانِ جنگ میں وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی جنگ ختم ہوگی اور صلح کا اعلان ہوگا مصریوں کو اُن کے حقوق دے دیے جائیں گے۔ ۸ ستمبر ۱۹۴۵ء کو اخوان کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا، اور جماعت کے بُنیادی نظام میں بعض ترمیمیں کی گئیں جس سے جماعت کے وسیع تر مقاصد و وسائل کی واضح طور پر تعیین ہوگئی۔ انھوں نے مختلف قسم کی تجارتی کمپنیاں قائم کیں جن سے ان کو بہت مالی فوائد ہوئے۔ اور محنت کش طبقوں میں اُن کا رسوخ بڑھ گیا۔ ایک روزانہ اخبار نکالا، جس کا پہلا شمارہ ۵ رمئی ۱۹۴۶ء (۳ رجادی الثانی ۱۳۶۵ھ) میں نکلا۔ اس طرح ان کی آواز مصر اور دیگر عربی ممالک میں عام طور پر سُنی جانے لگی۔ فوجی تربیتی دستے قائم کیے اور فوجی ٹریننگ کے لیے مخصوص جگہیں بنائیں۔[1] مصر اور دوسرے عربی ممالک میں قوم کو باقاعدہ منظم کیا، ممبران نے مختلف کام

---

[1] اخوان المسلمین محض ایک دینی جماعت نہیں رہی۔ حسن البنا مرحوم کی نظر مصر و عربی ممالک سے برطانوی استعمار کا اخراج تھا اور اُمتِ مسلمہ کو ہر مقابلے کے لیے قوی تر بنانا، جیسا کہ آگے کے صفحات میں آئے گا۔ (مترجم)

Marfat.com

تقسیم کیے گئے۔ امیر "شعبہ" کے واسطہ سے "مرشد" کی بیعت کر کے انھوں نے اپنے وعدوں کو پختہ کیا، اور اسلامی قسم کے ساتھ ہر اچھے بُرے حال میں اطاعت کا عہد کیا۔ امیر اعلیٰ (مرشدِ عام) پر پورے اعتماد کا اظہار کیا۔ اور تاحینِ حیات امارت کا منصب اُن کے لیے مقرر کیا۔ یعنی نہ تو وہ اُس کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ "تاسیس کمیٹی" کے فیصلے کے بغیر اُن کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

صرف مصر میں اس کے باقاعدہ ممبروں کی تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ گئی، منسوب ممبران اور ہمدرداں کی تعداد اس سے کئی گُنا زائد تھی۔ تنہا مصر میں اُن کے شُعبوں کی تعداد دو ہزار ہے اور سوڈان میں پچاس شُعبے، وہ شاخیں الگ ہیں جو بہت سے عربی ممالک و اسلامی ممالک میں قائم ہیں۔ اسی طرح وہ دوست بھی الگ ہیں جو تمام ممالک اور یورپ و امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جماعت کا یہ حیرت انگیز پھیلاؤ، قبولیت اور دقیق عصری تنظیم یہی وہ چیزیں تھیں جو دوسری جنگِ عظیم کے بعد آنے والی مصری حکومتوں کی طرف سے اُس کے مقابلے اور اُس پر سخت گیری کا سبب بنیں۔ اُستاذ البنا نے دوسری بار نقراشی (وزیرِ اعظم) سے ملاقات کی اور اُس سے خواہش ظاہر کی قومی حقوق کے حصول اور "وادیٔ نیل" (مصر و سوڈان) کی آزادی و اتحاد کے لیے۔

Marfat.com

مؤثر اقدام کرے، ورنہ پھر قوم کے لیے یہ مہم چھوڑ دے اور خود اس مقصد میں قوم کے پیش پیش رہے۔ نقراشی نے برطانوی حکومت کو ایک یادداشت بھیجی جس کا کوئی تحریری جواب آ گیا۔ اخوان کو یہ محض کاغذی گھوڑ دوڑ پسند نہ آئی۔ اور انھوں نے طلبہ کے ساتھ ایک مظاہرہ کیا جس میں "عباس پل"[1] کے حادثہ میں پولیس کے ساتھ مظاہرین کا معرکہ پیش آیا۔ اور پھر وزارت مستعفی ہو گئی۔ صلح کے اعلان کے بعد سے اخوان کی ساری جد و جہد یہ تھی کہ قوم کے شعور کو بیدار تر کیا جائے۔ اس کے لیے انھوں نے عمومی جلسوں، تقریروں، کتابچوں، گاؤں اور اضلاع کے سفر وغیرہ تمام وسائل کا استعمال کیا اور حکومت کے مخالف مورچے کی باگ ڈور سنبھالی جو برطانوی استعمار کے خلاف طاقت کے استعمال کا داعی تھا۔ اس وقت اُن کی تمام سعی و جہد اسی پہلو پر منحصر تھی اور یہ محض اس اُمید میں کہ ملک مکمل آزادی حاصل کر سکے۔ اسماعیل صدقی کی حکومت آئی اور مظاہرات سخت تر ہو گئے۔ اُستاذ البنا نے تمام پارٹیوں اور جماعت کو ایک قومی کونسل کی تشکیل کے لیے دعوت دی تاکہ تمام قومی طاقتوں کو یکجا کیا جا سکے اور ملت ایک صف میں صف بستہ ہو سکے۔ سیاسی پارٹیوں نے اُن کی آواز پر لبیک نہیں کہا۔ انھوں نے

---

[1] "نیل" قاہرہ کے ایک جانبی حصے میں بہہ رہا ہے جس پر متعدد بڑے بڑے پل دوسری طرف جانے کے لیے بنے ہوئے ہیں ان میں سے ایک پل کا نام کوبری عباس ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

یہی بہتر سمجھا کہ صدقی کو توجہ دلائیں کہ برطانیہ سے گفتگو کا بے نتیجہ سلسلہ ختم کیا جائے اور علانیہ جہاد سے کام لیا جائے۔ اخوان کی سیاسی سرگرمی اس طریقے پر جاری رہی' وہ حکومت پر پوری گرفت کرنے لگے' ان کی طرف سے حکومت پر الزام لگایا گیا کہ وہ وطن کے حقوق سے چشم پوشی کرتے ہوئے انگریزوں سے مصالحانہ اور رواداری کا معاملہ برتتی ہے' ایسی کمپنیاں قائم کرتی ہے جو درماصل اغیار کی ہیں لیکن بظاہر ان پر مصری ٹھپہ ہوتا ہے۔ بیکار بحث کشوں کے مسئلے کے حل سے عاجز ہے' "گفت وشنید" ختم کرنے اور جہاد کا اعلان کرنے میں متردد ہے' اُن کے اخبار کا حملہ سمجھوتے کی گفتگو' صدقی کی حکومت اور انگریزوں پر خاص طور سے بہت سخت ہو گیا۔ صدقی نے ان پر حملہ کیا' بہت سوں کو گرفتار کیا' اُن کا اخبار بند کر دیا' اُن کے نائب امیر جماعت کو گرفتار کر لیا۔ اخوان کی طرف سے بھی حملے کا دُو بدُو جواب دیا گیا۔ قاہرہ اور اسکندریہ کے شہروں میں بم پھٹے۔ جس میں حکومت نے اُن پر الزام لگایا' اُن کے گھروں کا محاصرہ کیا گیا' خانہ تلاشی کی گئی اور صدقی نے بہت بڑے پیمانے پر دفتری حملے کا آغاز کیا' یعنی محکموں اور وزارتوں میں جتنے اچھے اچھے اخوانی ذہنیت دار ملازمین تھے اُن سب کو ملک کے دُور دراز علاقوں میں پھینک دیا[1]

---

[1] اخوان المسلمین عظیم تر اسلامی تحریک صفحہ ۳۳ از ڈاکٹر اسحاق موسیٰ حسینی۔

Marfat.com

اسی دوران میں صدقی مستعفی ہوا اور ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۶ء کو نقراشی کی وزارت بنی، اسی روز مرحوم حسن البنا نے ایک مضمون شائع کیا جس میں نئی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ راستے کو مختصر کرے، قوم کی خواہش کا لحاظ کرے اور سمجھوتے کی بات چیت ختم کرکے جہاد کا راستہ اختیار کرے۔ اس کے بعد سے وہ مسلسل اخبار میں مضامین شائع کرتے رہے جن میں یہ بتاتے ہوئے کہ حکومت نے اخوان کے استیصال کی کوشش کی، ان کے مدارس بند کیے، اُن کے آزاد کارکنوں کو قید کیا اور ہر طرح اُن پر زندگی و حرکت کا میدان تنگ کیا، اُس کے طرز عمل پر کڑی تنقید کی۔ نقراشی اور اخوان کے مابین جنگ کا یہ نقطۂ آغاز تھا۔ فلسطین کے مسئلے نے اس کو اور بڑھا دیا۔ جس میں اخوان نے عملی حصہ لیا تھا۔ جو ایک طرف تو اُن کی طاقت کی کسوٹی ثابت ہوا اور دوسری طرف اُن کے رسوخ اور مصر و عرب ممالک میں عزت وہر دلعزیزی کا سبب ہوا۔ فلسطین کی جنگ میں اخوان عرب لیگ کی رہنمائی میں شریک ہوئے، اس مسلح اشتراک نے ان کو جنگی مشق اور ٹریننگ کا موقعہ دیا، اور ساتھ ہی اس سے اُن کی حربی استعداد اور وسعت اثر کا اظہار بھی ہوا۔ نقراشی کی حکومت کو اُن کی طاقت سے خوف لاحق ہوا، اُس نے اندرون ملک واقع ہونے والے بعض حوادث سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اتہام لگایا

Marfat.com

کہ اس میں اخوان کا ہاتھ ہے وہ انقلاب کرنا چاہتے ہیں اور اس بہانے سے ۸ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ایک فوجی حکم صادر کیا جس کی رُو سے اخوان کی جماعت اور اُس کی تمام شاخوں کو جہاں جہاں بھی وہ تھیں ناجائز قرار دیا گیا، اُن کی عملی سرگرمیوں کے تمام مراکز کو بند کر دیا گیا اور جماعت کے تمام کاغذات، عہد نامے، رسالے، مطبوعات، رقوم، املاک اور تمام مملوکہ اشیاء پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس حکم نامے کے بعد اور دوسرے فوجی حکم نامے صادر ہوئے جن کی رُو سے اُن کی تجارتی کمپنیوں کے حسابات صاف کرنے اور جماعت کا سرمایہ قبضے میں لے لینے کا حکم ہوا، جس کو "وزیر امور رفاہ عام" اپنی صوابدید کے مطابق پبلک کاموں میں صرف کرے گا۔ حسن البنا نے چاہا کہ اُن کو ذرا سا بھی موقعہ دیا جائے تاکہ وہ صورتِ حال کو ہموار کرنے کی کوشش کریں، لیکن نقراشی اور اُس کی حکومت کی طرف سے ذرا بھی توجہ کا اظہار نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ نقراشی کے قتل نے اس قسم کی کوششوں کا دروازہ بند کر دیا جو ۲۸ دسمبر ۱۹۴۸ء کو پیش آیا تھا۔ اخوان پر اُس کے قتل کا الزام لگایا گیا۔ اور اس طرح حکومت اور اُن کے مابین کشمکش اور بڑھ گئی۔

حسن البنا نے ان تمام مصائب و ابتلا کی پیش گوئی کی تھی اور وہ اکثر اس کو اس طرح بیان کیا کرتے تھے جیسے یہ سب کچھ اُن کی نظروں کے

Marfat.com

سامنے ہیں، ساتھ ہی وہ یہ بھی واضح کرتے رہتے تھے کہ دعوت و اصلاح کے علمبرداروں کی یہ ضروری منزل ہے جس پر سے ہو کر ہمیشہ انھیں گزرنا پڑا ہے۔ اس کے لیے وہ مجاہدین و انبیاءِ سابقین کی مثالیں پیش کرتے تھے اور اس بات پر انھیں کچھ ایسا یقین تھا کہ گویا یہ ان کا محکم عقیدہ تھا، جس کو اپنے کسی ایک رسالے میں انھوں نے اخوان کے لیے ثبت کر دیا تھا۔ کہتے ہیں: "میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ تمھاری دعوت کو اب تک بہت سے لوگ نہیں پہچانتے ہیں، جس دن وہ اس کو پہچان لیں گے اور اس کے اغراض و مقاصد کو پا لیں گے، تم کو ان کی طرف سے سخت خصومت و عداوت کا سامنا کرنا پڑے گا، تم کو زبردست دشواریاں اور رکاوٹیں پیش آئیں گی۔ یہی وہ وقت ہوگا جب تم اہلِ دعوت کے راستے پر گامزن ہو گے، ابھی تک تو تم غیر معروف ہو اور دعوت کے لیے میدان ہموار کر رہے ہو، اور وہ جس جد و جہد، سعی و قربانی کی طالب ہے اُس کی تیاری کر رہے ہو، اسلام کی حقیقت سے قوم کی ناواقفیت تمھارے لیے سنگِ راہ بنے گی اور بہت سے سرکاری علماءِ دین کی طرف سے تمھاری فہمِ اسلام پر تعجب کا اظہار کیا جائیگا۔ دعوتِ دین کی راہ میں تمھارے طریقۂ کار پر وہ لوگ عتاب کی نگاہیں ڈالیں گے۔ زعماء و قائدین اور اہلِ جاہ و رسوخ تم سے حسد کریں گے۔

Marfat.com

تمام حکومتیں یکساں تمہاری مزاحمت کریں گی اور ہر حکومت چاہے گی کہ تمہاری سرگرمیوں کو بند کردے، تمہارے راستے میں کانٹے بچھائے۔ غیر ملکی لٹیرے (انگریز) ہر طریقے سے تمہارا مقابلہ کریں گے، تمہاری دعوت کے نور کو بجھانے کی کوشش کریں گے، اس کے لیے وہ کمزور حکومتوں پست اخلاق لیڈروں سے مدد لیں گے، اُن ہاتھوں کو استعمال کریں گے جو اُن کی طرف بڑھے اور تمہاری طرف جوروتعدی کے لیے پھیلے ہوں گے۔ اور سب مل کر تمہاری دعوت کے خلاف شک وشُبہ کی فضا قایم کریں گے۔ اتّہامات لگائیں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ہر بُرائی اور عیب تم پر چسپاں کریں، اپنی قوّت داثر اور دولت وحکومت کے ذریعے وہ تمہاری دعوت لوگوں کے سامنے انتہائی ہولناک صورت میں پیش کریں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ تم آزمائش وامتحان کے دَور میں داخل ہوگے، تمہاری گرفتاریاں عمل میں آئیں گی، قید کیے جاؤ گے، تمہارے تبادلے کیے جائیں گے، دُور دراز کے علاقوں میں پھینکے جاؤ گے، تمہارے وسائلِ ثروت راحت کو ضبط کیا جائے گا، تمہارے گھروں کی تلاشیاں لی جائیں گی۔ ممکن ہے کہ اس ابتلا کی مُدت طویل ہو۔"

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ (عنکبوت)	(کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ چھوٹ جائیں گے صرف اتنا کہہ کر کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جائیں گے)

Marfat.com

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سب کے بعد وعدہ کیا ہے کہ وہ مجاہدین کی مدد فرمائے گا اور خیر پسند کام کرنے والوں کو اجر عطا فرمائے گا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حسن البنا پر یہ الہام تھا اور وہ غیب کی نگاہوں سے سب کچھ دیکھ رہے تھے کیونکہ جماعت کے ناجائز قرار دیے جانے کے بعد وہ سب کچھ پیش آیا جو دوسری جنگ سے کئی سال سے پہلے اخوان کو خطاب کرتے ہوئے اس رسالے میں کہا گیا تھا۔ اس حقیقت کو وہ ابتلا سے عین پہلے برابر دُہراتے رہے تاکہ اخوان اس کو برداشت کرنے کے لیے تیار رہیں اور اچانک ان کے خوفناک حقائق و وسائل سے دوچار نہ ہوں۔ جنھوں نے اسپانیوی "احتسابی عدالتوں" کی یاد ذہنوں میں تازہ کر دی حسن البنا کی تمام پیشین گوئیاں حتیٰ کہ جو اُنھوں نے خود رسمی دین دار طبقے کے حق میں کی تھیں صحیح ثابت ہوئیں۔ واقعات نے بتایا کہ اس طبقۂ علماء میں سے بعض نے رضاکارانہ طور پر تقریریں نشر کیں اور حکومت کی اخوان کش پالیسی کی پوری پوری تائید کی، اس کے لیے قرآن کو استعمال کیا اور آیت:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ	جو لوگ اللہ اور رسول سے
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ	جنگ کرتے اور زمین میں فساد

---

(۳۲) کل اور آج صفحہ ۲۸و۲۹ ـ

Marfat.com

فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ (مائدہ ۳۴)	برپا کرتے ہیں اُن کی جزا ہے کہ اُن کو قتل کیا جائے یا سُولی دی جائے یا اُن کے ہاتھ پاؤں برعکس کاٹے جائیں یا اُن کو دیس بدر کیا جائے۔

طور، کے جیل خانہ اور دیگر تمام جیل خانوں کی دیواروں پر اُن جیلوں کے منتظمین کی طرف سے لکھ کر لٹکائی گئی تاکہ اخوان اس کو پڑھیں۔

اب اس سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ اخوان جن کا نعرہ:
اَللّٰہُ غَایَتُنَا وَالرَّسُوْلُ زَعِیْمُنَا (اللہ ہمارا مقصد اور اُس کا رسول ہمارا قائد ہے) ہے۔ ان کو اس طرح کی آیت سے کس طرح چیلنج دیا جاتا، برانگیختہ کیا جاتا تھا اور یہ اتہام لگا کر کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے دشمن ہیں ایک نفسانی خلش میں مبتلا کیا جاتا تھا۔

ابراہیم عبدالہادی کی وزارت میں یہ سب کچھ ہوتا رہا جو نقراشی کے بعد برسرِ حکم آئی تھی۔ اس شخص کی یہ کوشش رہی کہ اپنے پیش رو (یعنی نقراشی) کا انتقام پوری جماعت اور اُس کے ممبران سے شخصی طور پر لے۔ اپنی اس ظالمانہ مہم میں اس نے اس افواہ سے مدد لی کہ بادشاہ (سابق) سے جماعت کی بگڑی ہوئی ہے اور وہ

Marfat.com

انقلابی مقاصد رکھتی ہے۔ اس عہدِ حکومت میں سب سے بدتر جو حادثہ پیش آیا وہ حسن البنا مرحوم کا قتل تھا۔ قتل سے پہلے مرحوم سے وہ تمام ہتھیار، جن کا لائسنس اُن کے پاس تھا، لے لیے گئے تھے، ملک سے باہر سفر ممنوع کر دیا گیا تھا، حکومت کی اجازت کے بغیر اندرونِ ملک میں نقل و حرکت کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ جس وقت انھوں نے حکومت کو اطلاع پہنچائی کہ "بنہا[1]" میں وہ ایک اخوانی رفیق کے گاؤں جانا چاہتے ہیں تو اس خبر رساں کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ اُن کے قتل سے چند روز پہلے کا واقعہ ہے۔ قتل کی تفاصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہیں جو ایک روزنامے سے ماخوذ ہیں:

جمعیۃ الشبان المسلمین (ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن) کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر ناغی نے شعبۂ "نوجوانان" کے صدر محمد لیثی سے کہا کہ وہ اُستاذ حسن البنا کو جا کر یہ پیغام پہنچا دیں کہ ۱۲ فروری ۱۹۴۹ء ہفتہ کی شام کو وہ مجھ سے یہاں ایسوسی ایشن میں مل لیں، تاکہ اُن کو جماعت اخوان المسلمین کے حل طلب مسائل سے متعلق بعض اہم اور خوش کُن فیصلوں کی اطلاع دی جا سکے، جس کے لیے اُن کے (ناغی) عزیز ابراہیم عبدالہادی وزیرِ اعظم نے انھیں ذمہ دار بنایا ہے۔ چنانچہ دو بجے

[1] مصر کا ایک شہر (مترجم)

Marfat.com

دن کو محمد لیثی نے حسن البنا کے گھر جاکر یہ خبر اُن کو پہنچائی۔ استاذ البنا نے اُن سے کہا: "ان لوگوں کی نیتیں ٹھیک نہیں اور وہ کوئی سمجھوتہ کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ابھی مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے اس بے چارے بوڑھے شخص کو گرفتار کرلیا ہے جس کے متعلق میں نے حکومت کو اطلاع دی تھی کہ ایک دو روز میں اُن کے یہاں سفر پر جاؤں گا۔ بہرحال میں اُستاذ ناجی سے ملاقات کے لیے آؤں گا۔"

وقت مقررہ پر موصوف ملنے گئے۔ ملاقات کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا، سوائے اس مطالبے کے کہ ہتھیار اور ریڈیو ٹرانسمیٹر حکومت کے حوالے کر دیے جائیں۔ سوا آٹھ بجے تھے، استاذ بنّا باہر آئے اور ٹیکسی بلائی۔ اُن کے ساتھ اُن کے داماد عبدالکریم منصور ایڈوکیٹ بھی تھے، لیثی مذکور موٹر تک اُن کو پہنچانے کے لیے آئے۔ ایسوسی ایشن کا ایک ملازم آیا اور اُس نے لیثی سے کہا: "انھیں کوئی ٹیلیفون پر بلا رہا ہے۔" حسن البنا اور اُن کے داماد کو سوار کرانے کے بعد لیثی ٹیلیفون پر آئے ہی تھے کہ انھوں نے فائر کی آواز سُنی۔ ٹیلیفون چھوڑ کر وہ فوراً دریافت حال کے لیے باہر آئے تو دیکھا کہ ایسوسی ایشن کی عمارت کے سامنے ایک دراز قد دُبلا پتلا شخص جلباب[1] اور سفید ٹوپی میں کھڑا ہے

---

[1] ٹخنوں تک لانبا قمیص یا کرتہ مصر کا قومی لباس (مترجم)

Marfat.com

اور اس کے ہاتھ میں ریوالور ہے۔ یہ دیکھ کر لیثی نے پکڑو! پکڑو! کا شور مچایا۔ نوجوان نے ایک فائر اُن پر بھی کیا، جو خالی گیا، پھر وہ لیثی کے پیچھے سڑک پر دوڑا اور دو اور فائر کیے وہ بھی خطا گئے۔ اب جب اُس کے پاس گولیاں ختم ہوگئیں تو وہ سامنے کی ڈٹ پاتھ کی طرف لپکا، جہاں ایک اور شخص اُس سے آکر مِل گیا اور وہ دونوں ایک سیاہ موٹر میں بیٹھ کر شارع الملکہ (کوئن روڈ) پر روانہ ہوگئے۔ اس اثناء میں اُستاذ البنا ٹیکسی سے اُتر کر ایسوسی ایشن میں آچکے تھے اور اُن کی زبان پر "مار ڈالا، مار ڈالا" کے الفاظ تھے۔ اُس وقت محمد لیثی واپس ایسوسی ایشن میں آئے اور اُنھوں نے دیکھا کہ ٹیلیفون کا رسیوا اب تک اُٹھا ہوا ہے۔ اب بات کرنے سے اُنھیں معلوم ہوا کہ بات کرنے والا کیپٹن محمد جزار افسر سی۔ آئی۔ ڈی ہے۔ جو اب تک بات کا منتظر تھا، محمد لیثی ٹیلیفون پر چلائے کہ اُستاذ البنا پر ایسوسی ایشن کے سامنے گولی چلائی گئی۔ جزار نے جواب میں پوچھا کہ "وہ مر گئے یا اب تک زندہ ہیں؟" اس درمیان میں اُستاذ البنا قریبی ہسپتال "دار الاسعاف" گئے محمد لیثی بھی اُن کے پیچھے وہاں گئے۔ یہاں انھوں نے اُستاذ البنا کو کلمہ پڑھتے پایا اور وہیں انھوں نے ایک گندمی رنگ کے نوجوان کو بھی دیکھا جو جلباب (لانبا قمیص) اور تُرکی ٹوپی میں ملبوس تھا اور جس موٹر پر مجرم بھاگے

Marfat.com

تھے اُس کے قریب کھڑا تھا' اُس نے موٹر کے نمبر لے لیے تھے جو ۹۹۷۹ ہیں۔ محکمۂ ٹریفک میں تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ مذکورہ موٹر لفٹنٹ کرنل محمود عبدالمجید کی ہے' جو اُس وقت خفیہ پولیس کے سپرنٹنڈنٹ تھے' کیپٹن جزار نے روپے' شراب' عورتوں اور آخری دھمکی کے ذریعے کوشش کی کہ گواہ کو موٹر کے نمبر بدلنے پر آمادہ کرے جیسا کہ کسی اخبار میں اُس نے چھپوایا: "جان رکھ! حسن البنا کا قاتل آزاد ہے اور وہ اسی طرح آزاد رہے گا' جو شخص بھی اُس کی راہ میں آئے گا اُس کو وہ جان سے مار ڈالے گا۔ یا اُسے کوئی نقصان پہنچ جائے گا۔ تیرے بچے ہیں جن کو یتیم کرنا تجھ پر حرام ہے۔" [1]

اور فعلاً سب قاتل آزاد گھومتے رہے۔ یہاں تک کہ ۲۳ جولائی ۱۹۵۲ء کا فوجی انقلاب پیش آیا اور اب ان سب کو گرفتار کیا گیا۔ ان میں لفٹنٹ کرنل محمود عبدالمجید لفٹنٹ کرنل احمد کامل' کرنل حسین کامل' حوالدار عبدہ ارمانیوس' بادشاہ کا خادم خاص محمد حسن' کیپٹن محمد جزار' حوالدار محمد محفوظ (جس موٹر پر مجرمین بھاگے تھے اُس کا ڈرائیور) احمد حسین جار' محمد سعید مصطفٰے محمد ابو اللیل غریب اور رئیس نائک حسین محمد بن رضوان تھے۔

قتل سے پہلے اُستاذ حسن البنا نے ڈپٹی ہوم منسٹر عبدالرحمٰن عمار کی

---

[1] اہرام اعداد مورخہ ۸/۱۱/۱۹۴۹ء

Marfat.com

ایک یادداشت (جس میں اخوان کو ناجائز قرار دیے جانے کی سفارش کی گئی تھی) کا جواب دیتے ہوئے اخوان کو ناجائز قرار دیے جانے کے اسباب بیان کیے تھے، موصوف کی یہ آخری تحریر تھی، جس میں مندرجۂ ذیل سطور میں انھوں نے ان اسباب کو مختصراً بیان کیا تھا۔

"اخوان دشمنی کا سب سے بڑا سبب غیر ملکی دباؤ ہے۔ ڈپٹی ہوم منسٹر نے مرشدِ اخوان سے خود اس کا اقرار کیا کہ برطانیہ، امریکہ اور فرانس کے سفراء کی جانب سے ۲ر دسمبر ۱۹۴۸ء کے اجتماع فائد[1] کے بعد ایک یادداشت نقراشی پاشا (وزیرِ اعظم) کو پیش کی گئی جس میں انھوں نے فوراً اخوان المسلمین کو ناجائز قرار دیے جانے کا مطالبہ کیا ہے، استعماری حکومتوں کی طرف اس قسم کا مطالبہ ایک طبعی امر تھا جو وادیٔ نیل، بلادِ عرب اور ممالکِ اسلامیہ سے متعلق اپنی اغراض و مطامع کے لیے اخوان کو سنگِ راہ سمجھتے تھے۔ یہ کوئی پہلا مطالبہ نہ تھا بلکہ اس کی شکل ایک مستقل سرکاری مطالبے کی سی تھی، جو ہر برطانوی سفیر کی طرف سے تمام موقعوں پر ہر نمائندۂ حکومت سے کیا جاتا رہا، اور کسی حکومت نے اس کا کوئی عملی جواب حتّٰی کہ سخت ترین اوقات میں بھی نہیں دیا تھا۔ برطانوی سفارت نے نحاس پاشا سے ۱۹۴۲ء میں جبکہ جنگِ عظیم

---

[1] برطانوی علاقۂ سویز کا ایک فوجی مرکز (مترجم)

Marfat.com

چھڑی ہوئی تھی اور جرمنی مصر کے دروازوں پر تھا، مطالبہ کیا کہ اخوان کو ناجائز قرار دے دیا جائے اور اُس کی سرگرمیوں کو روک دیا جائے۔ تو انھوں نے اسی مطالبے کو لبیک نہیں کہا، صرف اتنا کیا کہ ایک معینہ مُدت کے لیے اخوان کی اندرونِ ملک شاخوں کو بند کردیا۔ اور "مرکز" ویسا ہی اپنا کام کرتا رہا۔

نقراشی پاشا بھی یہ کرسکتا تھا کہ اس طرح کے مطالبے کو رد کردے اور اخوان سے کوئی مُفید سمجھوتہ کرلے جو فریقین کے لیے اطمینان بخش ہو۔ اخوان "مرشد" کے سفرِ حجاز سے واپسی پر پوری طرح سمجھوتے کے لیے تیار تھے، لیکن اسے اس کی توفیق نہ ہوئی اور اس نے مذکورۂ بالا جارحانہ قدم اُٹھایا جس سے ثابت ہوا کہ مصر اب تک اہلِ وطن سے زائد اغیار کا ہے اور اس دیار میں ہنوز اغیار ہی کا نفوذ واقتدار ہے۔

اس کے بعد مرشد حالات واسباب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "یہ سب کچھ بین الاقوامی یہودی تحریک، عالمی کیمونزم، سامراجی حکومتوں اور الحاد و بے دینی کے علمبرداروں کی کارکردگی ہے کہ یہ لوگ اخوان اور اُن کی تحریک کو اپنی ناپاک اغراض کی راہ میں زبردست رُکاوٹ سمجھتے ہیں۔"

شیخ حسن البنا نے ایک صحافی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے

Marfat.com

کہ اخوان کو ناجائز قرار دیے جانے کے کیا اسباب ہیں ؟ کہا تھا :

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیاسی جماعت بندی عوامل بھی اس کے اسباب تھے، جو پارلیمنٹ کا انتخاب قریب ہونے کے سبب نمودار ہو رہے تھے، کیونکہ یہ مشہور بات تھی کہ "سعدی پارٹی" پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کرنا چاہتی ہے" تاکہ آئندہ اس کی حکومت برقرار رہے۔ اور یہ بھی مشہور بات تھی کہ اخوان ایک پبلک طاقت رکھتے ہیں جو اس صورتِ حال کا پامردی سے مقابلہ کرے گی اور کسی طرح کے اثرات سے پبلک کو متاثر نہ ہونے دے گی۔ لہذا جماعتی سیاسی پیش بندی کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے اقدام سے اُن کو بدنام کیا جائے اور اُن کی پوزیشن کمزور کی جائے، اور یہ بھی ضروری تھا کہ دوسرے مؤثرات کو صورتِ حال پر اثر انداز نہ ہونے دیا جائے اور انتخابات کی تاریخ یعنی اکتوبر ۱۹۴۹ء سے پہلے یہ چال چل لی جائے۔"

وقت نے اس خیال کی پوری پوری تائید کی چنانچہ ۲۴ فروری ۱۹۴۹ء کو "مرشد" کے قتل کے چند روز بعد ہی رہوڈس کے صلحنامے پر دستخطوں کا اعلان کیا گیا۔ اور فلسطین سے فوج کو واپس بلا لیا گیا۔

عبدالہادی کی وزارت تقریباً سات ماہ تک قایم رہی، اس مدت میں اخوان پر مظالم اپنی انتہا کو پہنچ گئے، یہاں تک کہ بعض مبصرین کو

Marfat.com

یہ خیال ہوگیا کہ اب ان کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آزمائش و ابتلاءِ عظیم نے ان کے لیے آگ کا کام کیا' اُس نے اُن کو تپا کر کُندن کر دیا۔ ناقابلِ لحاظ و شمار اور کمزور افراد جماعت سے باہر نکل گئے اور بھاری اکثریت جس کو ابتلاء نے قوی تر اور راسخ تر بنا دیا تھا دعوت پر برقرار رہی۔ کہا جاتا ہے کہ اخوان نے اس درمیانی مدّت میں پوشیدہ طور پر نئے مرشد (صدر) کا انتخاب کر لیا تھا' اور اُن کی تحریک خفیہ کام کرتی رہی۔

۲۵ر جولائی ۱۹۴۹ء کو ابراہیم عبدالہادی کی وزارت مستعفی ہوئی اور حسین سری کی مشترک وزارت قایم ہوئی جس نے بعد کو غیر جانبدار وزارت کی شکل اختیار کر لی۔ اور اسی کے زیرِ نگرانی انتخابات ہوئے۔ جس میں وفد پارٹی کو اخوان کی تائید کے سبب نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور جنوری ۱۹۵۰ء کو نحاس نے وزارت سنبھالی اور اخوان کے سر سے آہستہ آہستہ ظلم و جور کا کابوس ہٹنا شروع ہوا' اُن کے قلم پھر سے حرکت میں آئے اور اُن کے اخبار و رسائل از سرِ نو زندہ ہوئے۔ اور انھوں نے جناب حسن الہضیبی کو اپنا مرشدِ عام (صدر یا امیرِ جماعت) منتخب کیا' جو پہلے سپریم کورٹ کے ایڈوائزر تھے۔

۱۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء کو حکومت نے اُن کے بعض متلکات واپس کیے

Marfat.com

جس میں اُن کا "مرکز" دارالاشاعت اور پریس اور فوجی مراکز تھے۔
یہ سب کچھ سپریم کورٹ کے فیصلے کی بنا پر عمل میں آیا جو اخوان کے ساتھ
انصاف میں ایک ابدی تاریخی فیصلہ تھا اور جس کی رُو سے فیصلہ کیا گیا:
"کہ اخوان کو ناجائز قرار دیے جانے کا حکم سرے سے غلط تھا۔ جلد ہی
اخوان نے اپنا گزشتہ مقام و وقار حاصل کر لیا اور انھوں نے ایک ایسی
قوت کی حیثیت سے اپنی کوششوں کو واقعات کی دُنیا میں پیش کیا جو اس
لائق ہے کہ اسے پوری اہمیت دی جائے اور اس سے تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔
اکتوبر ۱۹۵۱ء میں مصر و برطانیہ کے مابین نزاع نازک صورت حال اختیار
کر گیا تو اخوان کے رضا کار دستوں نے جنگِ آزادی میں نمایاں حصہ لیا
حتیٰ کہ وفدی حکومت نے اپنی شکست سے ایک روز قبل اس بُنیاد پر
اُن سے بات چیت کی کہ جملہ رضاکاروں کی کامل نگرانی و کمانڈ اُن کے
ہاتھ میں دیدی جائے جس کو بعد میں اخبارات میں شائع کیا گیا۔
احمد نجیب ہلالی کی وزارت میں اخوان نے اپنے کو بہت محتاط رکھا
اور بالخصوص داخلی سیاست میں انھوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ انتخابات
میں شریک نہیں ہوں گے۔ یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ہلالی سے قبل
علی ماہر پاشا کی قلیل المُدّت اور پھر دوبارہ ہلالی کی وزارت دونوں
نے اخوان کے ساتھ ایک نئے طرزِ عمل کا آغاز کیا۔ علی ماہر نے تو اخوان کے

Marfat.com

مرشدِ عام سے مشورہ بھی لیا اور دیگر لیڈروں کے ساتھ اُن سے بھی ملاقات کی۔ اور دوسرا یعنی ہلالی برابر اُن سے مشورے لیتا رہا۔ یہ چیز اخوان کی سیاسی قوّت پر دلالت کرتی ہے۔

اس کے بعد مصالحِ ملکی کے ساتھ سابق شاہ فاروق کے کھیل اور مطلق العنانی کے نتیجے میں جلد جلد دو روزہ وزارتیں قایم ہوتی رہیں۔ چنانچہ حسین سری کی وزارت آئی۔ پھر ہلالی کی دوسری وزارت، جس کے قیام کے دوسرے روز ہی جنرل محمد نجیب کی زیرِ قیادت انقلاب پیش آیا۔ اور فوج کے مطالبے پر علی ماہر کو وزارت پیش کی گئی۔ پھر بادشاہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ تختِ حکومت سے اپنے لڑکے کے لیے دست بردار ہو جائے اور ملک چھوڑ دے۔ ۲۶؍ جولائی ۱۹۵۲ء کے مبارک دن یہ انقلاب ہوا۔ اخوان کا مرکز اور اُن کے تمام زعماء نے اس مبارک اقدام کی پوری طرح تائید و ہمنوائی کی۔ بعض اخبارات میں یہ بھی شائع ہوا کہ علی ماہر نے مرشدِ عام کو وزارت میں اشتراک کی دعوت دی جس سے انھوں نے انقلابی جماعت کی تائید کرتے اور دُعائے کامرانی پیش کرتے ہوئے معذرت چاہ لی۔ اس موقع پر شیخ حسن الباقوری کو جماعت کو استعفیٰ دینا پڑا، کیونکہ وہ مرشدِ اخوان کی اس عذرخواہی سے

Marfat.com

بے خبری میں وزارت میں داخل ہو چکے تھے۔ اس نئے عہد میں اخوان کا اثر و وقار اور زائد ہو گیا، اس لیے کہ فاروق کے عہد میں وہ ہمیشہ عام ملکی بگاڑ اور ابتری کے خلاف بغاوت میں وہ سب سے بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ اور اس کے عہد میں تمام وزارتوں کا ہدفِ ستم۔

اخوان کے شعبوں کی تعداد اب ۱۵۰۰ کو پہنچ گئی ہے، اور ان سطور کی تحریر کے وقت "مرشدِ عام" مصر کے گوشہ گوشہ میں سرگرمِ دورہ و سفر ہیں، اخبارات خبریں لاتے ہیں کہ جس علاقے میں بھی وہ جاتے ہیں وہاں نئے شعبے قایم ہوتے جاتے ہیں، صرف قاہرہ شہر میں (۷۰) شعبے ہیں، اور کارکن ممبروں کی تحریری تعداد دس لاکھ ہے۔ اگرچہ اخوان کی صحیح حقیقی تعداد معلوم نہیں کی جاسکتی کیونکہ اُن کے "دفترِ اعداد و شمار" نے ابھی تھوڑے عرصے ہی سے اپنی سرگرمی کا آغاز کیا ہے۔ اس کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے اخوانی اپنے مخصوص طریقے پر کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، وہ نہ اپنی عملی سرگرمی کا اظہار کرتے ہیں اور نہ جماعت کے مخصوص اطوار کے ساتھ مقید ہوتے ہیں۔ یہ سب ایک جانب، مگر اخوان کے یہاں اہمیت "کیفیت" کو ہے "کمیت" کو نہیں، ایسا ہوتا ہے

Marfat.com

کہ ان میں کا ایک شخص کسی ایک محکمے یا کمپنی یا فیکٹری وغیرہ میں ہوتا ہے، لیکن وہ اپنی دعوت پر یقین و پختگی اور فہم سے اپنے تمام ماحول پر اثر انداز ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں تمام لوگ یا اکثریت اس کی ہمنوا ہو جاتی ہے۔ اس میں اُن کو خاص ملکہ حاصل ہے، کیونکہ سیاسی پارٹیوں سے ربط و تعلق اور گزشتہ حکومتوں سے آویزش کے سبب ان کو مطمئن کرنے کا تجربہ و ملکہ حاصل ہو گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے یہاں افراد کی تربیت و تعلیم کا اس قدر اہتمام ہے کہ آپ ایک کاریگر یا محنت کش کو اس طرح جمعے کا خطبہ یا دینی درس دیتے اور سیاسی تقریر کرتے پائیں گے جیسا کہ کوئی بہترین عالم یا خطیب کر سکتا ہے اس عزمِ محکم اور اعتمادِ کامل کی روح سے سرشار وہ مصری سوسائٹی کے تمام حلقوں میں پھیل گئے۔

۴ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ (۲۶ جولائی ۱۹۵۲ء) کو اخوان کی مجلسِ عاملہ کا انعقاد ہوا جس میں ملک کی صورتِ حال کے بارے میں ایک بیان نشر کرنے اور اصلاحِ ملک کے بنیادی نکات متعین کرنے کے بارے میں تجویز پاس ہوئی۔ اس کے بعد ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ (یکم اگست ۱۹۵۲ء) کو اخوان کی "مجلسِ تاسیس" کا اجلاس طلب کیا گیا۔ جس نے مجلسِ عاملہ کی مذکورہ بالا تجویز کو منظور کیا چنانچہ اخوان نے

Marfat.com

ایک بیان شائع کیا، جس میں مکمل ملکی تطہیر، اخلاقی، تربیتی، دستوری اجتماعی و اقتصادی اصلاح کے وسائل، قومی تربیت و تقویت اور پولیس کی اصلاح کے طریقوں کو وضاحت سے بیان کرتے ہوئے ملکی اصلاح کے بنیادی نکات پیش کیے گئے۔

اس کے بعد انجمنوں اور پارٹیوں کی تنظیم کا قانون صادر ہوا۔ اور روزنامہ اہرام کی اشاعت ۳ر اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ذکر کیا گیا: کہ اخوان کی "مجلس تاسیس" کا اجلاس ۲ر اکتوبر کی شام کو ہوا۔ اور مذکورہ بالا قانون کی روشنی میں انھوں نے جماعت کے نظام پر نظر ثانی کر کے بعض ترمیمات منظور کی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ امیر جماعت کی مدت کار تاحینِ حیات کے بجائے تین سال ہوگی اور "مجلسِ تاسیس" کے ممبران کی تعداد (۱۵۰) ہوگی۔ لیکن دوبارہ غور کرنے پر انھوں نے فیصلہ کیا کہ ایک بین الملی اسلامی جماعت کی حیثیت سے اُن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے کو مصر کے قانونِ جماعات سے مقید کرلیں، اور ایک دوسرے اجتماع میں انھوں نے طے کیا کہ موجودہ وقت میں وہ حصولِ حکومت کو اپنے وسائل میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ اس بنا پر وہ انتخابات میں جماعت کی حیثیت سے شامل نہ ہوں گے، لیکن قومی رہنمائی اور سیاسی و وطنی معاملات میں

Marfat.com

تنقید و رائے کا حق اپنے لیے محفوظ رکھیں گے۔" ۱۷ر نومبر ۱۹۵۲ء کو اپنا یہ دوسرا اعلان نامہ انھوں نے حکومت کو پیش کر دیا، اور اس طرح وہ سیاسی پارٹیوں کے نئے دائرۂ قانون سے بچ گئے۔

۳ر دسمبر ۱۹۵۳ء کو اخوان نے اپنے مرکز میں سیرت النبی کا جلسہ کیا اس جلسے میں صدر حکومت جنرل محمد نجیب اور کرنل جمال عبدالناصر نے شرکت کی، "مرشد عام" نے تقریر کی۔ اس کے بعد جنرل محمد نجیب نے ایک مختصر تقریر کی، جس میں اخوان کو مبارکباد دی، اُن کی قوّتِ معنوی اور جہاد کی تعریف کی، اور اُن کے پہلے مرشد مرحوم حسن البنا کی رُوح پر فاتحہ پڑھی۔

۱۲ر فروری ۱۹۵۳ء کو جب حسن البنا مرحوم کی شہادت کی چوتھی برسی ہوتی تو صدر حکومت جنرل محمد نجیب اور ان کے ساتھ تمام وزراء اور افسرانِ انقلاب زیارت و تعزیت کے لیے گئے، جنرل محمد نجیب نے ایک تاریخی تقریر کی جو ریڈیو اسٹیشن سے نشر کی گئی۔ نجیب نے اُس میں کہا: "کہ حسن البنا کا شمار اُن لوگوں میں ہے، جن کی یاد کبھی پُرانی نہیں ہو سکتی اور جن کے مراتب کو کبھی بُھلایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ مرحوم نے اپنی زندگی اپنے لیے نہیں گزاری، بلکہ وہ قوم کے لیے جیے۔ اور انھوں نے اپنے ذاتی فائدہ کے لیے کوئی کام نہیں کیا، بلکہ فلاحِ عام اُن کا مقصد رہا۔"

Marfat.com

موصوف کی تقریر پر عبد الرحمٰن البنا برادر شہید البنا نے خاندان کی طرف سے اور عبد الحکیم عابدین سکرٹیری جماعت نے جماعت اخوان کی طرف سے جواب دیے۔

اس آمد و ملاقات کا اخوان کے دلوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ جنرل نجیب اوران کی حکومت کی طرف سے شہیدِ عظیم کے اعترافِ جہادِ ملّی میں یہ ایک مبارک قدم تھا، اس روز شام کو ریڈیو اسٹیشن سے دوبارہ اس تقریر کو نشر کیا گیا۔ اور اس رات صرف تلاوتِ قرآنِ کریم، خبروں اور امام شہید پر تقاریر ہی ریڈیو کا پروگرام رہا۔ (یعنی گانے وغیرہ نہیں نشر کیے گئے)۔

اس طرح حکومت نے سرکاری طور پر اس مردِ کار کی چوتھی برسی پر اس کی قدر و منزلت کا اعتراف کیا۔ جب قبر کی طرف چار سال پہلے وہ تنہا روانہ ہوا تھا اور جس کے جنازے میں اُن کے والد و فرزند اور سپاہیوں کے ایک دستے کے سوا (جو لوگوں کو شرکت سے روکتے تھے) اور کوئی نہ تھا۔ آج اُس مردِ شہید کی قبر پر خود حکومت اپنے صدر اور وزراء کے ساتھ حاضر ہوئی۔

Marfat.com

دوسری فصل

اخوان کا فلسفہ و مقاصدِ دین، سیاستِ اسلام بحیثیت ایک سماجی نظام کے

"اخوان کا فلسفہ و مقاصد"

اخوان المسلمین کا فکر خالص اسلامی فکر ہے۔ اور کسی حال میں "اسلامیت" کے دائرے سے باہر نہیں۔ ان کا فلسفہ بھی اسلامی ہے جو روحِ اسلام سے ماخوذ ہے۔ فلسفے سے یہاں میرا مقصود وہ فکر و عقیدہ ہے جو نفس میں پوری طرح اُجاگر ہو جائے، زندگی اُس کے رنگ میں رنگ جائے اور اُسی جادۂ فکر و عقیدہ پر گامزن ہو جائے وہ بیزنطینی فلسفہ نہیں جو صرف بحث و جدال کا کام دے سکتا ہے حقیقت و واقعات کی دُنیا میں اس کی تطبیق محال ہے۔ اس حیثیت سے میں اخوان کے فلسفے کو تین بُنیادی اقسام میں تقسیم کرتا ہوں:

Marfat.com

۱۔ رُوحانی فلسفہ،
۲۔ اقتصادی فلسفہ،
۳۔ اجتماعی فلسفہ۔

ذیل میں ان تینوں فلسفوں کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ رُوحانی فلسفہ

اخوان کی دعوت کا سنگِ بُنیاد اور اساسِ اوّل رُوحانی پہلو ہے بلکہ ایک الاخ المسلم (اخوانی) کی تکوین و تربیت کے لیے اوّلاً اُن کی تمام توجہ و اہتمام اسی گوشے پر ہے، اُس کے مقررہ فرائض میں ہے کہ (اللہ پر ہر حال میں نظر رکھے اور ہر عمل میں خاص اُس کی رضا کا طالب ہو آخرت کو یاد کرتا رہے اور اُس کے لیے تیاری کرتا رہے، اور حسّی و معنوی طہارت پر مداومت رکھے)[۱]

خاندانوں بلکہ اُمّت کی تکوین و تربیت میں بھی وہ اسی روحانی پہلو پر زور دیتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اُمّتوں کی تکوین، قوموں کی تربیت اور قومی آرزوؤں کی تکمیل، یہ سب اس اُمّت سے زبردست قلبی قوّت کی طالب ہیں۔

اس کے ساتھ ہی وہ مادّی قوّتوں کے مُنکر بھی نہیں، قوموں کی

(۱) "خاندانوں کا نظام" اور "رسالہ ہدایات" از حسن البنا صفحہ ۳۴

Marfat.com

تعمیر و ترقی میں وہ اُن کی اہمیت کے قائل ہیں، بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ مشرق صرف دولت و سامان اور آلاتِ ضرب وغیرہ مادی طاقتوں کا ضرورت مند ہے، اس کے بعد وہ ترقی کر سکتا، اور اُن غالب قوموں کے مقابلے میں کھڑا ہو سکتا ہے جنھوں نے اس کے حقوق سلب کیے اور اُس کو تباہ و برباد کیا ہے، یہ بالکل صحیح اور ضروری ہے لیکن اس سے زیادہ اہم اور ضروری اخلاقِ فاضلہ، نفسِ پاک، اپنے حقوق کا علم اور اُن پر یقین، عزمِ محکم، راہِ حق میں قربانی اور وفائے عہد ہے۔ یہ وہ روحانی قوتیں ہیں جو مادی قوت کو غذا پہنچاتی ہیں، رُوحانی پہلو پر ان کی اس قدر توجہ ہے کہ مادیت کے سیلاب کو روکنے کو وہ اپنا اہم مقصد اور فریضہ سمجھتے ہیں۔ وہ سیلاب جس نے لوگوں کو مادہ کا پرستار و بندہ بنا دیا ہے، وہ بھول گئے ہیں کہ ان کا کام تھا کہ اپنے اور معاشرے کے فائدے اور فلاح کے لیے مادے کو اپنا غلام بنائیں نہ کہ خود اُس کے غلام بن جائیں" رہی ہماری فہم سو وہ اجمالاً یہ ہے :- کہ ہم اس مادی سیل کا جو مادی تمدن اور لذائذ و شہوات کی تہذیب سے پھوٹا ہے مقابلہ کریں گے۔ یہی وہ سیلاب ہے جس نے اسلامی اقوام کو بہا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زعامت اور قرآن کی ہدایت سے بہت دور جا پھینکا ہے۔

Marfat.com

اخوان کا "روحانی فلسفہ" بنیادی طور پر چند مقاصد پر مشتمل ہے جن کو تین عنوانوں پر مختصراً تقسیم کر سکتے ہیں:

ا للّٰہیت و جامعیت،

ب اجتماعی روحانیت،

ج ایجابی عقلیت۔

ا للّٰہیت و جامعیت:-

للّٰہیت و جامعیت جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، اخوان کی دعوت کا فلسفہ خالص اسلامی ہے؛ اور اسلام و تمام آسمانی مذاہب کا اوّلین رکن ذاتِ خداوندی اور تمام غیبی امور بالخصوص جزا و سزا کے عقیدے پر یقین اور نفسِ انسانی کا تزکیہ و طہارت ہے۔ لہٰذا یہ کوئی نئی بات نہ تھی کہ اخوان اس رکن پر عامل ہوں اور اس نتیجے پر پہنچیں کہ اصلاح کے اصول کا دارومدار روحانیت پر ہونا چاہیے، جو مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونک دے۔ انسانی شعور و ادراک اس کے سہارے ملاء اعلیٰ کی بلندیوں میں پرواز کر سکے، اور بندے اپنے آقائے واحد اللہ تبارک و تعالیٰ سے قرب حاصل کر سکیں۔

استاذ البنا نے "خاندانوں کے نظام" سے متعلق ایک مخصوص رسالہ شائع کیا، یہ نظام ہی اخوان کی روحانی تربیت کا عملی میدان ہے

Marfat.com

اس رسالے میں موصوف نے اخوان کی خاص جماعت کو خطاب کیا جس کا نام "الاخوان المجاہدین" رکھا تھا۔ اخوانی نعرہ: "اللہ غایتنا، والرسول زعیمنا، والقرآن دستورنا، والجہاد فی سبیل اللہ اسمیٰ اما نینا۔ (اللہ ہمارا مقصود ہے، رسول ہمارے قائد ہیں، قرآن ہمارا دستور ہے جہاد فی سبیل اللہ ہماری بلند ترین تمنا ہے) کی وضاحت کی اور بیعت کے ارکان کی تعیین کی وہ دس ہیں:

(دین کا) فہم، اخلاص، عمل، جہاد، قربانی، اطاعت، استقلال، بے غرضی، اخوت، اعتماد۔

پھر ان دس ارکان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے صرف فہم دین کی تشریح و تفسیر کو بیس اسلامی اصولوں میں پیش کیا: جن میں سب سے اہم اصول یہ ہے کہ اسلام کو اُس کے جامع معانی کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے، جس کی وضاحت بعد میں کی جائے گی۔ ایک دوسرا اصول یہ کہ اسلام عقل کو آزاد کرتا ہے، اور کائنات میں غور و نظر پر ابھارتا ہے علم اور علما کا مرتبہ بلند کرتا ہے، ہر شے کے صالح و مفید عنصر کو قبول کرتا ہے، ہر بھلی بات مسلمان کی (گویا) گم شدہ چیز ہے۔ جب بھی اس کو وہ ملے وہ اُس کا حق دار ہے۔

اخلاص کی تفسیر کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ ایک مسلمان کو

Marfat.com

اپنے قول عمل، جہاد سب سے اللہ تعالےٰ کی رضا کا طالب ہونا چاہیے اور کسی بھی دُنیاوی فائدے، شان، جاہ، یا لقب یا ترقی و تنزل پہ اُس کی نظر نہ ہونا چاہیے، اس طرح پر وہ فکر و عقیدہ کا ایک سپاہی ہوگا، نہ کہ غرض و منفعت کا سپاہی۔

عمل کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ علم و اخلاص کا ثمرہ ہے، ایک سچے اخوانی سے عمل کے جو مراتب مطلوب ہیں اُن کی تشریح کی جو سات ہیں۔ للہیت کے ذیل میں ان میں سے صرف تین کو ہم پیش کرتے ہیں:

۱۔ ذاتی اصلاح اس طرح پر کہ وہ قوی البدن، پختہ سیرت، روشن خیال، کسب رزق پر قادر، عبادت کا پابند، اپنے کاموں میں منظم اور دوسروں کے لیے نفع رساں ہو۔

۲۔ مسلمان گھر کی تکوین جو اس طرح ہو کہ اُس کے گھر والے خانگی زندگی کے تمام مظاہر میں اسلام کے آداب پر پابند ہوں اور اسلامی فکر و اطوار کا پاس کرتے ہوں۔

۳۔ معاشرے کی ہدایت و رہنمائی کے لیے، اس میں خیر کی دعوت پھیلائے، رذائل منکرات کی بیخ کنی کرے، فضائل کی ہمت افزائی کرے، بھلائیوں کا حکم کرے، اور نیک کام میں سبقت، ساتھ ہی

Marfat.com

رائے عامّہ کو اسلامی فکر کے حق میں ہموار کرے۔

جہاد کی تشریح انھوں نے اس طرح کی کہ یہ تاقیامت جاری رہنے والا ایک فریضہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک:

مَنْ مَاتَ وَ لَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُنَوِّ الغزوَ اَلغَزْوَ مَاتَ بِنِیَّۃِ جَاھِلِیَّۃ — جس شخص کی موت آگئی اور اُس نے جہاد کیا اور نہ کبھی جہاد کی نیت کی وہ غیر اسلامی موت مرا۔

کا مقصود ہے، اس کا پہلا درجہ باطل سے دل سے نفرت ہے اور سب سے آخری اللہ کے راستے میں جنگ، اور ان دو مراتب کے درمیان زبان و قلم، ہاتھ کا جہاد ہے، اور ظالم اقتدار کے سامنے کلمۂ حق کا اعلان۔

قربانی کا مطلب یہ ہے کہ جان و مال، وقت و زندگی اور ہر شے مقصد کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔

طاقت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ وہ تعمیلِ حکم اور اُس کا فوری نفاذ ہے، چاہے تنگی ہو چاہے آسودگی، چاہے ناگوار صورتِ حال ہو، چاہے خوش گوار۔

ثبات و استقلال یہ ہے کہ اخوانی برابر اپنے مقصد کے لیے عمل و سعی کرتا رہے خواہ کتنی بھی مدت ہو جائے اور کتنے ماہ و سال گزر جائیں یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو جائے، اور دو میں سے ایک سعادت اس کو حاصل ہو جائے، یا کامرانی یا شہادت۔

Marfat.com

تجرد کا مطلب یہ ہے کہ اخوانی صرف اپنے فکر و عقیدے کا ہو کر رہے اس کے سوا جتنے اغراض و اشخاص ہیں ان سے مربوط نہ ہو کیونکہ اخوان کا فکر و عقیدہ اور فلسفہ ان سب میں بلند تر و ہمہ گیر ہے۔

اخوت کی تشریح یہ ہے کہ عقیدہ جو ایک محکم ترین اور گراں بہا تعلق و رابطہ ہے، اسی کے ساتھ قلوب و نفوس کا ربط و تعلق بھی ہے۔ اخوت علامتِ ایمان ہے اور تفرق علامتِ کفر، اولین قوت قوتِ اتحاد ہے اور محبت کے بغیر اتحاد ناممکن ہے، اور محبت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دوسروں کی طرف سے دل صاف ہو، اور اعلیٰ درجہ ایثار ہے۔

اعتماد نام ہے سپاہی کے اپنے قائد کی اہلیت و خلوص پر اطمینان اعتماد کا۔ جس سے محبت، اعتراف، احترام و اطاعت پیدا ہوتی ہے اخوان کی دعوت میں اس کے قائد کا دعوت سے وہ تعلق ہے جو باپ کا خونی رشتہ ہے۔ استاذ علمی افادے سے، شیخ طریقت روحانی تربیت سے اور لیڈر سیاستِ عامہ سے ہے۔ ہماری دعوت ان سب حقائق کی جامع ہے، اور دعوتوں کی کامیابی کا دارومدار قائد پر اعتماد ہے۔

اس کے علاوہ تمام اخوانیوں پر انھوں نے چالیس باتوں کی پابندی ضروری قرار دی، للّٰہیت کے عنوان سے مناسبت کے تحت

Marfat.com

اس میں سے مندرجۂ ذیل ہمارے لیے یہاں ذکر کرنا ضروری ہیں:

نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کیا جائے، پابندی کے ساتھ اُس کے اوقات میں ادا کیا جائے، مسجد و جماعت کی پابندی کی جائے۔ رمضان کے پُورے اور صحیح روزے رکھے، استطاعت ہو تو حج کرے، توبہ و استغفار کی تجدید کرے، اپنے نفس کو زیر کرنے کی پوری کوشش کرے، حتیٰ کہ وہ اس کے تابع ہو جائے۔ "اخوانی اوراد" کی پابندی کرے، سوائے مجبوری کے اُن کو ترک نہ کرے۔

اخوان کی کتاب ماثورات میں یہی اوراد ہیں، اور وہ قرآنی دینوی ادعیہ کے وظیفے کے طرز پر ایک مجموعہ ہے جس کو سلاسلِ صوفیاء کے متبعین پڑھا کرتے ہیں۔

اخوان کی نئی ادارتی تقسیم کے بعد مرکز میں "خاندانوں" (اُسر) کا ایک سکیشن قائم ہو گیا ہے، اس شعبے نے اپنا پہلا نظام نامہ صادر کر دیا ہے، جو زیرِ طبع ہے۔ اس رسالے کے مقدمے میں کہا گیا ہے کہ خاندانوں کا یہ نظام "اخوانِ عاملین" (کارکن اخوان) کے سابق نظام کا بدل ہے۔ یعنی کارکن اخوان جن کا ذکر ہم پیچھے کرتے رہے ہیں وہی آگے چل کر "قسم الاُسر" (خاندانوں کے شعبے) سے موسوم ہوا اور بالکل ابتدا میں اس کا نام "نظام الکتائب" (دستوں کا نظام) تھا۔

Marfat.com

"جامعیت" کے لفظ سے ہماری مراد اسلام کا صحیح اور جامع فہم ہے، جیسا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جس کو استاذ البنا نے "ہمارا اسلام" کے عنوان سے یوں پیش کیا ہے: "ہماری دعوت کی جامع تعریف اسلامیت ہو سکتی ہے اور اس لفظ کے اُس محدود معنی کے علاوہ جس کو عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں ایک اور وسیع معنی بھی ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام ایک ہمہ گیر معنی رکھتا ہے، زندگی کے سارے معاملات پر حاوی ہے اور زندگی کے ہر مسئلے میں وہ سفارشات پیش کرتا اور ایک دقیق و محکم دستور وضع کرتا ہے۔ اور کسی بھی واقعی مشکل کے علاجِ اور اصلاحی نظام میں وہ تہید ست نہیں۔"

ایک دوسرے رسالے میں اس طرح رقم طراز ہیں: "ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی احکام و تعلیمات لوگوں کی اُن کے تمام دُنیاوی و اُخروی امور میں رہنمائی کرتی ہیں، اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ تعلیمات صرف عبادتی و روحانی پہلوؤں سے متعلق ہیں وہ غلطی پر ہیں، اسلام عقیدہ و عبادت بھی ہے اور وطن و قومیت بھی، مذہب و حکومت بھی ہے اور رُوحانیت و عمل بھی، قرآن بھی ہے تلوار بھی، قرآنِ کریم اس سب پر شاہد ہے، اور اس سب کو اسلام کا جوہر و اصل

Marfat.com

سمجھتا ہے اور ان سب امور میں اتفاق کی دعوت دیتا ہے۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے:۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ	اللہ تعالیٰ نے تجھے جو کچھ عطا فرمایا ہے اس میں آخرت کی طلب کر اور دُنیا سے اپنے حصّے کو نہ بھول اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ سلوک کیا تو بھی اسی طرح (دوسروں سے) کر۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اخوان کا یہ فہمِ اسلام اسلامی عقلیت کے میدان میں وقت کا ایک بہت ترقی پسندانہ قدم تھا جس کے باعث اسلام پھر اپنے اصلی روپ اور اولین رنگ میں جلوہ گر ہوا۔ اور اسلامی فہم کا ایک اہم مرحلہ تھا جس میں سمجھا جانے لگا کہ اسلام مغربی معنی کا کوئی مذہب نہیں جس کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ دین بھی ہے اور دُنیا بھی۔ اور ایک جامع سوشل نظام ہے جو انسانوں کے جمیع معاملات زندگی کو منظم کرتا اور سنوارتا ہے۔

(ب) **اجتماعی رُوحانیت:**۔۔۔ جامعیت جس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے اُس نے اخوان کی سیرت کی تشکیل

Marfat.com

اس طرح پر کی ہے کہ وہ عُزلت پسند روحانیت کو تسلیم نہیں کرتے جو بہت سے متشدد صوفیوں کا مسلک و دعوت ہے اور جو بہ نسبت اسلامی تصوف کے عیسائی رُہبانیت سے اقرب ہے۔ سو اخوان رُوحانی یا اللّٰہی لوگ ہیں کہ اپنی پرائیوٹ زندگی اور عبادتی پہلوؤں میں وہ اہلِ تصوف کے مسلک پر عمل کرتے ہیں، اور وہ اجتماعی بھی ہیں کہ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ مختلف قسم کی سوسائٹیوں سے گھلتے ملتے اپنی دعوت کو پھیلاتے اور اپنے فکر کو رائج کرتے ہیں، اور ہر حالت میں اپنے کو مجاہد سمجھتے ہیں، وہ رُوحانی میدانِ عمل میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرتے ہیں، اور اُس کو مادیت کی بڑھی ہوئی آلائشوں سے پاک کرتے ہیں، عبادت سے اپنی رُوح کو پاکیزہ کرتے ہیں، اور اپنی سماجی سرگرمیوں کے ذریعے سوسائٹی کی اصلاح میں کوشاں رہتے ہیں، جس کو اجتماعی امراض کا گھُن لگ چکا ہے، اور اخلاقی بیماریاں اس کو پارہ پارہ کر رہی ہیں، اس مقصد کے لیے انھوں نے سعی و قربانی کی مثالیں قائم کر دیں۔ نفع پرستی کی اس لہر کے باوجود جو مغرب کے فلسفے نے مشرق میں جاری وساری کر دی ہے اسی لیے ایک اخوانی کی سیرت کی تشکیل میں قربانی بُنیاد کا حکم رکھتی ہے۔ اُستاذ حسن البنا ایک رسالے میں کہتے ہیں:

Marfat.com

"کہ اس دعوت کے لیے وہی شخص مناسب ہے جو ہر پہلو سے اس کی طرف مائل ہو، اور اس کے لیے اپنا مال و جان، وقت و صحت جس کی بھی ضرورت ہو لگانے کے لیے تیار رہو :

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ
وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ
وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا
وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ
اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى
الْقَوْمَ
الْفٰسِقِيْنَ ٥

اے رسول کہہ دیجیے! کہ اگر تمہارے آباء، اولاد، بھائی، بیویاں اور خاندان و اموال جن کو تم نے حاصل کیا ہے اور تجارت جس کے کساد سے تم ڈرتے ہو، اور مکانات جن کو تم بہت پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ مرغوب ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا ہے۔

اخوان یہ سمجھتے ہیں کہ علوم تصوف علوم تربیت و تزکیہ ہی کا دوسرا نام ہے، اور وہ اسلام کا جوہر و اصل ہیں لیکن ان کی

Marfat.com

رائے ہے کہ معاشرے کی بہبود اس میں ہے کہ ایسا گروہ جس نے قوی روحانی تربیت حاصل کی ہو وہ باہر نکلے اور معاشرے میں گھلے ملے تاکہ وہ ایک عملی مثال ہو سکے، جس کی لوگ اقتدا کر سکیں، وہ اخلاقِ حسنہ اور فضائلِ کریمانہ کی چلتی پھرتی تصویریں ہوں جو سوسائٹی پر اپنا اچھا اثر ڈال سکیں، کیونکہ لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے عملی نمونے سے بہتر کوئی چیز نہیں، اخوان کی بڑی تمنا رہی ہے کہ سلاسلِ تصوف اپنے مبالغات و زیادات سے پاک ہو کر "جامع ازہر" اور اسلامی جماعتوں کے ساتھ تعاون کریں۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا اور "ازہر" کی علمی قوت، تصوف کی روحانی طاقت اور اسلامی جماعتوں کی عملی طاقتوں سے مل گئی تو یہ ایک ایسی امت ہو گی جس کی کوئی مثال نہ ہو گی جو دوسروں پر اثر انداز ہو اور خود متاثر نہ ہو، رہنمائی کرے اور خود کسی کی مطیع و فرماں بردار نہ ہو اور اس گمراہ سوسائٹی کو سیدھا راستہ دکھا سکے۔"

معاشرے کی اصلاح کے لیے مذکورہ بالا طریقے پر ان تینوں کوششوں کا تعاون ہی ہے جس کو موجودہ زمانے کی اصطلاح میں علمِ تنظیمِ معاشرہ (Community Organization) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میرے پاس یہ کہنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں

Marfat.com

کہ حسن البنا مرحوم نے اس علم کو یا اس کے بارے میں کچھ پڑھا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ ایک مصنف کا اُن کے بارے میں قول ہے: "جس طرف بھی تم نظر اُٹھاؤ گے خواہ وہ اقتصاد و سیاست اور قانون کا میدان ہو یا صحافت، طباعت، اشاعت کی دُنیا ہر مضمون سے وہ تم کو باخبر اور آگاہ نظر آئیں گے"۔

وہ علم النفس و عمرانیات کے تمام جدید علمی نظریات کو بہت تیزی سے اخذ کرتے، اُن سے نفع اُٹھاتے اور اُن کی تطبیق کی کوشش کرتے تھے۔

اجتماعی یا سماجی رُوحانیت سے بحث کرتے ہوئے ہمارے لیے یہ بڑا مُفید ہوگا کہ ہم اس بارے میں اُستاذ البنا کی رائے کو پیش کریں جس میں اُنھوں نے انسانی عقل کے مدارجِ ترقی کو تین مراحل میں تقسیم کیا ہے:

ا۔ سادہ لوحی و خرافات پرستی، ہر نامعلوم غیب اور اپنی پہنچ سے دُور طاقتوں کے آگے سر جُھکانا، چنانچہ اس مرحلے میں وہ ہر شے کو ایک غائب بعید طاقت کی طرف منسوب کرتا اور ہر شے کو اُنھیں طاقتوں کے واسطے سے سمجھتا ہے اپنی ذات

Marfat.com

کے لیے نہ کوئی فکر ضروری سمجھتا ہے اور نہ کوئی عمل' بالفاظِ دیگر جس کو "غیبی عقلیت" کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ دوسرا مرحلہ وہ ہے جس میں وہ جمود پرستی کا شکار ہوتا ہے' مذکورہ نامعلوم غیب سے بے اعتنائی برتتا' اور غیر محسوس طاقتوں اور اُن سے متعلق امور کی خلاف ورزی و سرکشی کرتا ہے' کوشش کرتا ہے کہ کائنات کے ظاہر کی محض مادی تفسیر و تعبیر کرے' جو انسانی طویل تجارب اور مسلسل کاوش و فکر کے قوانین کے مطابق ہو' یا جس کو "علمی عقلیت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مادّی انسان نے اس مرحلے میں الوہیت اور اُس کے متعلقات نبوّت اور اُس کے عواقب و نتائج' آخرت حساب کتاب وغیرہ کا بالکل انکار کر دیا۔

۳۔ اسلامی عقلیت یا ایمان بالغیب کے ساتھ ساتھ عقل سے انتفاع = ہم عملاً ایک نہیں دو دُنیاؤں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور بالفعل ہم کائنات کے بہت سے مظاہر کی تفسیر سے عاجز ہیں۔ اس لیے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا رسالت رُوح آخرت پر ایمان رکھیں اور تعلیم و تعلّم' اختراع و ایجاد کے میدان میں اپنی عقل کو آزادی دیں تاکہ وہ اس گونگے بہرے مادے کو تسخیر کر سکے۔

Marfat.com

اور کائنات کے ثمرات و برکات سے مستفید ہو سکے۔
یہ تقسیم بڑی حد تک عمرانیات کے زبردست عالم اوگست کومت (August Comte) کی تقسیم کے مطابق ہے۔
جس میں اُس نے انسانی نشو و نما کو تین مراحل میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ دینی مرحلہ (Theological Stage)
اس مرحلے میں انسان ہر شے کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔

۲۔ طبیعی مرحلہ (physical Stage)
ان مرحلہ میں انسان ہر شے کی سائنٹفک تحلیل کرتا ہے مثلاً بارش کی حقیقت اس طرح بیان کرتا ہے کہ سمندروں کا پانی جو بجاپ بن کر بادلوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے وہی مینہ ہے۔

۳۔ عقلی یا سائنٹفک مرحلہ (Positive Stage)
س مرحلے میں انسان ہر شے کی خالص علمی (سائنٹفک) تحقیق کرتا ہے مثلاً بارش سے پہلے ہی آجکل امریکہ میں یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کتنے انچ ہوگی چونکہ اُن کے پاس بکثرت اس قسم کے آلات ہیں۔

یہ بہت تعجب خیز بات ہے کہ خالص عمرانی مسئلہ پر استاذ البنا کی نظر علم عمرانیات کے موحد سے زیادہ گہری ہے اور وہ اس طرح

Marfat.com

کہ استاذ البنا نے طبیعی اور سائنٹفک دو مرحلوں کو ایک ہی مرحلے میں شامل کر دیا ہے جس کو وہ عقلی علمی مرحلے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ طبعی بات ہے کہ مظاہر کائنات کی تحلیل کے لیے انسان کو طبیعی علوم (سائنیس) اور کائنات کے علم کی ضرورت ہے۔ جس کی بنا پر اس مرحلے کو علمی مرحلے میں شامل کرنا ضروری ہے شیخ حسن البنا نے اوگسٹ کومٹ کی تقسیم پر مزید اضافہ کیا وہ "اسلامی عقلیت" کا مرحلہ ہے جو غیبی اور علمی عقلوں کا جامع ہے، اور جو پوری قوت کے ساتھ یہ بات پیش کر چکا ہے کہ انسان اس مادی عالم سے ماوراء اپنی روح کے ساتھ روحانی عالم میں بھی رہ سکتا ہے اور اپنی عقل کے ساتھ مادی عالم میں بھی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

انسانی معاشرے کی فلاح کے لیے مادہ و روح کا اتحاد ہی وہ اساس ہے جس پر اخوان نے اپنی سماجی روحانیت کی بنیاد رکھی ہے اور جس کو وہ اپنے قلب و دماغ میں رچا بسا دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے یہاں اس بات میں ذرا بھی تعارض نہیں کہ کوئی بیک وقت عابدِ شب زندہ دار اور فارس میدان کارزار ہو۔

(ج) ایجابی عقلیت ـــــ اس سے مراد وہ تخلیقی عقلیت ہے جو تعمیر و اصلاح کی اسپرٹ رکھتی اور تخریب و بگاڑ سے گریز کرتی ہے۔

Marfat.com

جو معمولی اشیاء میں نہیں الجھتی بلکہ بنیادی اور اونچے کاموں پر اپنی توجہ صرف کرتی ہے، دین کے اساسی مقاصد کی تبلیغ و تکمیل سے سروکار رکھتی اور فروعی اختلافات میں وقت ضائع نہیں کرتی ہے جیساکہ "توسّل اور وسیلہ" کے مسئلے میں اُمتِ مسلمہ کو پیش آیا ہے ایجابی عقلیت اخوان کا نمایاں وصف ہے چنانچہ اُن کی دعوت عمومی ہے وہ کسی ایک خاص گروہ سے تعلّق نہیں رکھتی اور نہ کسی ایسی راسۓ کی طرف مائل ہوتی ہے جو لوگوں میں ایک مخصوص شکل میں معروف ہو چکی ہے اور اس کے کچھ معینہ شرائط و لوازم ہیں اُس کی نظر اصل دین پر ہے اور وہ چاہتی ہے کہ لوگوں کی فکر و نظر کا ایک مشترک رُخ ہو تاکہ کام زیادہ مفید اور نتائج زیادہ قوی اور اُمید افزا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ غلط افواہوں کے برعکس اخوان بہت زیادہ رواداراور کشادہ دل ہیں وسیع النظری اور آزادیٔ فکر کے باعث وہ اپنے عقلی لوچ میں بہت ممتاز ہیں، دین کے فروعی مسائل میں اختلاف کو تسلیم کرتے اور اس کو لازمی سمجھتے ہیں: "فروعاتِ دین کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ یہ ضروری چیز ہے اور متعدد اسباب کی بنا پر کسی طرح ممکن نہیں کہ ہم ان فروعی آراء و مذاہب میں متفق ہو سکیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ مسائل کے استنباط، دلائل کے

Marfat.com

ادراک معانی وحقائق کی دریافت اور باہم ربط معلوم کرنے میں انسانی عقلیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں دوسری بات علم کی وسعت وکوتاہی اور ماحول و دلائل کی قیمتوں کا اختلاف ہے۔ ان ہی گوناگوں اسباب کی بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ دین کے کسی ایک فروعی مسئلے پر سب کا اتفاق ایک ناممکن العمل خواہش ہے' بلکہ یہ مزاج دین کے خلاف ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ یہ دین قایم ودایم رہے اور زمانہ و حالات کے پہلو بہ پہلو رواں دواں رہے۔ اور اس کے لیے لچک ضروری ہے[1]

اس ایجابی عقلیت کا سب سے زائد روشن مظہر اخوان کی دعوت ہے کہ انھوں نے فروعی مسائل کے اختلافات میں الجھنے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے اصل دین کی دعوت دی اور ان منکرات کے استیصال کی طرف توجہ دلائی جو ہر ایک کے نزدیک اسلام اور اس کی روح کے بالکل خلاف ہیں۔ اخوان جانتے ہیں کہ جسمِ اسلام کے لیے سب سے خطرناک چیز اس وقت "سماجی گمراہی" ہے۔ کاش کہ تمام داعیانِ خیر و حق کی دعوت اس وقت اس خطرناک گوشے پر مرکوز ہو سکے جو اس دین کے لیے سخت خطرناک ہے۔

---

1. ہماری دعوت' از حسن البنا صفحہ ۲۶

Marfat.com

اور ہم سب جس سے نفرت کرتے ہیں اور اس کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔" (۱)
وہ اس پہلو پر مختصراً اپنی رائے پیش کرتے' اس باب میں اُمت کے اختلاف کو جائز رکھتے اور کسی ایک رائے و مذہب کے لیے تعصب کو ناپسند کرتے ہیں حق تک پہنچنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو اس پر آمادہ کرنے کے لیے وہ نرمی و محبت کے انتہائی لچک دار وسائل سے کام لیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اخوان المسلمین کے اساسی قانون میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ اخوان ایک ہمہ گیر اسلامی جماعت ہے جس کا کام ان مقاصد کی تکمیل ہے جس کے لیے اسلام دُنیا میں بھیجا گیا ہے۔ ان ہی مقاصد سے متعلق اور رُوحانی پہلو سے وابستہ جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں ذیل کی چیزیں ہیں:

(۱) قرآن کریم کی دعوت کی صاف صاف تشریح' جو اس کو بالکل واضح اور اپنے ہمہ گیر و حقیقی روپے میں پیش کرے ساتھ ہی وہ رُوح عصر اور زمانے کے اسالیب سے پُوری مطابقت رکھتی ہو اور دعوتِ اسلامی پر جو اتہامات و شبہات ہیں اُن کی بیخ کنی کرے۔

---

(۱) حوالۂ سابقہ ۱۲

Marfat.com

(ب) قلوب ونفوس کو ان قرآنی اصولوں پر جمع کرنا، دلوں میں ان کی کیفیات کو تازہ کرنا اور مختلف اسلامی فرقوں کو باہم ایک دوسرے سے قریب کرنا۔

(۲) اقتصادی فلسفہ:۔

اخوان کا اقتصادی فلسفہ وہ مادّی اقتصادی فلسفہ نہیں جو شراب وخنزیر کو نفع اندوزی یا اقتصادی منفعت کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے محض اس لیے کہ وہ ایک معاشی ضرورت کو پورا کرتے ہیں، اسلامی فلسفۂ اقتصاد، اسلام کے مزاج سے ماخوذ ہے۔ اور وہ کسی حال میں بھی اپنے حدود سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ لہذا اُس کے نزدیک خمر وخنزیر کوئی نفع بخش متاع یا اقتصادی منفعت کا ذریعہ نہیں ہے، کیونکہ اسلامی سوسائٹی میں جس کی اقامت کے لیے وہ کوشاں ہیں سرے سے وہ ضرورتیں ضرورتیں ہی نہیں جن کی تکمیل کے لیے ان چیزوں کا سہارا لینا پڑے، دوسری طرف اسلامی شریعت جو اپنے پیرو تمام افراد کے لیے سماجی تکفل اور حاجت روائی کو لازمی قرار دیتی ہے، اپنی قانون سازی میں کسی "مجرد اقتصادی سیاست" کی تابع نہیں جو "پیداوار کی اسکیموں" کو تو مالی مدد دے اور "صرف کی اسکیموں" (Consumptive Plans)

Marfat.com

کو پسِ پشت ڈال دے۔ چنانچہ سماجی کفالت جو علمائے معاشیات کے یہاں ایک ایسی "انفاقی اسکیم" ہے جو قابلِ توجہ نہیں وہ اسلام میں جس پر اخوان نے اپنے فلسفۂ حیات کی عمارت کھڑی کی ہے ایک فریضہ ہے، جس کی ادائیگی حکومت پر فرض ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بین الاقوامی قوانین جنگی قیدیوں پر خرچ، اُن کے کھانے پینے پہننے، رہنے کی کفالت کو حکومت پر واجب قرار دیتے ہیں کوئی حکومت یہ نہیں کرسکتی کہ قیدیوں کی طرف سے لاپرواہی برتے اور اُن کو بھوک و برہنگی کے ہاتھوں مبتلائے عذاب چھوڑ دے۔ اور دلیل میں یہ عُذر پیش کرے کہ ان پر خرچ کرنا انفاقی اسکیم ہے۔ جب غیروں اور قیدیوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو ہمیں کمزور اہلِ وطن جو افلاس و بیماری کے پنجے میں گرفتار ہوں بدرجۂ اولیٰ حکومت کی نگہداشت اور مدد کے مستحق ہیں۔ بین الاقوامی قانون پر عمل کرتے ہوئے، دشمنوں کا ہمدرد اور دردمند ہونے سے زائد ضروری یہ ہے کہ وہ اجتماعی عدل (Social Justice) کے تحت اپنے عزیزانِ وطن کی دستگیر و ہمدرد ہو۔ اس بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اخوان کا اقتصادی فلسفہ اس نوح کا ہے جس کو آجکل سماجی معاشیات (Social Economy) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

معاشی مسائل کی تنظیم و ترقی کے لیے اُن کے مندرجۂ ذیل مطالبات ہیں:

۱۔ کرنسی کی آزادی

اخوان اس کے سخت مخالف رہے کہ برطانوی خزانے کی "ہنڈیوں" پر حکومت کے توازنِ مالیات (Balance) کی بنیاد رکھی جائے۔ اسی طرح انھوں نے اس پر بھی پُر زور حملہ کیا کہ نیشنل بنک[1] وزارت مالیہ کے جون ۱۹۱۶ء کے ایک ایسے فیصلے سے جس پر کسی کے دستخط بھی نہیں تھے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے جتنے بینک نوٹ چاہے چھاپتا رہے۔ وہ برابر آزادی کی ضرورت کو بیان کرتے رہے۔ یہاں تک "اسٹرلینی رقبہ" (sterling Area) سے مصر نے رہائی حاصل کی۔ اس کے بعد انھوں نے اس پر زور دیا کہ محفوظ ذخیرۂ زر کو (Gold Reserve) مضبوط کیا جائے اور "نیشنل بنک" کو قومی بینک قرار دیا جائے۔ انگریزوں سے پرانے قرضوں کا مطالبہ کیا جائے۔ حکومت نے اُن کے مطالبات اور پیہم اصرار پر ان میں سے بہت سے مسائل پر توجہ دی اور عملی قدم اُٹھایا۔

---

[1] مصر کا سب سے بڑا قومی بینک جو اغیار کے ہاتھ میں ہے اور جس پر حکومت کا اعتماد ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

(۲) کمپنیوں کا قومیانہ

(Nationalization)

اخوان کا مطالبہ رہا کہ تمام کمپنیوں کو مصری قرار دیا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے غیر ملکی سرمائے کے بجائے ملکی سرمائے کو جگہ دی جائے، عام ضروریاتِ زندگی کو جو قوم کے لیے سب سے اہم شے ہے، غیر ملکیوں کے ہاتھوں سے آزاد کرایا جائے۔ جیسے الکٹرک کمپنی، واٹر ورکس کمپنی، اندرون و بیرون ملک مواصلات کی کمپنیاں، اخوان اس کے بھی مخالف تھے کہ معدنی ثروت یہاں تک کہ نمک و سوڈا سازی تک کی صنعت اور اس سے نفع اندوزی غیر ملکی کمپنیوں کے ہاتھ میں ہو، اور عام اہلِ وطن یا ملکی مزدور کو اس سے سوائے افلاس و محرومی کے کچھ حاصل نہ ہو۔

(۳) صنعت کو فروغ دینا

(Industrilization)

اخوان کا عقیدہ ہے کہ "صنعت سازی" اسلام کا اولین تقاضا ہے۔ نبیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ تعالےٰ پیشہ ور مومن سے محبت کرتا ہے۔" اور اُس نے داؤدؑ و سلیمانؑ علیہما السلام کی اس صنعتی ترقی و امتیاز کی بنا پر بہت تعریف کی ہے۔

Marfat.com

اور ترقیٔ صنعت کے وہ رموز و نکات بیان کیے ہیں جن سے انسان عاجز ہے۔ وہ اُمت جو اپنی کتاب (قرآن) میں داؤد علیہ السلام کی توصیف:

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۔

اور ہم نے اُن کے لیے لوہے کو نرم کر دیا کہ بدن پوش زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو ایک اندازے پر جوڑو۔

کے الفاظ سے پڑھتی ہے اور دوسری جگہ:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ ۔ (الانبیاء)

اور ہم نے تمہارے لیے اُن کو ایک طرح کا لباس بنانا سکھایا تاکہ وہ تم کو لڑائی کے ضرر سے بچائے۔

اور پھر اس کے پاس اسلحہ سازی کا کوئی کارخانہ نہ ہو، پڑھتی ہو:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ

اور ہم نے اُس کے لیے پارہ کا چشمہ بہا دیا اور ایسے جن (مسخر کر دیے) جو اُس کے سامنے اُس کے پروردگار کے حکم سے کام کرتے تھے، اور ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے

Marfat.com

عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝ یَعْمَلُوْنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَ تَمَاثِیْلَ وَ جِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ؕ (سورۂ سبا)

سرتابی کرتا ہم اس کو سخت سزا دیتے)[۴۴] اور اس کے پاس کوئی کارخانہ ڈھلائی (Foundry) نہ ہو اور نہ معدنی اوزار و آلات بنانے کا کوئی مکمل کارخانہ وہ یہ پڑھے کہ:

وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ج (سورہ حدید)

اور اُتارا ہم نے لوہا جس میں سخت طاقت ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔

پھر اپنی اُس معدنی ثروت سے لاپرواہی برتے جو نہایت عمدہ قسم کی ہو اور اتنی کثیر مقدار میں کہ ماہرینِ معدنیات کے اندازے کے مطابق دو سو سال تک کے لیے کافی ہو سکتی ہے۔

(۴) ذاتی ملکیت کا نظام اور مصر:

بہت سے لوگ پڑھ کر تعجب کریں گے کہ اخوان ہی نے سب سے پہلے ملکیت کی حدبندی کی آواز اُٹھائی جو ان نہایت اہم اسکیموں

---

۴۴ یہ عبارت قرآن کا ترجمہ نہیں یہاں سے اصل کتاب کی عبارت ہے۔

Marfat.com

میں سے ایک تھی جس کی عہدِ حاضر نے تکمیل کی ہے۔ لیکن جب وہ جان لیں گے کہ مرحوم حسن البنا نے "روزنامۂ اخوان المسلمین" کے صفحات پر انقلاب سے کئی سال پہلے اس کا مطالبہ کیا تھا تو ان کا تعجّب جاتا رہے گا۔ موصوف نے لکھا تھا کہ: "اسلام اور اُس کی معاشیاتِ قومی کے بُنیادی قواعد کا اقتضاء ہے کہ ہم مصر کے نظام ملکیات پر نظرِ ثانی کریں۔ جو بڑی جائدادیں ہیں ان کو چھوٹا کریں اور اُن کے مالکان کو اس طرح پر معاوضہ ادا کریں جو اُن کے اور سوسائٹی دونوں کے لیے مُفید ہو، چھوٹی ملکیتوں کی ہم کو ہمّت افزائی کرنا چاہیے تاکہ تہی دست غریب یہ محسوس کریں کہ اس وطن میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کی فکر کرتے اور اُن کا درد رکھتے ہیں۔ حکومت کی تمام املاک فوراً اُن غریب لوگوں پر تقسیم کر دی جائیں تاکہ کچھ توازن قایم ہو سکے اور وہ آگے ترقی کر سکیں۔

(۵) تنظیمِ محاصل (Taxation)

ہماری "اقتصادی دستور سازی" کے لیے اسلام ضروری قرار دیتا ہے کہ پبلک محصولات (Social Taxes) کی تنظیم کی جائے، اور ان میں سب سے پہلا ٹیکس زکوٰۃ ہے۔ دُنیا میں

Marfat.com

کوئی دستور ایسا نہیں جس نے اسلام کی طرح نہ صرف "فائدہ" بلکہ اصل "سرمایہ" پر ٹیکس لگایا ہو' اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں جن میں سے ایک یہی ہے کہ ذخیرہ اندوزی کا انسداد ہو اور تجوریوں میں جمع ہو کر روپیہ گردش سے رُکے نہیں کیونکہ زر کا منشاء و مقصد ہی یہ ہے کہ وُہ گردش میں رہے' اور اسی طرح اس سے وہ تمام افراد مستفید ہوں جن تک یہ گردش کرتا ہوا پہنچے اس لیے بڑھتے ہوئے نظامِ زر پر حسبِ "اصل" نہ کہ حسبِ "فائدہ" پبلک محصولات لگانا ضروری ہے۔ جس سے غریب لوگ طبعی طور پر معاف رکھے جائیں کے مالداروں سے ٹیکس حاصل جائیں گے' اور پھر ہر ممکن طریقے سے "معیارِ معیشت" کو بلند کرنے کے لیے خرچ کیے جائیں گے۔ حضرت عمر رض کا دل حسبِ طرزِ عمل تھا کہ آپ انگوروں پر بھاری ٹیکس لگاتے تھے کہ وہ امراء کا پھل ہے' اور کھجور پر بہت ہی معمولی' کیونکہ وہ غرباء کا کھانا ہے۔

(۶) سُود کی مخالفت

رُوحِ اسلامی کا ہم سے تقاضا ہے کہ ہم پہلی فرصت میں سُود کا خاتمہ کریں' اس کو حرام قرار دیں اور اس کی بُنیاد پر ہونے والے تمام لین دین کو غلط قرار دیں۔ اب سے کچھ پہلے جو مصلحین گذرے

Marfat.com

وہ اس موضوع سے پہلو بچاتے تھے" تاکہ اُن سے یہ نہ کہا جائے کہ" یہ چیز ناممکن ہے" اور سُود ہی پر تمام دُنیا کی تجارت و اقتصاد کا دارومدار ہے" لیکن اب یہ دلیل بے کار ہو چکی ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔ کیونکہ رُوس اپنے یہاں سُود کو ناجائز قرار دے چکا ہے' اور وہاں وہ بدترین جرم سمجھا جاتا ہے۔

(۷) گھریلو صنعتوں کی ہمت افزائی

یہ بھی ضروری ہے کہ گھریلو اور دستی صنعتوں کی ہمت افزائی کی جائے۔ اسی ذریعہ سے پریشاں حال خاندانوں کی مدد کی جا سکتی ہے اور "صنعتی زندگی" کی طرف قدم اُٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ بے کار ہاتھ پہلا کام جو کر سکتے ہیں وہ کتائی بنائی (چھوٹے کرگھوں سے) صابن سازی' عطر سازی' مربہ جات وغیرہ بیسیوں ایسے کام ہیں جن میں عورتیں' لڑکیاں اور لڑکے اپنا وقت کار آمد کر سکتے ہیں۔ یہ صنعتیں ان کے لیے بہت فائدہ رساں ثابت ہوں گی۔ اور افلاس و تنگ حالی سے ان کو نجات مل سکے گی

(۸) سامانِ تعیش کی کمی اور ضروریاتِ زندگی پر اکتفا۔

اُس سلسلے میں دولت مند لوگ غریب لوگوں کے لیے نمونہ ہونا چاہییں

Marfat.com

راگ و رنگ کی آوارہ و پُرعشرت محفلیں ختم کی جائیں، عیش پسندی اور تباہ کن فضول خرچی ناجائز قرار دی جائے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن پر عمل درآمد اسلام واجب قرار دیتا ہے، اور حال و مستقبل کے غیرمعمولی حالات کا اقتضاء بھی یہی ہے۔

اسی طرح یہ طریقہ عہد جدید کی سادگی و زہد پسند سیاست کے بھی بالکل مطابق ہے۔ اخوان المسلمین کے بنیادی قانون نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ اُن کے مقاصد میں سے یہ بات بھی ہے کہ "قومی ثروت کو بڑھایا جائے، اس کی حفاظت کی جائے، اور اس کو آزاد کرایا جائے، اور معیارِ زندگی کو بلند تر بنانے کی جد و جہد کی جائے۔"

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ یہ سب وہ آراء و تجاویز ہیں جو اسلامی حکومتوں کے دورِ انحطاط میں بکھری رہیں اور فکرِ اسلامی میں ان کے نقوش نمایاں نہ ہو سکے، یہاں تک کہ اخوان نے ان کو از سرِ نو زندہ کیا۔

(۹) اخوان اور مسئلہ کثرتِ آبادی

اُستاذ حسن البنا نے اس مسئلے کو اپنی تحریروں میں کوئی جگہ نہیں دی، اگرچہ اخوان کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ مصر کو ضرورت کے قابل

Marfat.com

پیداوار کی کمی کی شکایت نہیں ہے، بلکہ اس کی شکایت ہے کہ دولت کی تقسیم ٹھیک نہیں ہے۔ اور معدنی ثروت و زرعی زمینوں کے رقبہ میں توسیع کی طرف سے غفلت ہے۔ مختصر یہ کہ وہ بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے ایجابی وسائل اختیار کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ یہ اُن کی بنیادی قانون کی اُس دفعہ سے واضح ہوتا ہے جو ہم نے اوپر کی سطور میں پیش کی ہے اور وہ عملی تجاویز بھی اس کا ثبوت ہیں جو اوپر ذکر کی گئیں۔

لیکن اس مسئلے کے حل کے لیے سلبی وسائل کا اختیار کرنا مثلاً شادی نہ کی جائے، یا شادی کے سن کو اور زیادہ کر دیا جائے یا خاندان کو "ضبطِ ولادت" کے ذریعے کم کرنے کی کوشش کی جائے تو ان سب کو اخوان اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ حسن البنا مرحوم نے خاندان اور شادی کے بارے میں تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا، جس میں وہ بتاتے تھے کہ اسلام کس کس طرح اس پر اُبھارتا ہے، اور ان اخوانی افراد پر وہ ناراضگی کا اظہار کرتے تھے جن کے مالی ذرائع شادی کی اجازت دیتے ہیں اور پھر بھی وہ شادی نہیں کرتے ہیں۔ ان کی یہ سیاست رُوحِ اسلام کے عین مطابق ہے کہ اسلام شادی کے ذریعے اخلاقی حفاظت کے وسائل اختیار کرنے پر بہت توجہ دیتا ہے۔

Marfat.com

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الزواج نصف الدین۔ شادی آدھا دین ہے۔

ساتھ ہی ساتھ اسلام اضافۂ نسل کو بھی پسند کرتا ہے' اور مختلف ذرائع سے اس کے لیے کوشاں نظر آتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے: "شادی کرو' نسل چلاؤ' تعداد بڑھاؤ' کہ میں قیامت کے روز دوسری اُمتوں پر تمھاری کثرت سے فخر کروں گا۔"

ضبطِ ولادت کو اگرچہ اخوان واقعی اور معقول ضرورت پر بالکل حرام نہیں سمجھتے' لیکن اُن کے مصنّف نے ایک دوسرے مصنّف کو جس نے افلاس کی مشکل کو ضبطِ ولادت کے ذریعے حل کرنے کی دعوت دی تھی، جواب دیتے ہوئے "ضبطِ ولادت نہیں بلکہ اضافۂ نسل" کے عنوان سے لکھا تھا کہ:

"حقیقت یہ ہے کہ مصر میں افلاس کی اصل وجہ دولت کی غلط تقسیم ہے' پیداوار کی کمی نہیں' پھر جو پیداوار ہم آئندہ جدوجہد سے حاصل کرسکتے ہیں وہ اُس سے کئی گنا زائد ہے جو ہم فی الحال حاصل کرتے ہیں۔ اگر ہر کام کرنے والا ہاتھ اپنے لیے کام کا میدان پا سکے اور قومی ثروت بے کار بیٹھے رہنے والوں پر نہیں بلکہ کام کرنے والوں پر تقسیم کی جائے تو مصر میں ایک بھی مفلس و محروم نہ ہو'

Marfat.com

مصر نو کروڑ انسانوں کے لیے کافی ہو سکتا ہے اور اس میں کسی ایک فرد کو بھی کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔ اگر حکومت صحرا کو زراعت و کان کنی کے ذریعے کام میں لائے اور اپنے وسیع سمندروں سے، اپنے بین الاقوامی جغرافیائی محل وقوع اور دریائے نیل سے پورا فائدہ اُٹھائے، جو ہر سال برکتوں کا ایک خزانہ لاتا ہے۔"

یہ وہی رائے ہے جس کو ہم نے گزشتہ سطور میں اخوان کی تجاویز کے ذیل میں ذکر کیا۔ اور اُن کے اس خیال کی تائید کی ہے کہ کثرت آبادی کے مسئلے کو "ایجابی ذرائع" سے حل کیا جائے۔ جو اس مسئلے کے حل کے لیے کافی ہیں اور پھر سلبی وسائل کے اختیار کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(۳) عمرانی فلسفہ

اگر اخوان کی دعوت کا سنگِ اول "روحانی پہلو" ہے جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں بیان کیا۔ اور "اقتصادی پہلو" اس کے محکم ستون، جو ہر دعوت و فلسفۂ حیات کے لیے ضروری ہیں تو زندگی کا سماجی پہلو اور اُس کی اصلاح و ترقی، دعوتِ اخوان کا مقصد و غرض ہے، ان کی تحریک، دعوت ایک معاشرتی اصلاحی

Marfat.com

دعوت بھی ہے جو پوری سوسائٹی کی اصلاح چاہتی ہے۔ افراد، خاندان، قومیں اور حکومتیں سب اُس میں شامل ہیں، وہ چاہتی ہے کہ ان سب کی مدد کرے اور زندگی کے ہر گوشے میں اُن کے لیے اسلام کے نقطۂ نظر کے مطابق ایک کامل نظامِ اصلاح پیش کرے جو اخوان کی نظر میں افراد و جماعات اقوام و حکومات سب کی تمام مشکلات کا واحد حل ہے۔ اس کے پیشِ نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کا عمرانی فلسفہ ایک انسانی اصلاحی پروگرام ہے۔ آپ اس کو بالفاظِ دیگر یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ "اسلامی فلسفۂ عمرانی" ہے۔ جو اُن کے اس عقیدے کے بالکل مطابق ہے کہ اسلام صرف ایک "مجموعۂ عبادات" مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل سوشل نظام ہے۔

لیکن پوری پوری وضاحت کے لیے اسلامیت کے لفظ کی تکرار کافی نہیں، اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اخوان کے عمرانی فلسفے کو اُن کے دائرۂ عقیدہ کے اندر تین نکات پر تقسیم کر کے اُس کی تفصیل پیش کروں:۔

ا۔ اسلامی معاشرے کی تعمیر،

ب۔ اسلامی وطنیت۔

ج۔ عالمی انسانیت۔

Marfat.com

۱۔ اسلامی معاشرے کی تعمیر

اخوان کا عقیدہ ہے کہ اسلامی معاشرہ ہی وہ آئیڈیل معاشرہ ہے جس کی اقامت کے لیے وہ کوشاں ہیں اور امن و اطمینان کی پیاسی انسانیت جس کی طالب ہے، انھوں نے اسلامی معاشرے کی تعمیر کے لیے قرآنِ کریم سے اخذ کردہ اصلاحی اصول و قواعد بھی متعین کیے ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ تمام انسانوں کے مابین برادری و اخوت کا اعلان کیا جائے۔

۲۔ مرد و عورت دونوں کے لیے ترقی کی راہیں کھولی جائیں، اور عام انسانی حقوق میں اُن کی باہم مساوات و کفالت کا اعلان کیا جائے۔

۳۔ ہر فرد کے لیے حقِ زندگی، ملکیت، عمل، صحت، آزادی، تعلیم، تسلیم کیا جائے، امن کی ضمانت دی جائے اور اور ذرائع آمدنی کی تعیین کی جائے۔

۴۔ انسان کی ہر دو بنیادی غریزی خواہشات "یعنی غریزہ تحفظ ذات" اور "غریزۂ تحفظِ نوع کی تنظیم کی جائے۔ بالفاظِ دیگر اس کی شکمی اور جنسی خواہشات کی جائز تکمیل کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔

Marfat.com

۵۔ اصل اور بنیادی جرائم کی روک تھام میں سخت گیری سے کام لیا جائے۔

۶۔ اُمت کے اتحاد کی کوشش کی جائے، اور افتراق و جتھہ بندی کے تمام مظاہر کو ختم کیا جائے۔

۷۔ اسلام کا یہ نظام حق و صداقت کی جو دعوت لے کر آیا ہے تمام اُمت پر اس کے لیے جد و جہد کو لازمی قرار دیا جائے۔

۸۔ حکومت اس اسلامی فلسفۂ حیات کی نمائندہ اور اس کی محافظ ہو، اپنے مخصوص اسلامی دائرے میں اُس کے مقاصد کی تکمیل اور تمام انسانوں کو اس کی تبلیغ کی ذمّے داری لے

اس نظام کے لیے وہ کچھ عملی شعائر بھی معین کرتے ہیں جس کو صرف زبان سے دُہرانا کافی نہیں بلکہ اُس پر عمل کرنا لازم ہے تاکہ لوگ اس نظام کے قالب میں ڈھل سکیں، اس کی رُوح سے سرشار ہو سکیں۔ یہ شعائر حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ کسب و عمل، اور سوال سے اجتناب۔

۲۔ کوشش و جہاد، مجاہدین کو تیار کرنا، اُن کے بعد اُن کے اہل و عیال کی دیکھ بھال اور امداد۔

۳۔ امر بالمعروف اور لوگوں کی خیر خواہی۔

Marfat.com

۴۔ نہی عن المنکر، اور رذائل و منکرات کے مقامات، اور مرتکبین کا بائیکاٹ۔

۵۔ ہر مسلمان مرد و عورت حسبِ استعداد زندگی کے مختلف فنون میں علم و آگاہی حاصل کرے۔

۶۔ خوش معاملگی اور اخلاقِ فاضلہ سے ہر شخص آراستہ ہو۔

۷۔ صحتِ جسمانی اور عام انسانی حواس کی نگہداشت و حفاظت۔

۸۔ حاکم و محکوم کے مابین رعیت پروری اور اطاعت کے ذریعے "التزام مشترک" (Collective Reciprocity)

اس قرآنی عمرانی نظام کی بنیاد وہ برادران "مثالی اسلامی معاشرہ" (Ideal Islamic Society) تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ جو ان اصولوں پر گہرا ایمان رکھتا ہو اور اُن کو پوری طرح نافذ کرنے کے لیے مستعد ہو، اس تعمیری مقصد کی تکمیل کے لیے دوسری اقوام سے علم و تمدن کے مفید وسائل اخذ کرنے کو اخوان ناجائز نہیں سمجھتے ہیں، مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ ان کی اسلامی قومیت اور اُس پر فخر و اعتماد کے حق میں مضر نہ ہو۔ اس سلسلے میں وہ سابقہ اسلامی اقوام کی مثال پیش کرتے ہیں، جنھوں نے دوسری غیر مسلم اقوام سے روابط قایم کیے۔ ان کے

Marfat.com

تمدن کی بہت سی اشیاء کو اختیار کیا، لیکن اپنی توّت ایمانی اور پختگیٔ نظام کی وجہ سے وہ اُن سب پر غالب رہیں۔ یا تو انھوں نے ان غیر مسلم تہذیبوں کو پُورا پُورا عربی بنالیا، یا کسی نہ کسی قدر ان کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ اور اپنی زبان و مذہب کا ہمنوا اور تابع کر لیا۔ ان تہذیبوں سے مُفید اشیاء کو اخذ کرنے میں اُن کے لیے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی مگر اس طرح کہ اُن کے مخصوص عمرانی اور سیاسی رنگ پر یہ چیزیں اثر انداز نہ ہوں۔

رہا اسلامی معاشرے کی تعمیر کے لیے اخوان کا طریقۂ کار، تو ہم اس کو چار مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(۱) مسلمان فرد، (۲) مسلمان خاندان (۳) مسلمان قوم (۴) مسلمان حکومت

۱۔ مسلمان فرد:

اخوان کا خیال ہے کہ جس رُوحانی بیداری کے وہ داعی ہیں وہ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اُس سے پہلے افراد، خاندانوں اور جماعتوں میں ایک عام بیداری کی لہر نہ دوڑ جائے۔ اُنھوں نے طے کیا کہ وہ فرد کی تربیت کی کوشش اس انداز سے کریں گے کہ وہ اسلام کی منشاء کے مطابق ایک نمونہ کا انسان بن جائے۔ اسلام کا فرد سے مطالبہ ہے کہ وہ لطیف وجدان

Marfat.com

رکھتا ہو، جس سے وہ جمال و قبح کا احساس کر سکے۔ ایسا صحیح ادراک رکھتا ہو جو اچھائی اور بُرائی میں تمیز کر سکے، ایسے محکم ارادے کا مالک ہو جو کسی وقت بھی سُست و کمزور نہ پڑے، اور ایسا صحت مند جسم رکھتا ہو جو انسانی فرائض کو بخوبی انجام دے سکے، صالح عزائم کی تکمیل کا ایک صالح ذریعہ بن سکے، اس کے لیے انھوں نے ہر خواتی پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق پابندی سے عبادات ادا کرتا ہے جس سے اس کا وجدان ترقی کر سکے جہاں تک ہو سکے حصولِ علم میں کوشاں رہے تاکہ اس کے ادراک میں وُسعت پیدا ہو، اسلامی اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کرے تاکہ اُس کا ارادہ مضبوط ہو سکے۔ کھانے پہننے اور سونے میں اسلامی نظام و آداب کی پیروی کرے، تاکہ اس کا جسم بیماریوں کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رہے۔ اُنھوں نے اس کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ یہ اصول مردوں کے لیے بھی ہیں اور عورتوں کے لیے بھی۔

۲۔ مسلمان خاندان

فرد کی اس اصلاح کا اثر خاندان پر بھی پڑے گا، کیونکہ خاندان افراد ہی کا مجموعہ ہے۔ جب مرد اور عورت کی اصلاح ہو گئی جو خاندان کی اصل اصول ہیں تو اب بآسانی اسلام کے اصولوں کے مطابق ایک نمونے کا گھر وجود میں آسکتا ہے۔ اسلام نے اصلاح خانہ کے نہایت

Marfat.com

عمدہ اصول پیش کیے ہیں وہ کہتا ہے کہ زوجین باہم حسنِ انتخاب سے کام لیں۔ اُس نے ربطِ باہمی کے بہترین وسائل بیان کیے ہیں، واجبات و حقوق کی تعیین کی ہے، اور طرفین پر شادی کے ثمرات یعنی اولاد کی دیکھ بھال بأحسن وجوہ فرض کی ہے تاوقتیکہ وہ نشو ونما کے مراحل سے گزر کر سن رُشد کو نہ پہنچ جائیں۔ ازدواجی زندگی میں جو مشکلات پیش آتی ہیں اُن کا بہترین حل پیش کیا، اور اپنے تمام نظریات میں ایک ایسا معتدل طریقہ رکھا، جس میں کوئی افراط و تفریط نہیں۔

۳۔ مسلمان قوم

جب خاندان درست ہو گیا تو قوم بھی گویا درست ہو گئی، کیونکہ قوم انھیں خاندانوں کا ایک مجموعہ ہے۔ اسلام نے ایک پُراطمینان قومی زندگی کے اصول بہت وضاحت سے پیش کیے ہیں۔ اُس نے افرادِ اُمّت کے درمیان اخوت کے تعلق کی نشاندہی کی اور اس کو ایمان کا مترادف قرار دیا، اس تعلق کے معیار کو محبت بلکہ ایثار کی بلندی عطا کی، اور ان تعلقات کو پارہ کرنے والے، یا ان رشتوں کو کمزور کرنے والے، تمام اسباب کو ختم کیا۔ حقوق و واجبات اور تعلقات کی تعیین کی، اور لوگوں کے باہمی تعلقات کو بہت تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان کیا، نیکی کی فضیلت کے علاوہ کسی پر کسی کو

Marfat.com

کوئی فضیلت نہیں دی۔

(۴) اسلامی حکومت:

اخوان کا آخری مقصد جس کے لیے اُن کی تمام کوششیں ہیں وہ اسلامی حکومت کا قیام ہے، جو اسلام کے نظامِ حکومت کو پُورا پُورا نافذ کرسکے، جو دوسری حکومتوں کی رہنمائی کرسکے، مسلمانوں کی متفرق ٹکڑیوں کو ایک مرکز پہ جمع کرسکے، ان کی کھوئی عظمت دوبارہ حاصل کرا سکے، ان کی غصب کردہ زمین، ان کے چھینے ہوئے حقوق اور ملک ان کو واپس دلا سکے۔ پھر جہاد اور دعوت الی اللہ کا پرچم لے کر دُنیا کے سامنے آئے تاکہ دُنیا اسلام کی تعلیمات سے مستفیض ہو سکے۔

اسلامی سوسائٹی میں اقلیات اور غیر ملکیوں کے احکام:

اخوان کا خیال ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ اور غیر اسلامی اقلیات کی بقا میں کوئی ادنیٰ تعارض نہیں، اُس کو اُن کے پہلے "مرشد" حسن البنّا ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کو نظامِ زندگی کی بنیاد بنانا، اور اُس کی اقامت، اُمتِ مسلمہ میں غیر مسلم اقلیات کے وجود اور اجزائے اُمت کے باہم اتحاد کے منافی ہے، جو اس دَور ترقی کا ایک محکم ستون ہے،

Marfat.com

لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام کا پُرحکمت دستورِ مقدس (قرآنِ کریم) اقلیات کی حفاظت اور حقوق کی ایک بہت واضح اور بیّن دفعہ لے کر آیا ہے جس میں کوئی ابہام و غموض نہیں:

لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ	اللہ تم کو اس سے منع نہیں کرتا
لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ	کہ جنہوں نے تم سے جنگ نہیں کی
وَلَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ	اور تم کو تمہارے شہروں سے
اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا	نہیں نکالا، تم ان کے ساتھ
اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۝	نیک سلوک کرو، اور ان کے ساتھ عدل سے
(الممتحنۃ)	پیش آؤ، اللہ عدل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے

چنانچہ یہ صریح حکم حفاظت ہی پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ اُن کے ساتھ سلوک و احسان کی بھی تعلیم دیتا ہے۔"

اُن کے موجودہ مرشد کے الفاظ ہیں: "اسلام نے معاملات کے جو احکام پیش کیے ہیں، جن کو آج کل کی اصطلاح میں "قوانینِ احوالِ شخصیہ (Personal Statute) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عیسائی یا دیگر غیر مسلم اقوام پر ان کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بلکہ ان پر ان کے مذاہب کے احکام کا اطلاق ہو گا۔ اس لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کو ان کے دین پر چھوڑ دیں۔ سو جب تک وہ اپنی

Marfat.com

کتاب سے اپنے فیصلے کرانا چاہتے ہیں، ہمیں اُن سے کوئی مطلب نہیں، لیکن جب وہ ہمارے پاس آئیں گے، تو ہم قانونِ خداوندی کے مطابق اُن کے فیصلے کریں گے۔ جہاں تک معاملات کا تعلق ہے جیسے "بیع" "رہن" "کرایہ" تو اس میں عیسائیوں کے یہاں کوئی احکام نہیں۔ اس لیے اکثریت اس سلسلے میں اُن کے لیے جو مناسب سمجھتی ہے اُس کی پابندی ان پر واجب ہے۔ مسلمانوں پر اس حیثیت سے کہ وہ اُن کا دین ہے اور عیسائیوں پر اس حیثیت سے کہ وہ ایک قانون ہے، یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ شریعتِ اسلامی میں "معاملات" انصاف و بلندی کے درجۂ کمال پر ہیں۔ عیسائیوں کو اس کا شاکی نہ ہونا چاہیے کہ وہ "سود" کو حرام قرار دیتی ہے کہ یہ اُن کی شریعت میں بھی حرام ہے۔ اور تیرہ سو سال تک وہ اس پر عامل رہے یہاں تک کہ اس پہلو میں اسلامی قوانین اُن کے لیے قومی قوانین کی حیثیت سے آگئے۔

(ب) اسلامی وطنیت

یہ تعبیر کانوں کو شاید کچھ نئی معلوم ہو گی لیکن اخوان کے نزدیک وطنیت کی صحیح تعبیر یہی ہے، وہ اپنے تمام اعمال، مقاصد و معتقدات

Marfat.com

کو اسلام سے مربوط رکھنا چاہتے ہیں اور وطنیت ان کی نظر میں دین ہی کا ایک جزو ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "وطنیت ایمان کا ایک جزو ہے"۔ اخوان وطن کے لیے جدوجہد کرتے وقت اپنا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ جدوجہد عبادت ہی کی ایک قسم ہے جس کے ذریعے وہ خدا کی رضا حاصل کرتے ہیں۔ گذشتہ صفحات میں جیسا ہم بتا چکے ہیں کہ وہ دین کا ایک وسیع فہم رکھتے ہیں اور زندگی سے اس کو مرابط سمجھتے ہیں، وطنیت کے بارے میں ان کا طرزِ فکر بالکل اس کے مطابق ہے۔

مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ وطن پرستوں سے ایک دوسرے اہم اصول میں بالکل مختلف ہیں۔ اور شاید یہی وہ اصول ہے جس پر اُن کی وطنیت کا دارومدار ہے، وہ اصول یہ ہے کہ وطنیت کی حدود اُن کے نزدیک عقیدہ ہے، جغرافیائی یا ملکی حدود نہیں چنانچہ ہر وہ علاقہ جہاں کوئی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہنے والا ہے۔ وہ اسلامی وطن ہے جس کے حقوق ہیں، جس کا لحاظ اور جس سے محبت ضروری ہے، جس کے ساتھ اخلاص اور اُس کی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد واجب ہے۔" ان جغرافیائی طور پر منقسم ملکوں میں جتنے مسلمان ہیں وہ ہمارے عزیز و برادر ہیں۔

Marfat.com

ہم ان کی فکر کرتے ہیں، اُن کے احساسات میں شریک ہیں، لیکن وطن پرستوں کا یہ مسلک نہیں کہ ان کو صرف اس قطعۂ زمین سے تعلق ہے جس کے وہ باشندے ہیں۔"

بہرحال مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وطنیت کے بارے میں مختلف آراء و زاویہ ہائے نظر کے مقابلے میں اخوان کی جو رائے ہے اُس کو یہاں پیش کر دیا جائے:

۱۔ قومیت: اخوان مصری قومیت کی تائید کرتے ہیں اور اس کو اپنے اصولوں کے مطابق سمجھتے ہیں بلکہ اس مصریت پر وہ فخر کرتے ہیں، اور اس کے مخلص ہیں کیونکہ مصر ان کا پہلا اور خاص وطن ہے" ہم اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہم اس وطن کے مخلص ہیں، اس کے لیے سرگرمِ عمل اور اس سے محبت کرتے ہیں، اور اس کی بہبود کے لیے کوشاں ہیں۔ تاحیات یہ ہمارا شعار رہے گا، ہم سمجھتے ہیں کہ ترقی مطلوب کی زنجیر کی یہ پہلی کڑی ہے، ہمارا یہ وطن" بڑے وطن عربی" کا ایک جزء ہے ہم جس وقت مصر کے لیے کوئی جد و جہد کرتے ہیں تو گویا عربی قومیت مشرق اور اسلام کے لیے ہماری یہ جد و جہد ہوتی ہے۔

لیکن اخوان نسلی قومیت کو تسلیم نہیں کرتے جس کو مغربی سامراجیوں نے عربی قوموں میں بھڑکانا چاہا" تاکہ اُن کا رشتہ وحدت پارہ پارہ ہو جائے

Marfat.com

اور اُن کے باہمی روابط کمزور پڑ جائیں، لہٰذا اخوان المسلمون قومیت کی اس تعبیر یا اس طرح کی دوسری تعبیروں کو کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اور ان کے یہاں فرعونیت، عربیت، فنیقیت، شامیت نام کی چیزیں نہیں اور نہ وہ اُن القاب و اسماء سے سروکار رکھتے ہیں جس سے لوگ ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالتے ہیں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک پر اُن کا ایمان و عمل ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا تکبّر اور آباء پرستی تمہارے اندر سے نکال دی ہے، تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہے۔ بجز تقویٰ کے کسی عرب کو غیرِ عرب پر بربنائے نسلی کوئی فضیلت نہیں ہے"

۲۔ عرب لیگ۔ اخوان عرب لیگ کی ہمت افزائی کرتے ہیں، کیونکہ وہ بکھری ہوئی عرب اقوام کے لیے جو زیادہ تر مسلمان ہی ہیں، ایک رشتۂ اتحاد و اجتماع کی حیثیت رکھتی ہے، اور ان کا خیال ہے کہ ان کی ایک بڑی اُمید یعنی "جامعۂ اسلامیہ" (مسلم لیگ) نے وجود کی راہ میں پہلا قدم ہے۔ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عربوں کا غلبہ اسلام کا غلبہ ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ:

"جب عرب مغلوب ہوئے تو اسلام کو بھی مغلوب سمجھنا چاہیے۔"

Marfat.com

"عربی اقوام کے اتحاد و یکجہتی اور ترقی کے بغیر اسلام کی ترقی ممکن نہیں" "عربی وطن" کی ایک بالشت زمین کو بھی ہم خاص اپنی زمین اور اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ یہ جغرافیائی حدود اور سیاسی تقسیمیں ہمارے دلوں سے اسلامی عربی وحدت کے نقوش کو مٹا نہیں سکتیں"۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ زبان اور اسلام ہی عربی قومیت کی بنیادیں ہیں۔ آں حضرت صلعم کا ارشاد ہے: "اے لوگو! پروردگار ایک ہے اور باپ (آدم) ایک ہے دین ایک ہے۔ اور عربیت تمہارے باپ اور ماں سے نہیں وہ صرف زبان سے ہے۔" سو جو عربی بولتا ہے وہ عرب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی قومیت کے لیے اپنی جدوجہد کو وہ اسلامی جدوجہد سمجھتے ہیں اور تمام دنیا کی بھلائی کا کام خیال کرتے ہیں۔

۳۔ **مشرقی گروپ**:۔۔۔ اخوان مشرق اور مشرقی اقوام کے لیے بڑے گرم جذبات رکھتے ہیں کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور مشرقی۔ وہ چاہتے ہیں کہ مشرقی اقوام اپنی مشرقیت پر فخر کریں جس طرح مغرب اپنی مغربیت پر فخر کرتا ہے۔ اسی لیے وہ استعمار کے خلاف مشرقی ملکوں کی جدوجہد میں مادی و معنوی ہر طرح کی مدد کرتے رہے۔ ان کا اخبار برابر ہندوستان و انڈونیشیا میں برطانوی و فرنچ استعمار کے خلاف

Marfat.com

حلے کرتا رہا۔ انھوں نے "مطالبۂ پاکستان" کی پوری طرح تائید کی یہاں تک کہ دنیا ئے وجود میں اس کا ظہور ہوا' مادی مدد وہ طبی وفود کی صورت ہی تک کر سکے' یا پھر دواؤں کی صورت میں جیسا شام یا انڈونیشیا کے ساتھ کیا گیا۔ اسی طرح انھوں نے اُن مشرقی طلبا کی بھی مالی مدد کی جن کے والدین سامراجی حکومتوں کی ممانعت کے سبب ان کو روپیہ پیسہ نہ بھیج سکے! ایسے طلبہ نے ان کے احسان کا بہترین بدلہ یہ دیا کہ اپنے ملکوں میں واپس جانے کے بعد اخوان اور اُن کی دعوت بلکہ تمام مصر اور مصریوں کی بہترین ترجمانی کی۔

مگر مشرقی گروپ اور اُس کے اصولوں پر ان کا یہ عقیدہ ایک وقتی چیز ہے جو مغرب کے اپنی مغربیت پر فخر و اعتزاز کے مقابلے میں ظاہر ہوا ہے' اس بارے میں ان کا کہنا ہے کہ "ہماری تحریک کی دعوت میں مشرقیت کا ایک درجہ ہے' اگرچہ فی الحال اس سلسلے کے مشترک جذبات کی بنیاد ایک ہنگامی صورتِ حال ہے' جو مغرب کی پیدا کردہ ہے۔ اس کا اپنے تمدن پر فخر' اپنی تہذیب کی توصیف میں مبالغہ' ان اقوام سے جن کو وہ "مشرقی اقوام" کا نام دیتا ہے اس کی کنارہ کشی' دنیا کو شرق و مغرب دو حصوں میں تقسیم کر دینا اور اس تقسیم کا اعلان' حتیٰ کہ ان کے ایک شاعر کا یہ مشہور قول کہ "مشرق

Marfat.com

مشرق ہے، اور مغرب مغرب، یہ دونوں کبھی یک جا جمع نہیں ہو سکتے،
یہی چیزیں اس کا سبب ہوئیں کہ شرقی اقوام اپنے کو ان کے مقابل
ایک علیحدہ صف سمجھنے لگیں، جس وقت مغرب راہِ انصاف پر آجائے گا۔
اور ظلم و حق تلفی کا طریقہ چھوڑ دے گا۔ یہ ہنگامی عصبیت ختم ہو جائے گی،
اور ایک نیا نظریہ اُس کی جگہ لے لیگا۔ یعنی بہبودی و ترقی کے اعمال
میں مختلف اقوام کے باہم تعاون کا نظریہ۔

یہ تو مغرب اور اہلِ مغرب کے مقابلے میں شرق اور اہلِ مشرق کے
تعصب سے متعلق بات ہے۔ لیکن جہاں تک اسلامی سلطنتوں اور
اُن کے اتحاد کا تعلق ہے، اخوان اُس کی پوری تائید کرتے ہیں
اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں، کہ شرقی و مغربی دونوں گروہوں کے درمیان
توازن برقرار رکھنے کے لیے اسلامی گروپ ایک بہت زبردست
طاقت ہے۔

(ج) عالمی انسانیت

سابقہ سطور میں مغربی اندازِ فکر کے جواب میں مشرقی تعصب کے
بارے میں اخوان کا یہ قول کہ یہ ایک وقتی جذبہ ہے جو اس کے
اسباب کے خاتمے کے ساتھ ختم ہو جائے گا اور بین الاقوامی تعاون

Marfat.com

اُس کی جگہ لے لیگا۔ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ اخوان کے فکر کا رُخ عالمگیر انسانیت کی طرف ہے، صرف اسی موقع پر نہیں بلکہ ان کی تحریر و تقریر میں بیشتر اس عالمگیر انسانی نظریہ کا ذکر آیا ہے وہ اس میں اس حد تک غلو سے کام لیتے ہیں کہ اس کو اپنا مقصودِ مطلوب سمجھتے ہیں "عالمیت یا انسانیت ہمارا مقصد و نصب العین ہے، اور سلسلۂ اصلاح کی آخری کڑی" آئندہ دُنیا کا رُخ بہرحال اسی طرف ہو گا۔ اسلام نے دُنیا کے لیے اس کا راستہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو عقیدہ میں وحدانیت رکھی ہے اس کے بعد تمام اعمال اور نظام میں بھی وحدت کی شکل رکھی ہے۔ تمام انسانوں کا پروردگار ایک ہے، دین کا منبع ایک ہے۔ تمام انبیاءِ کرام لائقِ تعظیم و مقدس ہیں۔ تمام آسمانی کتابیں اللہ کی طرف سے ہیں، اور ان سب کی دعوت ایک ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ	مقرر کیا تمھارے لیے ایک
مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ	ایسا دین جس کی وصیت کی
الَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ	نوح کو اور جو ہم نے بذریعۂ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ	وحی تجھے پہنچایا اور جس کی وصیت
وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ	ہم نے ابراہیم و موسٰی و عیسےٰ کو

Marfat.com

اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ (شوریٰ) کہ دینِ خداوندی کو قائم کرو اور متفرق نہ ہو۔

ان کا عقیدہ ہے کہ اسلامی اصلاح کے اصول و قواعد تین ہیں :—

(۱) للہیت : جس سے مردہ دلوں میں زندگی پیدا ہو انسانی شعور میں ملکوتی بلندی پیدا ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے لوگوں کا زندہ تعلق قائم ہو۔

(۲) انسانیت :— جو انسان کو اس ارضی پستی سے بلند کر سکے۔ یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے، اپنی قدرتِ کاملہ سے اسے یہ انسانی صورت عطا کی ہے، اس میں اپنی روح پھونکی ہے، اور ملائکہ کو اس کے سامنے سربسجود کرایا ہے۔

(۳) عالمگیریت :— جو تمام انسانوں کو حق و صداقت کے میدان میں ایک دوسرے کا بھائی اور مددگار بنا دے۔

ان تین حقیقتوں کے دائرے میں رہ کر آدم کے بیٹے دنیا میں خدا کے خلیفہ اور اس کی مخلوق کے نگراں بن کر زندگی

Marfat.com

گزار سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے زمین و آسمان کی تمام اشیاء کو مسخر کر دیا ہے۔ یہ ہمہ گیر حقائق، کچھ حقوق و واجبات اور تنظیمات و تشکیلات پر مشتمل ہیں جنھیں ہم خدا پرست نفوس اور مذہب و حیراں دلوں میں جاگزیں کرنے کی کوشش کریں گے اور بگڑے ہوئے ماحول میں ان حقیقتوں کے لیے راستہ ہموار کریں گے یہی اسلام ہے اور یہی وہ تحریک دعوت جس پر اخوان المسلمین ایمان رکھتے ہیں۔

دین و سیاست

مغربی اقوام میں لفظ دین کا ایک خاص مفہوم ہے، جو اس سے زائد کچھ نہیں کہ وہ ایک عقیدہ ہے جو خدا سے بندے کے ذاتی تعلق کو استوار کرتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ عیسائیت نے رومائی شہنشاہیت کے زیر سایہ پرورش پائی ہے، جس کے پاس ایسے مشہور قوانین تھے جو آج تک جدید یوروپین قوانین کا ماخذ ہیں۔ لہذا عیسائیت نہ تو اُس وقت اس کی اتنی ضرورت مند تھی اور نہ اس پر قادر کہ قدیم رومائی سلطنت اور پیچیدہ رومائی معاشرے کے لیے قوانین وضع کر سکے اور نظام و حدود قائم کر سکے جس کی رہنمائی میں حکومت اور سوسائٹی اپنی راہِ حیات طے کر سکیں جتنی

Marfat.com

وہ رُوحانی اصلاح اور وجدانی طہارت کی ضرورت مند اور اُس پر قادر تھی۔

اسی بنا پر عیسائیت نے رُوح و وجدان کی طہارت پر پوری توجہ صرف کی اور انسانوں کے معاشرے اور اُن کی زندگی کے واقعات سے کوئی علاقہ نہ رکھا۔ عیسائیت کی نشو و نما کا یہ تو تاریخی پہلو ہے۔ ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ انھیں عیسائی احکام کا نفاذ ناممکن نظر آیا۔ ان کے لیے یہ ناممکن سا تھا کہ یونانی عہد کی خالص مادّہ پرستی سے عیسائی عہد کی خالص روحانیت میں وہ یک بیک منتقل ہو جائیں۔ اسی طرح اپنی واقعاتی زندگی میں عیسائیت کے انتہا پسندانہ رواداری کے نظریات پر عمل کرنا بھی اُن کے لیے دُشوار تھا۔ کہ "اگر تمھارے دائیں گال پر کوئی چپت مارے تو دوسرا گال بھی اس کے لیے بڑھا دو۔" اور "جو تم سے جھگڑا کر کے تمھارا قمیص اُتارے تو اُس کے لیے اپنی چادر بھی چھوڑ دو۔" ان لوگوں نے محسوس کیا کہ دین زندگی کے لیے مناسب نہیں، سو انھوں نے کہا کہ دین خدا اور بندے کے مابین تعلق کا نام ہے۔ اور کوئی حرج کی بات نہیں کہ گرجا میں وہ اس کے سائے میں رہیں، مقدس ہیکل میں اس کی ہواؤں سے مشامِ جاں کو معطر کریں اور

Marfat.com

اس کے بعد سوسائٹی میں وہ اپنی "بربری" روایات اور طور طریق کے مطابق زندگی گزاریں، اور وحشت و بربریت کے وقت تلوار اُن کے لیے فیصلہ کن طاقت ہو، جب وہ تہذیب یافتہ ہو گئے تو سیول قانون اُن کی حاکمانہ طاقت تھی، رہا دین تو وہ اپنی رُوحانی عزلت اور ضمائر و قلوب کی تنہائی میں تھا، مقدس ہیکل میں تھا، یا کرسیٔ اعتراف پر، اور اس طرح اہلِ مغرب کی زندگی میں دین و دُنیا ایک دوسرے علیحدہ اور بیگانہ رہے۔

مغربی استعمار نے جب مشرق اور اہلِ مشرق پر حملہ کیا اور اپنی گرفت مضبوط کی تو وہ اپنے ساتھ اپنے افکار و نظریات اپنی خاص آئیڈیالوجی اور زندگی کے اپنے نظام کو بھی ساتھ لایا اور پروپیگنڈے کے منظم ذرائع، رسوخ و نفوذ کے مختلف طریقوں (Means Of Communications) سے وہ اس کو رائج کرنے لگا، جس سے وہ اپنے حسبِ مرضی دماغوں کو رنگ سکا، خواہشات کا رُخ موڑ سکا، اور اپنے سیاسی، اقتصادی و ثقافتی مصالح کے مطابق ان کو چلاتا رہا۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد مشرق میں ایک ایسی نسل پیدا ہو گئی جو ان نظریات پر پورا ایمان رکھتی تھی، اور اس کو رواج دینے کے لیے کوشاں، بلکہ اگر اس باب میں کوئی

Marfat.com

اس کی مخالفت کرے، یا اس کو مطمئن کرنا چاہے تو وہ ان نظریات کی حمایت و مدافعت کے لیے پیش پیش ہوتی ہے۔

اب ہم اپنے اصل موضوع یعنی اسلام سے بحث کرتے ہوئے یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ سیاست سے اس کا کیا علاقہ ہے، اور اسلام کے بعض احکام و قوانین سے بحث کریں گے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ لوگوں کی زندگی، اُن کی سوسائٹی، عام مسائلِ زندگی، اور بالخصوص سیاسی مسائل سے ان کا کیا تعلّق ہے۔

اسلام کی کتاب اور اُس کے ابدی دستور میں آیا ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ	یاد کرو وہ وقت جب تمھارے
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ	رب نے فرشتوں سے کہا کہ
فِی الْاَرْضِ	میں زمین میں ایک خلیفہ
خَلِیْفَةً	بنانے والا ہوں۔

اللہ تعالےٰ نے آدم اور اس کی اولاد، تمام انسانوں کو زمین میں اپنا جانشین بنایا۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو زمین میں آباد کیا۔ کائنات پر ان کو تسلط کے حقوق عطا کیے، تاکہ اُس کے اوامر و نواہی کی حدود میں وہ دُنیا کی نعمتوں سے منتفع ہو سکیں۔

"دُنیا میں انسان کی خلافت" کی دو قسمیں ہیں:

Marfat.com

"خلافتِ عام" اور خلافتِ خاص"

"عام خلافت" تمام انسانوں کو زمین کے آباد کنندہ اور اُس پر قابض ہونے کے اعتبار سے حاصل ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ	اللہ ہی کی وہ ذات ہے
کُمْ مِنَ الْاَرْضِ	جس نے تم کو زمین سے پیدا
وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْهَا	کیا اور اُس میں آباد کیا۔

یہ جانشینی آدم علیہ السلام کے لیے تھی اور اُن کے بعد اُن کی تمام ذُریت کے لیے کہ وہ سب اُس کے آباد کرنے والے اور وارث ہیں۔

"خلافت خاص": خلافت حکومت کا نام ہے جس کی دو قسمیں ہیں: "حکومتوں کی خلافت" اور "افراد کی خلافت" "خلافت حکومت" اپنی ہر دو اقسام کے اعتبار سے ایک انعام ہے جس سے اللہ تعالیٰ اقوام و افراد میں سے جس کو چاہے نوازتا ہے

وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ	اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں
عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا	پر احسان کریں جن کو زمین میں
فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً	کمزور و مجبور بنا لیا گیا ہے
وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ۝	اور اُن کو پیشوا اور وارث زمین بنائیں

Marfat.com

ایک دوسری آیت ہے:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ○

اور ہم نے اُن میں سے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں یہ اُس کے لیے کہ اُنھوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر ایمان رکھتے تھے۔

کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہم نے یہاں جو آیات پیش کی ہیں اُن سے صریح طور پر لازم نہیں آتا کہ قرآن کے مطابق حکومت کرنا واجب ہے سو ہم اُس کے سامنے ایسی آیات پیش کر سکتے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہو سکے کہ کتابِ الٰہی کے مطابق حکومت ہم پر فرض ہے جس سے ہم کسی صورت میں بھی گریز نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے لیے یہ مناسب ہے کہ اُس کے عدم نفاذ کے لیے حالات کا عذر کریں کیونکہ یہ حالات خود ہمارے پیدا کردہ ہیں اور ان کو ختم کرنا ہم پر فرض ہے۔ قرآنی آیات درج ذیل ہیں جن کو پڑھا جا سکتا ہے: ــــــ

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا

اور اے پیغمبر تم پر ہم نے کتاب برحق اتاری جو اپنے سے پیش رو

بَيْنَ يَدَيْهِ
مِنَ الْكِتَابِ
وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ
أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ
مِنَ الْحَقِّ (المائدہ)
وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا
تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَ
احْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ
عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ
إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ
أَنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ
يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ
وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ
لَفَاسِقُونَ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ

کتابوں کی تصدیق کنندہ اور
اُن پر نگراں ہے سو تم اُن کے
مابین اللہ کی نازل کردہ (کتاب)
کے مطابق حکم کرو اور تمہارے
پاس جو حق آگیا ہے اس کو چھوڑ
کر اُن کی خواہشات کی پیروی
نہ کرو ـــ

اے نبی! تم ان کے مابین اللہ کے
نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کرنا۔
اور اُن کی خواہشات کی پیروی
نہ کرنا اور اُس سے ڈرنا کہ وہ
تم کو تم پر اللہ کی نازل کردہ
کتاب سے پھیر نہ دیں۔ اب اگر
یہ نہ مانیں تو جان لو کہ خدا چاہتا ہے
کہ اُن کے بعض گناہوں کے سبب
ان کی گرفت کرے اور اکثر
لوگ تو نافرمان ہیں کیا یہ

Marfat.com

يَبْغُوْنَ ۥ وَمَنْ	زمانۂ جاہلیت کے فیصلوں کے
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ	خواہشمند ہیں (حالانکہ) جو یقین
حُكْمًا لِّقَوْمٍ	رکھتے ہیں اُن کے لیے خدا سے
يُّوْقِنُوْنَ ۥ	بہتر فیصلہ دینے والا کون ہوسکتا ہے۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ	جو اللہ کی نازل کردہ (کتاب)
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ	کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ)	کافر ہیں۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ	اور جو اللہ کی نازل کردہ
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ	کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ)	وہ ظالم ہیں۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ	اور جو اللہ کی نازل کردہ
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ	کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔	وہ فاسق ہیں۔

(المائدہ)

یہ صاف صاف آیات ہیں جو کتاب خداوندی کے مطابق سلطنت کرنے کی فرضیت پر ناقابلِ انکار دلائل کی حیثیت رکھتی ہیں وہی شخص اس کے خلاف کچھ کہہ سکتا ہے جو کفر، ظلم، فسق،

Marfat.com

اور خدا اور اُس کے رسول کی مخالفت، اُس کے دین سے بے تعلقی پر کمربستہ ہو، اور ایسے شخص کے متعلق صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ توفیق و ہدایت سے محروم ہے۔

ان سطور میں ہم نے موضوع پر اس پہلو سے روشنی ڈالی ہے کہ حکومت و سیاست، واجباتِ دین میں سے ہے، اب اس دین کے، امر و نواہی سے بحث کریں گے تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ انسانوں کی زندگی سے اس کو کتنا تعلق ہے، اور کیا یہ صرف خدا او ربندے کے تعلقِ باہم کا نام ہے؟ دین کی واضح نصوص اس دوسرے خیال کی نفی کرتی ہیں، کیونکہ اسلام کے اکثر احکام کی تنفیذ افراد کے دائرہ عمل سے باہر ہے، حکومتیں ہی ان کا نفاذ کر سکتی ہیں۔ یہ بات اس حقیقت کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ حکومت اسلام کی فطرت اور اُس کا طبعی تقاضہ ہے، اور اسلام بیک وقت دین بھی ہے اور سلطنت بھی۔ اسلام نے بہت سے افعال کو جُرم قرار دیا ہے اور اُن کے ارتکاب کو ایک قابلِ سزا فعل، ان جرائم کے لیے اس نے سزائیں مقرر کی ہیں، انھیں جرائم میں سے ایک قتلِ عمد ہے، اور اُس کی سزا قصاص ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا — اے ایمان والو! مقتولین کے

Marfat.com

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ (البقرۃ) — بدلے میں تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے۔

چوری ہے، جس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے:۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (المائدۃ) — چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔

اتہام ہے، جس کی سزا کوڑے مارنا ہے:۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً (النور) — جو شادی شدہ عفیفہ عورتوں پر اتہام لگائیں اور پھر چار گواہ ثبوت میں نہ پیش کر سکیں تو اُن کے اسّی کوڑے لگاؤ۔

اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ بعض افعال کو ناجائز قرار دینا، اور اُن کو جرائم گردانا، پھر اُن پر سزائیں مقرر کرنا یہ سب حکومت و سلطنت سے متعلق امور ہیں، اگر اسلام مذہب و حکومت دونوں کا مجموعہ نہ ہوتا، تو وہ کبھی یہ انداز نہ اختیار کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ حسن البنا اسلامی انجمنوں کے قوانین کی

Marfat.com

اُس دفعہ کے سخت مخالف رہے جو سرِ فہرست ہوتی ہے یعنی یہ کہ:
"یہ انجمن سیاسی مسائل سے کوئی تعلق نہ رکھے گی۔" اور کہتے تھے کہ:
"اسلام عقیدہ بھی ہے، عبادت بھی، وطن بھی ہے قومیت بھی، سیاست بھی ہے، قوت بھی، ثقافت بھی ہے قانون بھی، اسلام کے حکم کے مطابق مسلمان سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے مسائل پر توجہ دے، جو مسلمانوں کے مسائل کی فکر نہ کرے وہ ان میں سے نہیں۔ اور میں صراحت کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ کامل مسلمان وہی ہو سکتا ہے جو ایک باخبر سیاسی ہو اور اُمتِ مسلمہ کے مسائل پر گہری نظر رکھتا ہو، اس کے لیے فکرمند ہو اور اس کا دردمند، ہر اسلامی انجمن پر واجب ہے کہ اُس کے پروگرام میں سرِفہرست موضوع اُمت کے سیاسی مسائل پر توجہ کرنا ہو، بصورت دیگر یہ انجمن خود اسلام کو سمجھنے کی محتاج ہوگی(۱)

اسلام کے بیک وقت دین و سیاست ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ حکام کے انتخاب کا اور عام مناصب کے پُر کرنے میں اس کا طریقہ بہت حقیقت پسندانہ ہے، اس کے نزدیک انتخاب کی بنیاد صرف قابلیت احساسِ ذمے داری اور مہماتِ منصب کو انجام دینے کی

(۱) ہماری دعوت ایک نئے مرحلے میں از حسن البنا مرحوم ص ۱۳

Marfat.com

صلاحیت ہے، اس کے علاوہ وہ کسی اور چیز کو اہمیت نہیں دیتا
اس ذیل میں اسلام نے جو احکام دیے ہیں وہ کسی طرح بھی ان
سے کم نہیں جن کو کوئی بھی دنیاوی نظام دنیا اور اس کے معاملات کی
اصلاح کے لیے پیش کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسلام میں کسی بھی منصب کے
لیے وہی شخص اختیار کیا جا سکتا ہے جو زائد موزوں ہو، جب دو
شخص ہوں: ایک زیادہ امانت دار اور دوسرا زائد طاقتور،
تو ایسے موقع پر اس شخص کو مقدم رکھا جائے گا جو منصب متعلق کے
لیے زیادہ مفید ہو۔ چنانچہ جنگ کی کمانڈ کے لیے طاقتور اور بہادر شخص
اگرچہ اس میں کوئی خرابی ہی ہو کمزور، و کم ہمت آدمی پر ترجیح دی جائے گی۔
اگرچہ وہ بڑا امانت دار ہو۔ امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا گیا،
ایک جنگ میں دو قائد ہوں، ایک طاقتور، مگر بدکردار ہو، اور دوسرا
نیک مگر کمزور۔ کس کے ساتھ مل کر جنگ کی جائے؟ آپ نے جواب
دیا کہ بدکردار طاقتور کی طاقت مسلمانوں کے لیے فائدہ مند ہے
اور اس کی بدکرداری اس کی اپنی ذات کے لیے نقصان رساں
اور نیک و کمزور کی نیکی اپنے لیے ہے، اور اس کی کمزوری مسلمانوں
کے لیے مضر۔ اس لیے بدکردار طاقتور کے ساتھ مل کر جنگ کی جائے گی۔
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعے

Marfat.com

اس دین کی مدد کرتا ہے۔"

یہی وجہ تھی کہ جب سے حضرت خالدؓ بن ولید اسلام لائے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کو لڑائیوں کے موقع پر سپہ سالاری کا منصب عطا فرماتے تھے۔ اگرچہ بعض اوقات وہ ایسی باتیں کر جاتے تھے جن کو آں حضرتؐ ناپسند فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک بار آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ: "اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا میں اُن سے بری الذمہ ہوں۔" واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حضور صلعم نے انھیں قبیلہ جزیہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے قبیلہ کے افراد کو قتل کر دیا۔ ایک شبہ پر اُن کے اموال لے لیے، جو کسی طرح جائز نہیں تھا۔ بعض صحابہ نے جو اُن کے ساتھ تھے ان کے اس فعل پر اظہار مذمت بھی کیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دیت ادا کی اُن کے اموال واپس کیے۔ لیکن اس کے باوجود جنگوں کی قیادت کے لیے آپ اُنھیں کو ترجیح دیتے رہے۔ کیونکہ اس معاملے میں وہ دوسروں سے زائد اہل تھے، اور جو کچھ اُنھوں نے کیا وہ بہرحال ایک تاویل کی بنا پر کیا۔

ابوذر غفاریؓ سچائی اور امانت میں اُن سے آگے بڑھے ہوئے تھے، مگر اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ نے اُن سے فرمایا:

Marfat.com

يَا اَبَاذَرٍّ اِنِّيْ	اے ابوذر! مَیں تمھیں کمزور
اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَّ	دیکھتا ہوں اور تمھارے لیے
اِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا	مَیں وہ پسند کرتا ہوں جو اپنے
اُحِبُّ لِنَفْسِيْ لَا	لیے، تم نہ تو دو آدمیوں پر بھی
تَاَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ	امیر بنائے جاؤ گے اور نہ کسی
وَلَا تَوَلِّيَنَّ مَالَ	یتیم کے مال کے سرپرست۔
يَتِيْمٍ ۔ (رواہ مسلم)	(روایت مسلم)

آں حضرتؐ نے ابوذرؓ کو امارت و منصب سے اس لیے منع کیا کہ آپ کی نظر میں وہ کمزور تھے۔ اگرچہ روایت ہے کہ:

"زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ راست گفتار کوئی نہیں۔" (۱)

شاید اب وہ لوگ مطمئن ہو جائیں گے، جن کی تنگ نظر اور اسلام کے بارے میں اُن کے محدود فہم نے اُنھیں یہ خیال باگزیں کرادیا ہے کہ حکومت، وزارت اور عام مناصب پر اسلام کے سایۂ حکومت میں ڈھیلی ڈھالی قباؤں والے، لانبی لانبی تسبیحوں والے اور بھاری بھرکم پگڑیوں والے، لانبی چوڑی داڑھیوں والے

---

(۱) راعی و رعیّت کی اصلاح کا شرعی منہج:- امام ابن تیمیہؒ۔ صفحہ ۱۴ و ۱۵

Marfat.com

لوگ ہی قابض ہوں گے۔

اب مناسب ہے کہ اس موجودہ زمانے میں سلطنت کی تشکیل کے عوامل سے بھی ہم بحث کریں تاکہ دیکھ سکیں کہ اسلام کہاں تک اور کس درجے میں ان ارکان کا حامل ہے۔

ایک سیاسی یونٹ یا ریاست (State) چند عوامل پر مبنی ہوتی ہے: —

(۱) ارادۂ عامّہ (General Will)

(۲) قانون، جو ریاست کو منظم کرے اور بعض اصطلاحی تعریفوں میں دستور (Constitution)

(۳) قوّتِ نافذہ یا بعض اصطلاحات میں حکومت، یا اقتدار۔ (Government Authority)

(۴) نظامِ رائج کے ساتھ وفاداری (Loyalty)

اب ہم ان چاروں عوامل کو اسلام کی روشنی میں تفصیل سے دیکھیں گے۔

(۱) ارادۂ عامّہ: —

اسلام نے اس پہلو پر خاص توجہ دی ہے، وہ ایسے تمام ذرائع بہم پہنچاتا ہے، جن کے ذریعے اُمّت اجتماعی ارادہ، اور

Marfat.com

ایک رائے سے اپنے تمام امور انجام دے، اس نے مختلف طریقوں سے تمام معاملات میں اُمّت کی وحدت و یکجہتی کی کوشش کی ہے۔

اُستاذ البنا کہتے ہیں: "جہاں تک وحدتِ اُمّت کا تعلق ہے اسلامِ حنیف اس کو فرض گردانتا اور اسلامی معاشرے کا ایک بُنیادی جزء قرار دیتا ہے۔ جس میں کسی حال میں تساہل برداشت نہیں کیا جا سکتا، وہ اتحاد کو ایمان کا لازمہ قرار دیتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔ مسلمان بھائی ہیں

(الحجرات)

اسی طرح اختلاف و افتراق کو وہ کفر کا ہم معنی قرار دیتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ۝ (آل عمران)

مومنو! اگر تم اہلِ کتاب میں سے کسی ایک گروہ کا کہا مانو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد (دوبارہ) کافر بنا دیں گے۔

یعنی تمہاری وحدت کے بعد تم میں افتراق پیدا کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا تَرْجِعُوْا مِنْ بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ۔

میرے بعد تم پھر کافر نہ ہو جانا کہ باہم دست بگریبان ہو جاؤ۔

Marfat.com

سو آپ نے اختلاف و افتراق کی تعبیر کفر کے لفظ سے کی اور اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ اسلام نے اختلاف کے ایسے تمام دروازوں کو بند کرنے کی کوشش کی ہے جو اجتماعی ارادے کے وجود میں رکاوٹ پیدا کریں اور اس نوع کے تمام اختلافات کو معصیت اور دین سے خروج کی ایک قسم بتایا ہے، علاوہ اس کے کہ وہ دُنیاوی بگاڑ کا ایک بڑا سبب ہیں۔

مصری سلطنت کو اس آخری انقلابی تحریک سے پہلے کبھی ترقی و کمال کی اس بنیادی شرط یعنی اجتماعی ارادے سے بہرہ مند ہونے کا موقعہ نہیں ملا، اور یہ سب ان تنظیمات کے طفیل جو اپنے کو مصری پارٹیوں کا نام دیتی تھیں اور جن کی ساری فکر یہ رہی کہ حق و باطل کسی طریقے سے بھی "پارٹی کے نفع" کے لیے رائے عام کو پراگندہ کرتے ہیں، وطن کا مفاد بعد کی چیز ہے، اور شاید یہی وجہ تھی کہ سب سے پہلے اخوان ہی نے ان پارٹیوں کو ناجائز قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ اُستاذ البنّا اپنی کتاب "ہماری مشکلات اسلام کی روشنی میں" رقمطراز ہیں کہ: "ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ گروہ اور جماعتیں جو اپنے کو سیاسی پارٹیوں کا نام دیتی ہیں، اس سادہ دل، مجاہد، صبر آزما، شریف عوام پر کیا چیز لادنا چاہتی ہے؟ معاملہ بہت اہم ہے۔ بہت سے مصنفین نے چاہا کہ ان نازک

Marfat.com

حالات کے مقابلے کے لیے جن سے ملک گزر رہا ہے، وقتی اتحاد پیدا کرنے میں ہی کامیاب ہو جائیں مگر وہ مایوس و ناکام رہے۔ اور اب معاملہ اس طرح کے "نیم حل" کو برداشت نہیں کر سکتا۔ آج کے بعد سے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یہ تمام پارٹیاں توڑ دی جائیں اور اُمت کی تمام قوتیں ایک ایسی پارٹی میں ضم کر دی جائیں جو اس کی کامل آزادی کے لیے جدوجہد کرے۔"

(۲) بنیادی قانون یا دستور

دستور اُن تمام قوانین کا ماخذ ہوتا ہے، جس کی ایک ریاست کو ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام اپنے قانونی ماخذ میں بہت ممتاز ہے وہ اپنی مجموعی حیثیت میں زندگی کے لیے تمام قسم کے ضروری قوانین کا ایک مکمل ترین منبع ہے۔ اسلامی دستور سازی کے ماخذ چار ہیں:

(۱) کتاب (۲) سُنّت (۳) اجماع (۴) قیاس۔

ا۔ **کتاب:** یعنی قرآنِ کریم اپنے تمام اوامر و نواہی کے ساتھ چاہے وہ صاف و واضح اسلوب سے سمجھے جائیں، خواہ اشارے سے خواہ دلالت سے خواہ اقتضاء سے۔

ب۔ **سُنّت:** ہر وہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

ثابت ہے، جو کسی مبہم حکم کو واضح کرے، یا کسی مجمل مسئلے کی تفصیل بیان کرے، یا اُن تفصیلات کی رہنمائی کرے جس سے قرآن نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ یہ احادیث رُوح قرآن سے متفق ہوں اور ایک تجزیہ اور بصیرِ عقل کے لیے قابلِ قبول، تاکہ اس طرح موضوع اور غلط احادیث علیٰحدہ ہو سکیں۔

ج۔ اجماع :۔۔۔۔ یہ اہلِ حل وعقد اور معتمد علیہ مسلمان مجتہدین کی اکثریت کا دُنیا یا دین کے کسی معاملے میں اتفاق رائے کا نام ہے جس کے بعد وہ رائے شرعی قانون کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کی اطاعت اور اس پر عمل شرعاً فرض ہو جاتا ہے۔

د۔ قیاس :۔۔۔۔ کسی جزوی مسئلے کو اصل پر پرکھنے کا نام ہے، اور اس سے اُن مسائل میں کام لیا جاتا ہے جن کے بارے میں کوئی نص (حکم قطعی) وارد نہیں۔ ایسے موقع پر ضروری ہے کہ انسان کتاب و سُنّت کی رہنمائی میں اپنی عقل کو استعمال کرے، اور جو مسائل بھی پیش آئیں اُن کو دستور سازی کے مقصد اور اوامر و نواہی کی علت کی روشنی میں قیاس کرے۔ (۱)

سو اسلام اس پہلو سے اپنے دستور اور قانونی مصادر میں کسی کا

(۱) "یہ ہے اسلام" از عبدالقادر عماری صفحہ ۹۹

Marfat.com

محتاج نہیں۔ اس دستور پر موجودہ زمانے میں بہترین قسم کی ریاست تشکیل پا سکتی ہے۔

(۳) قوتِ نافذہ یا حکومت :۔

اس طرف بھی اسلام نے پوری توجہ دی ہے، اور اس کو دین کے اہم ترین واجبات میں سے قرار دیا ہے۔ امام ابنِ تیمیہ کہتے ہیں:
"یہ جاننا ضروری ہے کہ حکومت دین کے اہم ترین واجبات میں سے ہے، بلکہ دین اس کے بغیر قایم ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسانوں کا مفاد اسی صورت میں ممکن ہے، جبکہ وہ باہم دگر حاجت روائی کے اصول پر مجتمع ہوں اور ایسے مجموعے پر کوئی ان کا سربراہ ہو۔ حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ "جب تین آدمی سفر پہ روانہ ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر (سربراہ) جماعت بنا لیں۔ سو آں حضرت صلعم نے ایک چھوٹے سے ہنگامی سفری اجتماع میں امیر کا مقرر کرنا ضروری قرار دیا ہے جس کا مقصد اجتماع کی دیگر تمام صورتوں میں اس طرف متنبہ کرنا ہے۔ اور اس لیے بھی یہ (حکومت) ضروری ہے کہ اللہ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو واجب قرار دیا ہے، اور یہ قوت و اقتدار کے بغیر پوری طرح ممکن نہیں۔ اسی طرح بعض دوسرے

Marfat.com

احکام جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیے ہیں مثلاً جہاد، عدل، ادائیگی حج[۵] نمازِ جمعہ و عیدین، نصرتِ مظلوم، اقامتِ حدود، یہ سب بھی طاقتِ سلطنت کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لیے روایت کی گئی ہے کہ:

اَلسُّلْطَانُ ظِلُّ اللّٰہِ فِي الْاَرْضِ ۔ — کہ سلطان زمین پر خدا کا سایہ ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ ظالم امام (حاکم) کے تحت ساٹھ سال اُس ایک رات سے بہتر ہیں جس میں مسلمانوں کا کوئی حاکم نہیں ہو۔

میں اس موقع پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ سلطان کے ظل اللہ فی الارض ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام ملوک و سلاطین کے لیے اس مطلق ذراست و سیادت کو تسلیم کرتا ہے، جس کو عصورِ وسطیٰ میں "حق الٰہی" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ بلکہ اس کے برعکس اسلام "سلطانی جمہور" کا نظریہ رکھتا ہے۔ سلطان کے ظل اللہ فی الارض ہونے کا مطلب اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ زمین و آسمان، دین و زندگی اور حکومت و عقیدے میں باہم ربط و تعلق پیدا کیا جائے۔ تمام اعمال میں اخلاص کو ایک نوع کی عبادت سمجھا جائے، جن میں سرِ فہرست حکومت ہے اور اس اخلاص فی العمل کے ذریعے تقربِ خداوندی حاصل کیا جائے۔ اسلام میں حکومت یا خلافت بیعت کا نام ہے۔

---

۵ جس طرح نماز کے لیے اقامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس کے لیے امام ضروری ہوتا ہے بعینہ یہی صورت حج کی ہے۔ اس فریضے کی ادائیگی مسلمانوں کے امیر یا اس کے نائب کی

Marfat.com

اور یہ بڑی حد تک موجودہ نظامِ انتخاب کے مطابق ہے، فرماں روا اللہ اور رعایا کے سامنے مسئول ہے، وہ ان کا کارپرداز ہے اور خادم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ـ	تم میں سے ہر ایک راعی ہے، اور اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ جس وقت بارِ خلافت سنبھالتے ہیں تو فرماتے ہیں: "اے لوگو! میں اپنے اہل و عیال کے لیے پیشہ کرتا تھا اور ان کی روزی کماتا تھا۔ اب میرا پیشہ (یعنی خلافت) تمہارے لیے ہے۔ تم میرے لیے اپنے بیت المال میں سے کچھ مقرر کر دو۔"

آپ نے اس طریقۂ تعبیر سے "معاہدۂ عمرانی" (Social Contract) کی بہترین تشریح و توضیح فرمائی ہے، بلکہ اس کی بنیاد رکھی ہے۔ سو بیعت کی حقیقت اُمّت اور حاکم کے مابین مفادِ عام کی حمایت و حفاظت پر ایک باہمی معاہدہ سے زیادہ کوئی چیز نہیں، اگر حاکم نے حُسنِ عمل کا ثبوت دیا تو وہ مستحقِ اجر و ثواب ہے، ورنہ موردِ عتاب و سزا۔

حکومت اور اصحابِ حکومت کے بارے میں اسلام کی صحیح

Marfat.com

پوزیشن تو یہ ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ حکومت کس طرح چلے اور کیا طریقہ اختیار کرے۔ سو اس بارے میں بھی اسلام اپنے مستقل اصول رکھتا ہے جن کو ہم آئندہ پیش کریں گے جب "اسلام اور نظامِ حکومت" کے موضوع پر بحث کریں گے۔

(۴) نظامِ رائج کے ساتھ وفاداری

یہ قیامِ ریاست کے ارکان میں سے ایک اہم رُکن ہے جس سے اسلام غافل نہیں رہا ہے، اس نے جس طرح حکام پر عدل وانصاف کو فرض قرار دیا ہے، اسی طرح محکومین پر اطاعت فرض کی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے ایمان والو! اطاعت
أَطِيعُوا اللَّهَ	کرو اللہ کی اور اطاعت کرو
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	اُس کے رسول اور اپنے
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ	حکام کی۔

اس آیت میں اللہ، رسول، اور حکام کی اطاعت کو ایک جگہ جمع کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ اطاعت کی نوعیت اور حدود کو بیان کر دیا جائے۔ چنانچہ حکام کی اطاعت اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اسلام میں حاکم کی اطاعت اُس کی شخصی حیثیت

Marfat.com

سے نہیں بلکہ صرف اس بنا پر ہے کہ وہ اللہ اور رسول کی شریعت کو نافذ کرتا ہے، اس شریعت کی تنفیذ کے ذریعے ہی اسے اطاعت کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ اس سے منحرف ہو جائے تو اس کی اطاعت لوگوں پر فرض نہیں رہتی، اور اس کے احکام کا نفاذ ضروری نہیں رہتا۔ صاحبِ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ	خالق کی معصیت کرتے ہوئے کسی مخلوق کی اطاعت فرض نہیں

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو کوئی چاہے حاکم کے تصرفات میں تشکک پیدا کر کے نظام کی خلاف ورزی کرنے لگے، بلکہ یہ مطلب ہے کہ سب لوگ مقاصدِ دین اور مقاصدِ "ریاست یا بالفاظِ دیگر مقاصدِ اسلام کے محافظ ہوں اور یہی وہ اجتماعی بیداری ہے جس کو آج کل "قومی شعور" یا "سیاسی پختگی" سے تعبیر کرتے ہیں۔ سو نظامِ اُجّ کی اطاعت ہر مسلمان پر بحکمِ دین واجب ہے، حدیثِ نبوی ہے:

اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَلَوْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ ۔	حکم مانو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام کو امیر بنا دیا جائے۔

لیکن جس چیز کو ہم بتاکید بیان کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ

Marfat.com

اسلام میں حاکم کو تقدس یا اور کوئی خدائی صفت حاصل نہیں، چنانچہ جن حکمرانوں سے احکام اسلامی میں کوئی غلطی ہوئی ہے اُن کی رعیت میں ایسے لوگ پائے گئے ہیں جو اللہ اور رسول کے نام اور خدمتِ اسلام کے جذبہ سے کھڑے ہوتے ہیں اور اُنھوں نے حکام کی غلطیوں پر اُن کی گرفت کی ہے، اُن کو تختِ حکومت سے اُتار کر دوسرا دیندار حاکم بٹھایا ہے۔ جو اُن کی رائے میں زیادہ حق پرست تھا۔ اسلام میں ہر شخص دینی آدمی ہے۔ دین کسی خاص گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ یہ اصول تنقیدِ حکام میں اور ممد و معاون ہوا۔

اس بنیاد پر اسلامی ریاست میں نظامِ رائج کے ساتھ وفاداری کسی ظاہری شکل پر موقوف نہیں، وہ عقیدے اور دینی وجدان کے ساتھ مربوط ہے۔ حتیٰ کہ خود حاکم اگر اس نظام کی خلاف ورزی کرے یا کرنا چاہے تو وہ ایک منٹ کے لیے اپنے منصب پر باقی نہیں رہ سکتا۔ لیکن جب نظام کے ساتھ اُس کی وفاداری اُس پر پختگی، اور اس کی بہبودی کے لیے کوشش ثابت ہو جائے تو پھر اُس کی اطاعت فرض ہے۔ "اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔"

اس منزل کے بعد نظامِ قایم کے ساتھ وفاداری کا کوئی درجہ باقی نہیں رہ جاتا، اور شاید اب تک کوئی ایسی ریاست نہیں پائی گئی جس میں

Marfat.com

اُس کے نظام کے ساتھ وفاداری اور اُس کا احترام اس درجہ میں ہو جو اسلامی ریاست میں رکھا گیا ہے۔ یا جیسے خلفاءِ راشدین اور اُن کے صحیح متبعین کے زمانے میں رہا۔

اس بیان کے بعد واضح ہوگیا کہ ایک سیاسی یونٹ یا ریاست (State) کی تشکیل کے عوامل جو ماہرینِ علومِ سیاست نے بیان کیے ہیں، وہ نہ اسلام میں نہ صرف پورے پورے پائے جاتے ہیں بلکہ وہ سب اسلام کی شرائط میں سے ہیں اور اسلامی جماعت کے مفاد کے لیے وہ اُس کو واجب قرار دیتا ہے۔

شاید اب یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ اسلام میں دین و سیاست میں کوئی تعارض و اختلاف نہیں، اور وہ لوگ جو بغیر کسی دلیل کے محض مغرب کی اندھی تقلید یا غیر اسلامی افکار کی رَٹ لگاتے ہوئے اس قسم کا بہتان تراشتے ہیں، وہ اپنی جگہ پر قطعی غلط ہے۔ "حکومت اور اُس کے تمام ضوابط و قوانین کا اسلامی شریعت کے مطابق ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو کسی طرح عقیدہ سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ عقیدے کا ایک جزو ہے۔ جس کے بغیر اُس کی تکمیل نہیں ہوتی۔ عقیدے کا وجود ہی حکومت کے وجود پر منحصر ہے۔"

Marfat.com

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ	جو لوگ فیصلہ نہ کریں اللہ کی
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ	نازل کردہ (کتاب) کے مطابق
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ہ (المائدہ)	تو وہ کافر ہیں۔

سو جو سلطنت وحیٔ خداوندی کے مطابق حکومت نہیں کرتی، وہ اس آیت کے مطابق جس میں کسی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں قطعی کافر ہے۔ اور مجبوری کی حالت ہی میں مسلمان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کافر حکومت کی اطاعت کرے یعنی جب وہ اس حکومت کو بدلنے سے بالکل عاجز ہو۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مسلمان فرد کا اسلامی حکومت قائم کرنے کا عزم عقیدۂ اسلامی کی ہی تکمیل کا ارادہ ہے۔ عقیدۂ خالص کے سوا وہ کوئی چیز نہیں، اس باب میں اسلامی عقیدہ عیسائی یا ہندو عقیدے سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔ (۱)

مَیں چاہتا تھا کہ اس موضوع کے عنوان کو بجائے "دین و سیاست" کے "اسلام و سیاست" کر دیتا۔ کیونکہ لفظِ دین کا، جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا، ذہنوں میں ایک خاص مفہوم قایم ہو گیا ہے کہ وہ صرف بندے اور خدا میں ذاتی تعلق کا نام ہے، اور اسلام میں ایسا ہے نہیں۔ عبادتی پہلو اسلام کا ایک مختصر پہلو ہے۔ اس لیے

(۱) "خاصی امن اور اسلام" از سید قطب صفحہ ۱۸۱

Marfat.com

اخوان کا یہ محکم عقیدہ ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب نہیں، بلکہ وہ زندگی کا ایک مکمل نظام ہے، روحانیت کے ساتھ سیاست عمرانیات و اقتصادیات کے تمام مسائل و معاملات اس میں شامل ہیں۔

اب رہا یہ کہ کس طرح یہ دین حکومت کرے، اور کیسے یہ شریعت سلطنت اور اس کے تنظیمی امور پر کنٹرول کرے۔ سو اس کو ہم آئندہ موضوع "اسلام بحیثیت ایک سماجی نظام کے" میں بیان کریں گے۔

اسلام بحیثیت ایک سماجی نظام کے

اس میں کوئی شک نہیں ہے، اور ہر منصف انسان اس بات میں ہمارا موئد ہوگا کہ تمام آسمانی ادیان اپنی ذاتی حیثیت سے تہذیب انسانی اور معیارِ انسانیت کو بلند کرنے کے انتہائی ترقی پسندانہ قدم تھے لیکن لوگ یہودیت کی مادہ پرستی جس کے ساتھ روحانیت کی بقا مشکل ہے۔ اور عیسائیت کی رہبانیت (جس کے ساتھ معاشرہ کا وجود برقرار نہیں رہتا) کے درمیان کشاکش میں مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ اسلام نے آکر دونوں گوشوں اور دونوں عقیدوں میں ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کیا، اور ان دونوں کے مجموعے سے دنیا و آخرت کی فلاح اور مادہ و روح کی زندگی کا ایک کامل ترین نظام پیش کیا، اور

Marfat.com

اس میں کوئی تعجب بھی نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اسلام تمام آسمانی مذاہب کا تتمہ اور انسانیت پر انعامِ خداوندی کی تکمیل ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ	آج مکمل کر دیا ہم نے تمہارے
لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ	لیے تمہارا دین اور پوری
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ	کر دی اپنی نعمت، اور ہم نے
لَکُمُ الْاِسْلَامَ	تمہارے لیے اسلام کو بطور
دِیْنًا۔ (المائدۃ)	دستورِ حیات پسند کیا۔

یہی وہ امتیاز تھا جس کی وجہ سے اسلام آخرت اور رُوحانیت کا چراغِ ہدایت ہونے کے ساتھ ساتھ انسانوں کی مادّی اور ارضی زندگی کا دستورِ حیات بھی بن کر آیا۔ اُس نے ان کی زندگی کا کوئی مسئلہ اور گوشہ ایسا نہ چھوڑا جس کے بارے میں ایک قانون و نظام نہ مہیّا کیا ہو۔

پہلے مسلمانوں نے اس حقیقت کو سمجھا تھا، سو اُن کے نزدیک اسلام ایک مذہبی عقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کا دستور بھی تھا۔ پھر جس قدر عہدِ نبوّت سے بُعد ہوتا گیا، اُسی قدر دین کے ساتھ اُن کی گرمجوشی سرد پڑتی گئی۔ نبوّت و خلافتِ راشدہ کا عہد اسلامی نظام کی عملی تطبیق کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ مسلمان حکام پر

Marfat.com

خواہشات اور ذاتی اغراض مسلط ہوتی گئیں، دوسری طرف محکومین میں غفلت عام ہوتی گئی، اور پھر لوگوں کو ایک دم سے نظر آیا کہ اُن کے حکام کی خواہشات ہی شریعتِ نافذہ اور اُن کے فرماں رواؤں کی رغبات ہی واجب الطاعت قانون ہے۔ اس غلط صورتِ حال پر کتنی ہی نسلیں تربیت پاتی رہیں، حتّٰی کہ مسلمان ایک ایسی حالت پر پہنچ گئے جس کا اسلام سے دُور کا واسطہ بھی نہ تھا، اور نظامِ اسلامی کے سقوط کے ساتھ اسلامی سلطنتیں بھی ایک ایک کر کے گرتی چلی گئیں، اسلام کے پُرانے دشمن سامنے آ گئے! اور انھوں نے اسلام اور اسلامی سلطنتوں کو مٹانے کا اس کو بہتر موقعہ سمجھا، چنانچہ "تاتار" اور "مغل" کے عباسی سلطنت پر اور "صلیبیوں" کے عثمانی سلطنت پر پے در پے حملے ہوئے اسلامی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی اور عظیم فتوحات کی علم بردار سلطنت چھوٹی بڑی سلطنتوں کے حملوں اور فوج کشی کا نشانہ بن کر رہ گئی جس نے چاہا اُس پر دست درازی کی، یہاں تک کہ یورپ کی ترقی کا دَور آیا، بھاپ، مشین، بجلی نے مغرب کو ایک نئی مادّی قوت بہم پہنچائی اور اب اُس نے جدید علمی و عملی وسائل کی مدد سے مشرق پر منظم حملہ شروع کر دیا۔ اور بالآخر اُس پر مسلط ہو گیا۔

مغربی استعمار کو صلیبی جنگوں میں جو تجارب ہوئے تھے اُس کے بعد

Marfat.com

اُس کو یقین ہو گیا تھا کہ مشرق پر پوری طرح قبضے کے لیے صرف فوجی قوت کافی نہیں، چنانچہ اُس نے دوسرے وسائل سے بھی کام لینا شروع کیا۔ جن میں سرِ فہرست ثقافتی اور خاص طور پر تعلیمی وسائل تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت سوچی سمجھی ترکیب تھی اور تمام اہلِ مغرب کا اس پر اتفاق تھا۔ یہاں تک کہ نپولین بھی اس سے غافل نہیں رہا، مصر پر حملے کے وقت وہ فوجی مشن کے ساتھ تعلیمی مشن بھی لایا۔ اسی طرح انگریزوں نے 'ڈنلوپ' کو مصر میں مشیرِ تعلیم مقرر کیا، جس نے "علم و تعلیم" میں جس پالیسی پر عمل کیا، اُس کے آثارِ بد کے آج تک ہم شکار ہیں۔ ان وسائل نے لوگوں کے عقل و فکر پر کافی اثر ڈالا، حتیٰ کہ مشرق میں مسلمانوں کی ایک ایسی نسل تیار ہو گئی جو مغربی تہذیب تمدن سے شدتِ تاثر کے باعث اسلام سے کوسوں دور تھی۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بتا آئے ہیں ان لوگوں کی نظر میں دین فقط خدا اور بندے کے درمیان تعلق کا نام ٹھہرا، لوگوں کی زندگی اور سوسائٹی سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اور نہ وہ زندگی کا سماجی نظام ہو سکتا ہے، جمہوریت، نازیت، کمیونزم، فاشزم نظاموں میں سے کوئی ایک قایم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ عملی طور پر مختلف ریاستوں میں قایم ہیں، اور یہ سلطنتیں سالوں یا صدیوں سے اس نظام پر

Marfat.com

چل رہی ہیں ۔

لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام ایک سماجی نظام کی حیثیت سے کئی سو سال مشرق و مغرب کے مختلف ممالک میں قایم رہا ہے، وہ ایک مکمل سماجی نظام ہے، صرف پوجا پاٹ کا دین نہیں، وہ فطرتِ انسانی کو اپنا مخاطب بناتا، اور انسان کی روحانی قوتوں کو بیدار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ راسخ عقائد، شریفانہ اخلاق بلند افکار، اور مفید عمل کا جذبہ پیدا کرتا ہے، فرد کی قوتوں، خاندان کی زندگی، اُمت کے طبقات، و سلطنت کے فرائض کی تنظیم کرنا اور عام انسانی تعلقات اور برادری کے محرکات کو نشو و نما دیتا ہے ۔

سماجی نظام کا مزاج

سماجی نظاموں کا ایک عام اور مقررہ اصول یہ ہے کہ ایسا نظام مندرجۂ ذیل تین ارکان پر مشتمل ہونا چاہیے، تاکہ وہ ایک مکمل معاشرتی نظام کہلانے کا مستحق ہو سکے ۔

(۱)۔ تمام حالات میں انسانوں کے باہمی تعلقات کی تنظیم کرتا ہو،
(۲)۔ حاکمین اور محکومین کے علاقات کی تنظیم کرتا ہو،
(۳)۔ ریاست یا معاشرہ کی دوسری ریاستوں یا بیرونی معاشرے کے ساتھ

Marfat.com

تعلقات کی تنظیم کرتا ہو۔

اب ہم تفصیل کے ساتھ انھیں ارکان میں سے ہر رُکن کو بیان کریں گے تاکہ اسلام میں ہم ان کا مقام تلاش کرسکیں۔

(۱) انسانوں کے باہمی تعلقات کی تنظیم۔

اسلام نے لوگوں کی آزادی اور اُن کے حقوق کی ضمانت دی ہے، اور اُن کے باہمی تعلقات کو ایک وسیع عنوان کے تحت منظم کیا ہے، جس کو فقہ اسلامی میں "باب المعاملات" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اُس نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات کی تنظیم کی ہے، مخالفت کرنے والوں کے لیے سزائیں مقرر کی ہیں، اور مفادِ عام کے تحفظ کی کوشش کی ہے، اور اہل وطن کے مابین "باہمی سماجی کفالت" ضروری قرار دیا ہے۔ ذیل میں اس کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اوّلاً عام آزادی کی گارنٹی:

(۱) **شخصی آزادی:** ——— شریعتِ اسلامی نے بنی نوعِ انسان کی شخصی آزادی کی گارنٹی دی ہے، اور اُس میں جبر تو سیع سے کام لیا ہے، اس کا تصوّر بھی نئے دستور بنانے والے نہ کرسکے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا: "تم نے کب سے لوگوں کی غلامی کو جائز

Marfat.com

کہا ہے، اُن کی ماؤں نے تو اُن کو آزاد جنم دیا تھا۔"

۲۔ آزادیٔ فکر:۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ۔ (سورہ قصص)

اے نبی لوگوں سے کہو کہ زمین میں گشت کرو، اور بنظرِ غور دیکھو کہ کس طرح اُس نے کائنات کو پیدا کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "(اللہ کی ذات میں غور نہ کرو کہ بھٹک جاؤ گے، اللہ کی مخلوق میں غور فکر کرو۔") کے سوا اور کوئی چیز اس مطلق آزادی کی حد بندی کرنے والی نہیں، اور آنحضرتؐ کے فرمان کا منشا لوگوں کو الحاد سے محفوظ رکھنا ہے۔

۳۔ آزادیٔ تقریر:۔ موجودہ قوانین آزادیٔ گفتار، آزادیٔ تقریر، آزادیٔ تحریر، آزادیٔ تنقید کے ناموں سے جس کی تعبیر کرتی ہے یہ اُن سب کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ حق کا اظہار کریں، انصاف و حُسنِ معاملہ کا حکم دیں، منکرات و فواحش سے لوگوں کو منع کریں، مباحثے میں نرمی و دلائل کو ملحوظ رکھیں اور حکمت و موعظتِ حسنہ سے اپنے عقائد کی دعوت دیں، ظلم کے آگے گردن نہ جھکائیں، بدمعاملگی اور

Marfat.com

حق تلفی پر خاموش نہ رہیں۔ اور ان سب حالات میں نہ تو دروغ گوئی ہمارا وطیرہ ہو، نہ بہتان تراشی سے کام لیں اور نہ خدا کی نافرمانی کے مرتکب ہوں حضرت ابوبکر رضؓ نے زمامِ خلافت سنبھالنے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا اُس میں فرمایا کہ: "جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔" اور خلیفۂ دوم حضرت عمر رضؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی میرے اندر کوئی کجروی دیکھے تو اُسے درست کرنے کی کوشش کرے۔" اس پر عوام الناس میں سے ایک شخص نے کہا: "خدا کی قسم اگر ہم نے تمہارے اندر کوئی کجروی دیکھی تو تلوار کی دھار سے اُسے سیدھا کر دیں گے۔" حضرت عمر رضؓ نے اس جواب پر خدا کا شکر ادا کیا کہ اُس نے اُمتِ مسلمہ میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں جو اُن کی کجروی کو تلوار سے دُرست کر سکتے ہیں۔ اور آپ ہی نے ایک بار تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو اُبھارا کہ نکاح کے وقت مہر کی مقدار میں کمی کریں۔ جس پر کنارۂ مسجد سے ایک بڑھیا نے کہا "اے عمرؓ یہ درست نہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو زرِ کثیر عطا کرتا ہے اور تم صرف چند اشرفیاں دینا چاہتے ہو۔" آپ نے اُس کی اس قطعِ کلامی سے کوئی اثر نہیں لیا اور نہ اُس کی بات پر خفا ہوئے۔ بلکہ فرمایا: "عورت حق پر ہے اور عمرؓ سے غلطی ہوئی۔" آپ ہی کا واقعہ ہے

Marfat.com

کہ ایک بار مدینہ طیبہ میں آپ جا رہے تھے، ایک بوڑھی عورت نے آپ کو روکا اور کچھ ہدایات دینے لگی، اپنی نظر میں جس کو حق سمجھتی تھی اس پر انہیں متنبہ کیا، اور رعایا کے ساتھ عدل گستری وصیت کی۔ اس ساری بات پر نہ تو حضرت عمرؓ اس سے دل گرفتہ ہوئے اور نہ اُس کی تنقید سے اُن کو ناراضگی ہوئی۔

۴۔ **آزادئ عمل** :۔ اور اس میں وہ سارے امور انتہائی وُسعت کے ساتھ شامل ہیں جو انسانوں کے وضع کردہ قوانین میں ہیں۔ یعنی :۔

(ا) **آزادئ اجتماع**۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی اجازت کے بغیر اُن کی مجلس کی باتیں سُننے سے منع فرمایا ہے اسی طرح دو آدمیوں کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر بیٹھنے سے بھی روکا ہے۔

(ب) **آزادی مکان**۔ اسلام میں اس کا خاص طور پر تحفظ کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے :۔

لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَأْنِسُوْا (المومنون)	دوسروں کے گھروں میں اُن سے اجازت لیے بغیر داخل نہ ہو۔
وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا۔ (سورۃ المومنون)	اگر تم کو کہا جائے کہ (اس وقت) واپس ہو جاؤ تو واپس ہو جانا چاہیے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑکیوں سے پڑوسیوں کو جھانکنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے :—

مَنْ نَظَرَ إِلٰی كُوَّةِ جَارَةٍ فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ ۔	جو اپنے پڑوسی کے روشن دان سے جھانکتا ہے وہ جہنم کو جھانکتا ہے۔

مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِ النَّاسِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَاتِهِ فَفَضَحَهُ فِي عُقْرِ دَارِهِ ۔	جس نے لوگوں کے پوشیدہ امور کی ٹوہ کی، اللہ تعالیٰ اُس کے پوشیدہ امور کی ٹوہ فرماتا اور پھر اُس کو عین اُس کے گھر میں رسوا کر دیتا ہے۔

(ج) آزادیٔ لباس :— لباس کے لیے اسلام نے انتہائی حدیں مقرر کر دی ہیں تاکہ فتنے کا اندیشہ نہ رہے۔ مرد سترِ عورت کی حفاظت کرتے ہوئے جو چاہے پہن سکتا ہے۔ اسلام مرد کے لیے لباس میں عیش پسندی، جیسے ریشم پہننا، سونے کی انگوٹھی استعمال کرنا پسند نہیں کرتا۔ عورت کے لیے یہ دونوں چیزیں ناجائز نہیں وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس کا لباس بہر حال ستر پوش ہو۔

Marfat.com

شفاف نہ ہو، اور نہ جسم کی ساخت کو نمایاں کرنے والا اس کے بعد جو لباس چاہے پہن سکتی ہے۔ اگر لباس اتنا باریک ہو جس سے جسم جھلکتا ہو، یا اتنا تنگ ہو کہ عورت کے جسم کی ساخت نمایاں ہوتی ہو تو وہ ستر پوش نہیں کہا جا سکتا۔ اور حرام ہے۔

(د) **آزادی سفر** ۔ ہجرت و سیاست دونوں باتوں کا اسلام حکم دیتا ہے:۔

اِمْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِھَا۔	اس کے کاندھوں پر چلو اور
وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ۔ (تبارک)	اللہ کا رزق کھاؤ۔
قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ۔	اے نبی! کہو کہ زمین میں
(الانعام)	گشت کرو۔
قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ	انھوں نے کہا ہم زمین میں
فِی الْاَرْضِ، قَالُوْٓا	کمزور ولاچار تھے، انھوں نے
اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ	(فرشتوں) نے جواباً کہا کہ اللہ
وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا	کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم
فِیْھَا۔ (النسا)	کہیں ہجرت کرتے۔

(ہ) **آزادی عقیدہ** ۔ اسلام نے ہم کو حکم دیا ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو ہم اُن کے حال پر چھوڑ دیں،

Marfat.com

اور "جزیہ" کے معاوضے میں ان کو گارنٹی دیں کہ اپنی عبادات اور مذہبی شعائر کو آزادی کے ساتھ قائم رکھیں۔ یہ ممکن ہے کہ اُن کی جگہ اُن ٹیکسوں کو دی جاسکے جن کو دوسرے مذاہب کے پیرو اہلِ وطن ریاست کے خزانے کو ادا کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ سماجی اور اقتصادی معاملات میں بھی اُن کی آزادی تسلیم کریں اور اُن پر ان ہی "تعزیرات" کا نفاذ کریں جو "حقوق العباد" سے متعلق ہیں، جن کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہے، اس کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۔ (العنکبوت)	اہلِ کتاب سے انتہائی بہتر طریقے پر مباحثہ کرو۔
فَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سبا)	سو ہم، یا تم ہدایت پر ہیں، یا کھلی گمراہی پر

بلکہ یہاں تک اُس نے آزادیٔ عقیدہ کا احترام کیا ہے کہ مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ آتش پرستوں سے اہلِ کتاب کا برتاؤ کریں۔ ایک حدیث میں حضرت علی رضؓ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ہے کہ آپ نے فرمایا :

سَنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ أَهْلِ الْكِتَابِ ۔ — ان کے ساتھ اہلِ کتاب کا سا طرزِ عمل کرو ۔

دوم :۔ معاملات باہمی کی تنظیم ۔

یعنی وہ احکام جو لوگوں کے باہمی تعلّقات کی تنظیم کرتے ہیں اور اُن کے مابین روابط قایم کرتے ہیں۔ جن کی بنیاد عدل و انصاف، محبت و تعاون، مفادِ عام، ظلم و زیادتی اور شر سے اجتناب پر ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں :۔

(ا) **مالی معاملات** :۔ یعنی خرید و فروخت، کرایہ داری، رہن، شرکت وغیرہ ان سب امور میں قوانین شریعت عصرِ حاضر کے جدید ترین قوانین کا مقابلہ کرتے ہیں۔ بجز اس کے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے وہ قیامت تک حرام ہے ۔

(ب) **شخصی معاملات** :۔ یعنی شادی، طلاق، عدت، میراث وغیرہ کے معاملات۔ ان کو اسلام نے اس طرح منظّم کیا ہے کہ بہت سے جدید وضعی قوانین (Positive Laws) اس کے معیار کو نہیں پہنچے ۔

Marfat.com

اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کی پوزیشن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :—

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْکِتَابِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۝ (العنکبوت)

اہل کتاب کے ساتھ بہتر طریقے ہی سے بحث ومباحثہ کرو۔

سو اسلام کی کتاب قرآن، اور اس کے ابدی دستور نے مباحثہ کے طریقے کی تصریح کرتے ہوئے تعین کردی کہ وہ "بہترین طریقے" پر ہو۔ یہ یاد رہے کہ مناظرہ میں حالت یہ ہوتی ہے کہ گرمیٔ کلام اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہے۔ اسلام نے اس بات کا اس درجہ اہتمام کیا ہے کہ مسلمانوں کو نہی کے صیغے میں حکم دیا ہے اور پھر استثنار کا لفظ ذکر کیا ہے، جس سے مقصود تاکید حکم ہے۔ یہ ہے وہ اصول جس پر اسلام نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین طریقہ تفاہم کی تنظیم و تعیین کی ہے۔

اور جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں اسلام کے "شخصی اصول" سے متعلق قوانین کا اطلاق نہ تو عیسائیوں پر ہوگا اور نہ دیگر غیر مسلموں پر۔ بلکہ ان پر اُن کے مذاہب کا اطلاق ہوگا ہم تو حکم

Marfat.com

دیا گیا ہے کہ ان کو ان کے دین پر چھوڑ دیں، اور جس وقت تک وہ اپنی کتاب (مذہبی قانون) کے مطابق فیصلوں پر متفق ہیں ہمیں اُن سے کوئی تعرض نہیں، لیکن جب وہ خود اس غرض کے لیے ہمارے پاس آئیں گے تو ہم قرآن کے مطابق اُن کے فیصلے کریں گے۔

مالی معاملات، یعنی بیع، کرایہ داری، رہن وغیرہ کا جہاں تک تعلق ہے، عیسائیوں کے یہاں اُس کے صریح احکام نہیں ہیں اس لیے اکثریت مفادِ عامہ کے تحت جو کچھ مناسب سمجھے اُن پر اُس کی پابندی واجب ہے۔ مسلمان اُسے بحیثیت دین اختیار کریں گے اور عیسائی بحیثیت قانون، اور شاید مسلمانوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اس کو بحیثیت دین اختیار کریں، کیونکہ یہ نظریہ ان کو اس کی تنفیذ میں لغزش سے بچائے گا اور خدا کی آنکھ اُن کی نگراں ہوگی نہ کہ حاکم کا خوف جس سے بہت سے حالات میں فرار ممکن ہے۔

پھر یہ بھی ہے کہ اسلامی شریعت میں معاملات انتہائی بلند اور مبنی بر عدل ہیں۔ عیسائیوں کو اس کا حق نہیں کہ وہ اس بات کا شکوہ کریں کہ اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے، وہ خود اُن کے مذہب میں حرام ہے۔ تیرہ سو سال تک عیسائی اس حکم پر قائم رہے

Marfat.com

حتیٰ کہ اسلامی قوانین قومی قوانین کی حیثیت سے ان کے لیے واجب العمل ہو گئے۔

علاوہ ازیں فقہا کا اہلِ کتاب کو ذمّی، یا "اہلِ ذمّہ" کے نام سے یاد کرنا یا اُن کے لیے ایک مکمل گارنٹی کا اعلان ہے اس لفظ سے جو ہر مردانگی کو اُبھارنا مقصود ہے جس کے بعد ان حمایتِ قوم کے ساتھ بدعہدی یا دھوکے کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اسلام کے عام قانون میں یہ سب سے بڑا جرم ہے، بلکہ اس کے برعکس محض یہ احساس کہ وہ "اہلِ ذمّہ" ہیں مسلمانوں کو پوری شدت کے ساتھ اُن کی حفاظت پر آمادہ کرتا ہے، یہاں تک کہ ادنیٰ ظلم و زیادتی کا بھی انہیں احساس نہ ہو اور اس طرح اعتماد باہم پیدا ہو، تعلقات درست ہوں، اور سب امن و محبت کے زیرِ سایہ زندگی بسر کریں۔

سوم۔ تعزیرات

لوگوں کی زندگی، آبرو، مال، کے تحفظ کے لیے اسلام نے سزائیں مقرر کی ہیں جن کا مقصد ارتکابِ جرائم سے لوگوں کو باز رکھنا اور زجر و توبیخ ہے، جیسے قتل، چوری، لوٹ مار،

Marfat.com

بغاوت، زنا، اتہام، کی سزائیں، یا بالفاظِ دیگر قصاص و حدود"
حق بات یہ ہے کہ اسلام کا نظام تعزیرات پر قایم نہیں بلکہ حقیقتاً صفائیٔ باطن، طہارتِ قلب، معاشرہ کی اصلاح اور انسدادِ جرائم کی جد و جہد پر قایم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میں نے کوئی بھلائی ایسی نہ چھوڑی جس کا تمھیں حکم نہ دے دیا ہو، اور نہ کوئی ایسی برائی چھوڑی جس سے تمھیں روک نہ دیا ہو"

اسلام نے جو دینی تربیت واجب کی ہے وہ اس بات کی ضامن ہے کہ جو اُس کے اصول پر تربیت پائے گا وہ خیر پسند ہوگا۔ اور لوگوں کی امداد اُن کے ساتھ محبت و نیکی اُس کا وطیرہ ہوگا، یہ تربیت اُس کے اندر رواداری کی روح پیدا کرتی اور گناہ کے میلان سے روکتی ہے۔ مسلمان جتنا بھی اپنے عقیدے میں پختہ ہوگا۔ دوسرے لوگوں سے کم سے کم تعصب کرے گا، اُن کے عقائد، جان و مال اور آبرو کا پاس کرے گا۔ تعزیزات کی ضرورت بالکل آخر میں پڑتی ہے۔ وہ ان مخصوص لوگوں کے لیے رکھی گئی ہیں جن کو موعظت حسنہ ارتکابِ جرائم سے باز رکھنے میں کامیاب نہیں ہوتی۔ ان سزاؤں پر سب سے بڑا جو اعتراض ہے وہ چور کا ہاتھ کاٹنا

Marfat.com

اور شادی شدہ زانی کا سنگسار کرنا ہے۔ اسلام نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ چور کا ہاتھ اُسی وقت کاٹا جا سکتا ہے جب اُس نے تعلیم، مکان، لباس، طعام، علاج کے حقوق اور قرض ادا ہو تو ادائیگی قرض کے اپنے تمام حقوق پورے حاصل کر لیے ہوں اس لیے اسلامی تاریخ میں صرف چھ آدمیوں سے زائد کے ہاتھ کاٹنا ثابت نہیں، سزا ایسی دہشت ناک ہے کہ اُس میں ظلم و زیادتی ممکن نہیں۔ جہاں تک زنا کی حد (سزا) کا تعلق ہے، یہ بات ہمارے لیے کافی ہے کہ ایک واقعہ بھی ایسا نہیں کہ وہ پورے گواہوں یعنی چار اشخاص کی گواہی پر لگائی گئی ہو[1] جن کے لیے ضروری ہے کہ اُنھوں نے بچشمِ خود ارتکابِ فعل کو دیکھا ہو۔

یہ سزائیں ضرور دہشت انگیز ہیں، مگر صرف اس غرض سے کہ لوگوں کو جرم کے غیر معمولی ہونے کا احساس ہو۔ اور اس حیثیت سے بہت منصفانہ بھی ہیں کہ وہ ایک مکمل اسلامی معاشرہ ہی میں نافذ کی جا سکتی ہیں جس میں صحیح تربیت، مادی و معنوی اجتماعی امن و استقرار کے اسباب مہیا ہوں ۔

اُن چند حدود (سزاؤں) کے علاوہ جو قرآن سے ثابت ہیں

---

[1] معاینہ ہے کہ ایسی سزا مجرمین کے اپنے اقبال پر ہی دی گئی، چشم دید شہادت کی بنا پر نہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اور حدیث نے ان کی وضاحت کی ہے۔ اسلام میں سزا کا ایک وسیع باب "تعزیرات" کے نام سے ہے۔ جس میں فقہا نے بڑی تحقیقات کی ہے۔ یہ دیدہ ریزی اور کاوش اپنی افادیت اور باریکی میں اس درجۂ کمال پر ہے کہ ایک قانون کا طالب علم حیرت کرتا ہے کہ مسلمان اس سے ناواقف اور محرومِ استفادہ ہیں اس میں فقہا کی آراء کی حیثیت بالکل اُن آراء کی سی ہے جن پر موجودہ قوانین میں عمل کیا جاتا ہے۔

چہارم۔ مصالحِ عام پر توجہ اور اُن کا تحفظ:۔

ان مصالح کو ہم تین بنیادی اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

۱۔ قومی مصالح،

۲۔ سماجی مصالح،

۳۔ اقتصادی مصالح۔

۱۔ قومی مصالح کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) اپنی قومیت پر جذبۂ فخر کا بیدار کرنا، (ب) فوجی قوت کا اہتمام کرنا۔

(۱) قومیت پر جذبۂ افتخار و اعتزاز۔

Marfat.com

راہِ ترقی پر گامزن قومیں اس کی ضرورت مند ہوتی ہیں کہ وہ ایک لائق و معزز قوم کی حیثیت سے اپنی قومیت پر فخر کریں، جس کی خاص تاریخ اور امتیازات ہوتے ہیں، تاکہ نئی نسلوں کے دل و دماغ میں یہ تصویر منقوش ہو جائے اور پھر اس عظمت و عزت کی حفاظت پر وہ اپنی جان کی بازی لگا سکیں، اور وطن کی بہبودی و مفاد اور عزت کے لیے بڑے بڑے کارنامے انجام دے سکیں۔ جس طرح اسلام میں ہمیں یہ روشن و بلند حقائق نظر آتے ہیں کسی اور نظام میں ہرگز نہیں پائے جا سکتے۔ جو اُمّت یہ جانتی ہے کہ اس کی عزت و عظمت کی تقدیس اللہ تعالیٰ نے اپنے ازلی علم میں فرمائی اور اپنی ابدی کتاب (قرآن) میں اس کو محفوظ کر دیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آلِ عمران)	تم وہ بہترین اُمّت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (المنافقون)	اللہ کے لیے غلبہ ہے اور اُس کے رسول اور مومنین کے لیے۔

ایسی اُمّت اپنی ربانی عزت پر ساری دُنیا قربان کر سکتی ہے لیکن یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ اسلام میں قومیت نسلی عصبیت کی قسم کی کوئی چیز نہیں اور نہ جھوٹے فخر پر اس کی بنیاد ہے جس کا

Marfat.com

بہت سی حکومتیں پرچار کرتی ہیں کہ وہ سب سے برتر ہیں، بلکہ وہ ایک مثالی قومیت ہے، جو دُنیا کو خیر کی دعوت دیتی ہے۔

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (اٰلِ عمران) — تم بھلائی کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(ب) فوجی قوّت کا اہتمام

اسلام اس پہلو سے بھی غافل نہیں رہا ہے، بلکہ نظامِ قایم کی حفاظت کے لیے اُس نے اُس کو ایک فریضہ قرار دیا ہے اور اس میں اور نماز و روزے میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ دُنیا میں کوئی نظام ایسا نہیں جس نے عسکری پہلو پر ایسی توجہ دی ہو جیسی اسلام نے دی ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔ (الانفال) — اور مہیّا کرو اُن کے لیے جو طاقت اور چھاونیاں بھی تمہارے امکان میں ہیں جس سے اللہ کے اور اپنے دُشمن کو ڈرا سکو۔

حدیثِ نبوی ہے: —

Marfat.com

عَلِّمُوْا اَوْلَادَكُمْ اَلسِّبَاحَةَ وَالرِّمَايَةَ وَ اُمُرُوْهُمْ يَثْبُوْا عَلَى الْخَيْلِ وَثْبًا (حدیث)

اپنی اولاد کو تیراکی و تیراندازی سکھاؤ اور ان کو مہارت کے ساتھ گھوڑوں پر اُچک کر بیٹھنے کا حکم دو۔

قرآن کریم کی آیات، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کی فتوحات میں ایسے ایسے جنگی طریقے ملتے ہیں جو جدید ترین فوجی نظاموں کے ہم پلہ ہیں اور آج کل جن کی تعلیم فوجی کالجوں میں دی جاتی ہے، یہاں اُس کی تشریح کا موقعہ نہیں۔

مگر اسلام جس نے قوّت کی اس قدر اہمیت بیان کی ہے بہرحال امن کو ترجیح دیتا ہے۔ چنانچہ قوّت کی آیات کے فوراً بعد ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔ (الانفال)

اور اگر یہ لوگ مائل بہ صلح ہوں تو (اے نبی!) تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔

(۲) سماجی مصالح :—

یعنی تعلیم، صحتِ عامّہ (Public Health)

Marfat.com

تعمیر کردار، فقر، جہالت، بیماری اور ذلت کا استیصال۔ اسلام نے ان سارے مسائل سے بحث کی اور ان سے متعلق مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔

(۱) اسلام اور علم :-

اسلام علم کو اپنے فرائض میں سے ایک فریضہ قرار دیتا ہے، قرآنِ کریم میں پہلی جو آیت نازل ہوئی ہے وہ اسی سے متعلق ہے:-

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ	(اے نبی!) پڑھو اپنے رب
الَّذِي خَلَقَ ج خَلَقَ	کے نام سے، جس نے پیدا کیا۔
الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ج	انسان کو نطفے سے پیدا کیا، پڑھو
اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي	اور تمہارا رب کریم وہ جس نے
عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ	سکھایا قلم سے، اور انسان کو
مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق)	وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کی فتح کے بعد دشمن قیدیوں کا فدیہ یہ قرار دیا کہ ان میں سے ہر ایک دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے۔ اس طریقے سے آپ چاہتے تھے کہ اُمّت سے جہالت کو ختم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے عالم و جاہل کو برابری نہیں دی۔

Marfat.com

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر)

کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم سے بے بہرہ ہیں برابر ہو سکتے ہیں، اہلِ عقل ہی نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔

دین اور دُنیا کے علم میں فرق نہیں کیا، بلکہ دونوں کا حکم فرمایا، اور کائنات کے تمام علوم کو ایک آیت میں جمع فرما کر اس کی ترغیب دی، اور اُس کو راہِ خشیت اور طریقِ معرفتِ خداوندی قرار دیا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (الفاطر)

کیا تمھیں نظر نہیں آتا کہ اللہ نے آسمان سے مینہ برسایا۔

اس ٹکڑے میں علمِ ہیئت وافلاک و آسمان و زمین میں باہم ربط کی طرف اشارہ ہے۔

پھر فرمایا :—

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا (الفاطر)

پھر ہم نے اس سے طرح طرح کے پھل پیدا کیے۔

اس ٹکڑے میں "علمِ نباتات" اُس کے عجائبات اور اُس کی ترکیب و امتزاج کی طرف اشارہ ہے۔ پھر فرمایا :—

Marfat.com

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ۔ (الفاطر)

اور پہاڑوں میں سفید اور سُرخ اور کالے سیاہ مختلف رنگوں کے (کوہستانی سلسلے) بنائے ۔

اس ٹکڑے میں "علم طبقات الارض" اور زمین کے تغیرات و انقلابات کی طرف اشارہ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ (الفاطر)

اور انسان، چوپائے اور جانور (پیدا کیے) اسی طرح اُن کی بھی مختلف اقسام ہیں۔

اس ٹکڑے میں علم الحیوانات کی طرف اشارہ ہے، جس میں اس کی ساری اقسام، یعنی انسان، حشرات الارض اور بہائم سب شامل ہیں۔ پھر اس سب کے بعد اشارہ فرماتا ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ۔ (الفاطر)

اللہ تعالےٰ سے اُس کے بندوں میں سے صرف اہلِ علم ہی ڈرتے ہیں۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو مطالعۂ کائنات کا حکم فرماتا اور اُس کی ترغیب دیتا ہے، اور جو

Marfat.com

اس کائنات کے دقائق و رموز سے واقف ہیں اُن کو وہ اہلِ معرفت؟ خشیت قرار دیتا ہے۔ اس سے آپ کو اندازہ ہونا چاہیے کہ اسلام جہل کا کیسا دُشمن ہے۔

(ب) اسلام اور صحتِ عامّہ

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ترغیب دلائی ہے کہ اپنی جسمانی قُوّت کی طرف توجہ کریں جس طرح وہ رُوحانی قُوّت کا خیال رکھتے ہیں۔ ارشادِ نبوی ہے:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ۔ — طاقتور مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر ہے۔

دوسرے موقع پر ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ لِبَدَنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ۝ — تمہارے بدن کا تم پر حق ہے۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کے لیے بہت سے قواعدِ صحت بیان فرمائے ہیں اور خاص طور پر حفظانِ صحت کے بارے میں جو علمِ طب کا پہلا ضروری جزو ہے۔ آں حضرت صلعم کا یہ ارشاد کہ "ہم ایسے لوگ ہیں کہ حالتِ بھوک ہی میں کھاتے ہیں اور جب کھاتے ہیں تو بہت سیر ہو کر نہیں کھاتے"۔

Marfat.com

یا آپ کا پانی میں احتیاط برتنا، اسی ضمن کی چیزیں ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعْذِبُ الْمَاءُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیریں پانی طلب فرماتے تھے۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب یا خانے سے آپ منع فرماتے تھے۔ وبا زدہ شہر اور اس کے باشندوں کے قرنطینہ[1] کا حکم۔ یعنی نہ تو وہ خود وہاں سے باہر جائیں اور نہ دوسرے لوگ وہاں آئیں، چھوت سے آپ کی تنبیہ، کوڑھی سے بچنے کا حکم، مختلف جسمانی ورزشوں کی طرف آپ کی توجہ، جیسے تیر اندازی، تیراکی، شہسواری، دوڑ، اور اس پر اُبرت کو اُبھارنا، یہاں تک کہ حدیث میں وارد ہے:

مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ نَسِيَهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اُسے بھول گیا تو وہ مجھ سے نہیں۔

اور آپ کا قرب خداوندی حاصل کرنے کے لیے رُہبانیت، قطع علائق، تعذیب جسم اور اس کو لاغر بنانے سے منع فرمانا، ان سب

---

[1] جو شخص، یا شہر، یا جہاز وبائی مرض کا شکار ہو اس سے معینہ مدت علاج تک لوگوں کے آنے جانے کی ممانعت اور اس علاج کو قرنطینہ کرنا کہا جاتا ہے (مترجم)

Marfat.com

امور میں راہِ اعتدال کی طرف امت کی رہنمائی کرنا، یہ سب اس پر شاہد ہیں کہ اسلام قوم کی صحتِ عامّہ کو بہت توجہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے بہت سختی سے حفظانِ صحت کے اصول پر عمل کراتا اور اس سلسلے کی تمام مفید اشیاء کو خوش آمدید کہتا ہے۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے اسلام نے بیماری کا مقابلہ کیا ہے۔

(ج) اسلام اور اخلاق :-

اسلام نے اخلاق کی طرف بہت زائد توجہ کی ہے اور نفس کی راستگی و پاکیزگی کو وہ خیر و فلاح کی بنیاد قرار دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا۔ (الشمس) — وہی کامیاب ہوا جس نے اس (نفس) کو پاک وصاف کیا۔

امتوں کے انقلابِ حال کو ان کے تغیرِ اخلاق اور صلاحِ نفس پر منحصر بتایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد) — بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کی حالت نہیں بدلتا ہے جب تک کہ وہ اپنے نفوس کی حالت نہیں بدل لیں۔

Marfat.com

وفائے عہد کی ترغیب دیتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ. (الاحزاب)

مسلمانوں میں سے ایسے کچھ لوگ بھی ہیں جنھوں نے سچ کر دکھایا جو معاہدہ اللہ سے کیا تھا، سو ان میں سے ایسے ہیں جنھوں نے وفات پائی اور ایسے ہیں جو منتظر شہادت ہیں اور انھوں نے (اپنے عہد میں) کوئی تبدیلی نہیں کی تاکہ اللہ تعالیٰ ان میں سے اہل صدق کو اُن کے صدق کی جزا عطا فرمائے۔

اسی طرح وہ اتفاق، صبر، قربانی، اور برداشت مشقت کی ترغیب دیتا ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا

یہ اس لیے کہ انھیں خدا کی راہ میں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے پیاس، یا تکان، یا بھوک، یا کوئی ایسا قدم اٹھاتے ہیں

Marfat.com

يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

جس سے کافروں کو برہمی ہو، یا دشمن کو کوئی صدمہ پہنچا ہیں، تو اس پر ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا، اور وہ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت، یا کوئی وادی طے کرتے ہیں، تو یہ سب کچھ ان کے لیے (اعمالِ صالحہ) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ خدا ان کے اعمال کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ (التوبہ)

اسلام کی طرح ضمیر کو بیدار کرنے والا، شعور کو زندہ رکھنے والا، اور انسان پر خود اپنے دل کا پہرہ بٹھانے والا (جو سب سے بہتر پہرہ ہے) اور کوئی محرک نہیں۔

اور یہ ہے وہ طریقہ جس سے اسلام نے رذالت کا مقابلہ کیا ہے۔

(س) سماجی کفالت باہمی اور استیصالِ افلاس۔

Marfat.com

اسلام نے افلاس کا پہلے نظریاتی مقابلہ کیا ہے۔ چنانچہ اُس کو کفر کا مترادف قرار دیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ حدیث میں ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ۔ — اے اللہ میں تجھ سے کفر اور فقر سے پناہ مانگتا ہوں۔

پاکیزہ مال کو پسندیدہ قرار دیا ہے:—

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ — نیک آدمی کے لیے پاکیزہ مال کیا خوب ہے۔

مرکزِ زہد قلب کو قرار دیا، نہ کہ متاعِ دُنیا۔ لوگوں میں سب سے بڑا زاہد وہ ہے جو اپنے ذاتی اختیار و امکان سے زیادہ اللہ کی عطا پر بھروسہ کرتا ہو۔ اسلام نے افلاس کا ایجابی طور پر بھی مقابلہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ عمل و کسب کا حکم دیتا ہے:

فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ — (تبارک) اس زمین کے کاندھے پر چلو اور اُس اللہ کا رزق کھاؤ —

اکتسابِ معیشت کو باعثِ تقربِ خداوندی قرار دیا، اس کو ثواب، مغفرت اور محبت کا ذریعہ بتایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ — اللہ تعالیٰ پیشہ ور مومن کو پسند فرماتا ہے

Marfat.com

محتاج کے دل سے احساسِ ذلت کو دور کرنے کی کوشش کی، اور اُس کو سمجھایا کہ افلاس اس کا نام نہیں کہ آدمی کے پاس دُنیا کا سامانِ زیب و زینت اور متاعِ تسکین و راحت نہ ہو بلکہ اس کا نام ہے کہ انسان کا دل مفلس فقیر ہو اور وہ اخلاق میں محتاج ہو۔

آنحضرتؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ لٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ	غنا کثرتِ سامان کا نام نہیں بلکہ غنا نام ہے دل کی بے احتیاجی کا۔

"سماجی یا باہمی کفالت" کا جہاں تک تعلق ہے اسلام نے اس اصول کو اس کی تمام اشکال و صور میں تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فرد اور اُس کے قریبی اہلِ خاندان میں باہمی کفالت کا طریقہ رکھا ہے:۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ (الاسراء)	اور والدین کے ساتھ سلوک کا عہد لیا۔
وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ۔ (لقمان)	اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (سلوک کی) وصیت کی۔
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ۔ (الاحزاب)	اور قرابت داروں میں بعض بعض سے اولیٰ ہیں۔

خاندان کے اندر اس کفالتِ باہمی کی اہمیت یہ ہے کہ وہ اُس میں توازن برقرار رکھتا ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ خاندان ہی

Marfat.com

سوسائٹی کی عمارت کی پہلی اینٹ ہے۔

فرد و جماعت اور جماعت و فرد کے مابین بھی یہ اصول ملحوظ رکھا گیا ہے، وہ ان میں سے ہر ایک پر کچھ فرائض عائد کرتا اور اُن کے کچھ حقوق مقرر کرتا ہے۔ ہر فرد پہلے اس کا مکلف ہے کہ اپنے ذاتی عمل کو بہتر سے بہتر طریقے پر انجام دے۔ کیونکہ اس ذاتی عمل کا ثمرہ جماعت کی ملک ہے۔ اگرچہ آخر کار وہ اُسی کو پہنچتا ہے۔

حدیثِ نبویؐ ہے:—

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ	اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے
اِذَا عَمِلَ اَحَدَکُمْ	کہ تم میں کوئی شخص جب کوئی کام
عَمَلًا اَنْ یَّتْقِنَہٗ —	کرے تو اُسے بہتر طریقے پر کرے۔

ہرفرد اس کا بھی مکلف ہے کہ وہ جماعت کے مفاد کی اس طرح پاسداری کرے کہ جیسے وہ اس کا محافظ (پہرہ دار) ہے اور اس پر متعین ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔

اَنْتَ عَلٰی ثَغْرَۃٍ	تو اسلام کی سرحدوں میں سے
مِنْ ثُغَرِ الْاِسْلَامِ	ایک سرحد پر ہے، سو تیری
فَلَا یُؤْتَیَنَّ مِنْ قِبَلِکَ —	طرف سے حملہ نہ ہونا چاہیے۔

کوئی فرد مصالحِ عامہ کی پاسداری سے بری نہیں۔

Marfat.com

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ۔ (حدیث)

تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور اپنی رعیت کا مسئول ہے ۔

تمام افرادِ جماعت کے مفاد کے لیے تعاونِ باہمی واجب ہے نیکی اور بھلائی کی حدود محفوظ رکھنے کی شرط کے ساتھ ۔ قرآن کریم میں ہے :

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ (المائدہ)

اور نیکی وخیر کے کاموں پر تعاون کرو اور معصیت وجور پر تعاون نہ کرو ۔

اُمت کمزوروں کی حفاظت ان کے مفادات کی رعایت وضمانت کی مسئول ہے ، لہٰذا اس پر واجب ہے کہ ضرورت کے وقت ان کی حفاظت کے لیے جنگ تک سے دریغ نہ کرے ۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ ۔ (النساء)

تمھیں کیا ہوا ہے کہ اللہ کے دین کے لیے اور کمزوروں یعنی عورتوں اور بچوں کے لیے جنگ نہیں کرتے ہو ۔

اس پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ ان کے سنِ بلوغ تک پہنچنے تک ان کے اموال کی حفاظت کرے ۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى

اور یتیموں کی نگہداشت کرو

Marfat.com

إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ	یہاں تک کہ وہ سنِ نکاح کو پہنچ جائیں
فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ	پس اگر تم ان میں رُشد دیکھو تو
رُشْدًا فَادْفَعُوا	ان کے اموال انھیں دے دو
إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا	اور اس میں سے اس اندیشے
تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا	سے زائد نہ کھاؤ کہ وہ بڑے
أَن يَكْبَرُوا (النساء)	نہ ہو جائیں ۔

اُمت اس کی بھی ذمے دار ہے کہ اپنے فقراء اور محتاجوں کے لیے بقدرِ کفایت خوراک مہیا کرے اس کے لیے وہ زکوٰۃ کا مال حاصل کرتی اور اس کے مصارف میں اس کو صرف کرتی ہے، اور اگر وہ کافی نہ ہو تو پھر وہ اصحابِ مقدرت پر ضرورت مندوں کی کم از کم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مزید ٹیکس عائد کر سکتی ہے اور اس کے لیے کوئی قید و شرط نہیں بجز اس کے کہ وہ لائقِ کفایت ہو۔

دینِ حنیف نے خیر و سلوک کو محض ترغیب و تشویق تک نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ اس کے لیے پوری پوری گارنٹی مہیا کی ہے۔ اس نے ہر صاحبِ مقدرت مسلمان پر فرض قرار دیا ہے کہ فقراء و اہلِ ضرورت کے بارِ حیات کو ہلکا کرنے میں امکانی حصہ لے۔

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ	اور وہ لوگ جن کے اموال میں

Marfat.com

حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (المعارج) — سائل اور محروم کا حق ہے (یعنی خدا کے بندگان خاص ہیں ایسے)

اغنیاء سے زکوٰۃ کی وصولیابی میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی ہے اصل سرمائے میں سے ڈھائی فی صدی کی ادائیگی فرض ہے۔ جس کو مسلمانوں کا بیت المال ہر سال وصول کرے گا' تاکہ نقراؤ مساکین کو تقسیم کرے۔ صرف چاندی سونے پر ہی زکوٰۃ کا اکتفا نہیں کیا' بلکہ اونٹ' بھیڑ' بکری' سامان تجارت' پھل' و غلہ جات بھی اس میں شامل کیے۔ زکوٰۃ کی ایک دوسری قسم بھی ہے یعنی صدقہ فطر' جو روزہ کے بعد فرض ہوتا ہے۔

صدقات کی تقسیم میں اسلام نے انتہائی عدل وانصاف کی راہ اختیار کی ہے۔ قرآن میں تقسیم کی ان مدوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ

صدقات (یعنی خیرات و زکوٰۃ) صرف فقراء و مساکین و کاربردازان صدقات اور ان کے لیے ہیں جن کی تالیف قلب ضروری ہے' اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں

Marfat.com

اور مجاہدین، مسافرین کی مد میں
(السورۃ التوبہ)
بھی (یہ صدقات صرف کرنا چاہیے)
چنانچہ مالِ زکوٰۃ ایک مقررہ مقدار میں مندرجہ ذیل طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
۱۔ اَلْمَسَاکِیْن ۔ جن کے پاس کوئی مال و متاع نہ ہو۔
۲۔ اَلْفُقَرَآء ۔ جن کے پاس بقدرِ ضرورت مال نہ ہو۔
۳۔ اَلْعَامِلِیْنَ عَلَیْھَا ۔ وہ لوگ جو زکوٰۃ کی وصولیابی اور تقسیم کے کام پر مامور ہوں۔
۴۔ اَلْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُھُمْ ۔ وہ لوگ جو اسلام کا اظہار کرنا چاہتے تھے لیکن ڈرتے تھے کہ اُن کے گھر والے مال و میراث سے اُن کو محروم کر دیں۔
۵۔ اَلرِّقَاب ۔ جو غلام مسلمان کفار کے قبضے میں ہوں اُن کے آزاد کرانے کے لیے۔
۶۔ اَلْغَارِمِیْنَ ۔ قرض دار لوگ جن کو اتنا دیا جائے کہ اُن کا قرضہ ادا ہو جائے۔
۷۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ اُن مجاہدین کے مصارف جو کفار سے برسرِ پیکار ہوں۔
۸۔ اِبْنِ السَّبِیْل ۔ مسافر جو اپنے سفر کا خرچ نہ رکھتا ہو۔
اسی طرح اسلام اُمت کے تمام سماجی مصالح کی ضمانت دیتا
ان کا تحفظ کرتا ہے اور کفالتِ باہمی، تعاون، محبت، فرد اور

Marfat.com

اس کی ذات، افراد، اور افرادِ معاشرہ کے مابین اعتماد پر اسلامی معاشرے کی تعمیر کرتا ہے۔

۳۔ اقتصادی مصالح۔

اسلام اُمت کے اقتصادی مصالح کا تحفظ کرتا اور معاشی اصلاح کے قواعد مقرر کرتا ہے، جن میں سے بعض درجِ ذیل ہیں:

(۱) ہر قادر شخص پر کام کرنا اور روزی کمانا فرض ہے:۔ اسلام کسب و عمل کی ترغیب دیتا، اور ہر قادر شخص پر اس کو فرض قرار دیتا ہے۔ پیشہ کرنے والوں کی تعریف کرتا اور گداگری کو حرام قرار دیتا ہے، بتاتا ہے کہ سب سے بڑی عبادت عمل ہے اور وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ بے کاروں کی مذمت کرتا ہے کہ وہ سوسائٹی پر بار رہیں، خواہ اُن کے بے کار رہنے کا سبب کچھ بھی ہو۔ عبادت کے لیے مکمل فارغ رہنا ہی اس کا اس کا سبب کیوں نہ ہو۔ اسلام اس قسم کی بے کاری کو نہیں جانتا۔ اللہ پر توکل یہ ہے کہ انسان اسباب کو اختیار کرے، اور نتائج پر بھی نظر رکھے جو ان ہر دو پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو سے بھی بے اعتنائی برتے وہ متوکل نہیں۔ جو رزق اللہ کے یہاں سے مقدر ہے وہ سعیٔ پیہم کے ساتھ ہے:۔

Marfat.com

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ه (الانفال)

(اے نبی!) کہہ دو کہ عمل کرو اللہ اُس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

ما اَكَلَ اَحَدُ كُمْ طَعَامًا قط خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْہِ۔

تم میں سے کسی نے کبھی اپنے ہاتھوں کی کمائی کے کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَا يَقْعُدُ اَحَدُ كُمْ عَنْ طَلَبِ الرِّزْقِ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ السَّمَآءَ لَا تَمْطُرُ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً

تم میں سے کوئی طلب رزق کو چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے جب کہ اس کو یہ معلوم ہے کہ آسمان سے نہ تو سونا برستا ہے اور نہ چاندی۔

۲ ـــ طبعی ثروت کے مراکز کا انکشاف کرنا اور کائنات میں جو بھی قوتیں ہیں اُن سے استفادہ:ـــ اس کائنات میں ثروت کے جتنے منابع اور دولت کے جتنے مصادر ہیں اُن کی طرف اسلام اپنے پیرووں کی توجہ مبذول کراتا، اُن کی طرف توجہ کی ترغیب دیتا اور اُن سے نفع اندوز ہونے کو واجب قرار دیتا ہے۔ اسلام بتاتا ہے

Marfat.com

کہ اس عجیب کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ سب انسان کے لیے مسخر ہے تاکہ وہ اُس سے نفع حاصل کرے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۝ (لقمٰن)	کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اور تم پر اپنی ظاہرو باطن نعمتیں پوری پوری نازل کی ہیں۔

۳۔ ناپاک ذرائع سے کسب کی حرمت:۔ کمائی کی پاکی یہ ہے کہ وہ بغیر کسی "عمل" کے حاصل ہو، جیسے سود، جوا، لاٹری وغیرہ یا بغیر حق کے ہو جیسے دھوکہ دہی، چوری، حرام کاری، یا ضرر رساں چیز کے معاوضے میں ہو، جیسے شراب، سور، منشیات وغیرہ۔ مدنی کے ان سب ذرائع کو اسلام تسلیم نہیں کرتا۔ اور ناجائز بتاتا ہے۔

۴۔ مختلف طبقات کے مابین مادی فرق کو کم کیا جائے جس سے عرش نشین امارت اور خاک نشین غربت کا خاتمہ ہو سکے، اس غرض کے لیے وہ دولت مندوں پر تجوریاں آباد کرنا ناجائز اور عیش و عشرت کے مظاہر کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ فقراء کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ سلطنت اور دولت مندوں کے مال میں ان کا حق

Marfat.com

مقرر کرتا اور اُس کے لیے عملی طریقہ بیان کرتا ہے، مصارف خیر میں خرچ کرنے کی جا بجا ترغیب دیتا اور بخل، ریا، احسان جتانے اور ایذا پہنچانے کی مذمت کرتا ہے۔ طریقۂ امدادِ باہمی، قرضِ حسنہ اور سلوک و امداد کے اصول مقرر کرتا ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ (المائدہ ۲) اور (دیکھو) خیر و تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

ان تمام قومی، سماجی، معاشی مصالح کی نگہداشت و تحفظ کے لیے شریعت نے اربابِ حل و عقد کو قانون سازی کا حق دیا ہے۔ اگرچہ یہ حق مشروط ہے یعنی وہ جو قواعد و قوانین بنائیں، قطعی احکام شریعت، اُس کی دستوری رُوح، اور اُس کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہو، اور اس حق کو اُس نے دو قسموں میں منحصر کر دیا ہے۔

۱۔ تنفیذی قوانین (Executive Legislation)

اس کا مقصد شریعت اسلامی کے نصوص کی تنفیذ کی ضمانت ہے، اس نوع کے قوانین کو ان احکام و ضوابط کے مشابہ اعتبار کیا جائے گا جن کو آج کل وزراء صادر کرتے ہیں، اور ہر ایگزیکٹو کا ایک دائرۂ اختیار ہوتا ہے جس کے اندر وہ اس طرح کے احکام صادر کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

Marfat.com

(ب) انتظامی قوانین (Administrative Legislation)

اس کا مقصد شریعت عام کے اصولوں کی بنیاد پر جماعت کی تنظیم، تحفظ اور اس کی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ ایسے دستوری قوانین انھیں امور میں وضع کیے جا سکتے ہیں، جن کے بارے میں شریعت خاموش رہی ہے اور مخصوص نصوص موجود نہیں ہیں۔ اس طرح کے قوانین کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مقاصدِ شریعت اور شریعت کی دستوری روح کے بہرحال مطابق ہوں۔

بہت سے ایسے سماجی اور اقتصادی قوانین ہیں جن کو اسلامی شریعت نے تیرہ سو سال پہلے پیش کر دیا تھا۔ اور موجودہ مغربی قوانین ان کو اس بیسویں صدی سے پہلے نہ جان سکے۔

۱۔ حرمتِ شراب اور جوازِ طلاق۔

یہ ایسے قوانین ہیں جن کو آج کل کی نئی ریاستیں اس صدی سے پہلے دریافت نہ کر سکیں۔ پھر ان میں سے کچھ قوانین تو شراب کو مطلق حرام قرار دیتے ہیں، اور کچھ جزئی طور پر (یعنی بعض خاص صورتوں میں) بعض کسی قید و شرط کے بغیر طلاق کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور بعض شرائط و قیود کے ساتھ۔

Marfat.com

۲- امدادِ باہمی اور التزامِ مشترک۔

اسلامی شریعت سب سے پہلی وہ شریعت ہے، جس نے امدادِ باہمی کا نظریہ پیش کیا:-

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى - (المائدہ)	خیر و تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

اور اسی طرح مشترکہ ذمے داری۔ (Mutual Obligation) کا نظریہ:-

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ	اور جن کے اموال میں سائل اور تہی دست کا معینہ حق ہے۔

(المعارج)

یہ دونوں ایسے نظریے ہیں جن کو غیر اسلامی دُنیا اس صدی سے پہلے دریافت نہ کر سکی، اور اب وہ بعض مقررہ حدود میں ان کی تطبیق کر رہی ہے۔

۳- ذخیرہ اندوزی، رشوت اور اثر و رسوخ سے ناجائز فائدہ اُٹھانا حرام ہے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:-

Marfat.com

لَا یَحْتَکِرُ اِلَّا خَاطِئٌ	وہی شخص احتکار کی جرأت کرتا ہے
(حدیث)	جو غلط راہ پر ہے ۔

قرآنِ کریم میں ہے :-

وَ لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ	اور تم لوگ نہ تو آپس میں
بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ	ایک دوسرے کے مال ناروا طریقے
اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا	سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو
فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ	اس غرض کے لیے پیش کرو کہ تمہیں
بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً
(البقرۃ)	ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے ۔

یہ وہ ضوابط و قوانین ہیں جن سے عرصہ ہائے دراز تک انسانی خود ساختہ قوانین بے خبر رہے۔ اور اب آخر میں وہ ان تک پہنچ سکے ہیں ۔

۲۔ حکام و محکومین کے باہمی تعلقات کی تنظیم ۔

اسلام نے حاکم اور محکوم کا تعلق اس طرح منظم کیا ہے جو آج تک جدید معاشروں کے کسی نظام میں نہیں پایا جاتا۔ سو طرزِ حکومت شورائی (جمہوری) ہے۔ حاکم کے لیے کرسیٔ حکومت تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ ہے محکومین کی خواہش اور ان کا انتخاب

Marfat.com

وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ — ان کے معاملات باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں۔
(شوریٰ)

وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ۔ — (اے نبی!) ان سے امور میں مشورہ کرو۔
(آلِ عمران)

شریعت نے جو شوریٰ کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کیا ہے وہ اس لیے کہ یہ زمانے کی ضروریات اور طرزِ زندگی پر چھوڑ دیا گیا ہے لیکن اصول طے شدہ اور بنیادی طریقہ مقرر ہے یعنی لوگ تنظیم حیات اور تشکیل حکومت میں باہم مل کر شریک ہوں گے۔

اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی طرزِ حکومت موجودہ پارلیمنٹری نظامِ حکومت سے بہت قریب تر ہے۔ اور اسلامی طریقے پر حاکم اعلیٰ کا انتخاب کرنا، صدرِ جمہوریت کے نظامِ انتخاب سے بہت مشابہ ہے لیکن اسلامی نظام ایک چیز میں جمہوری نظام سے مختلف ہے وہ یہ کہ اسلام میں حاکم جب تک کسی ایسے فعل کا مرتکب نہ ہو جس سے اس کا اپنے منصب سے ہٹانا لازم آئے۔ تاحینِ حیات اپنے منصب پر باقی رہ سکتا ہے۔ اس طریقے سے اسلامی حکومت میں ایک طرف تو جمہوری نظام کا امتیازی اصول، یعنی پبلک کا خود اپنی خواہش پر حاکم کو انتخاب کرنا موجود ہے، اور دوسری طرف بادشاہی نظام کا

Marfat.com

امتیازی اصول یعنی ثبات و استقرار، حاکم کے تجارب سے کما حقہٗ استفادہ، (جو اس کو حکومت کرتے کرتے حاصل ہوتے ہیں) بھی پایا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی وہ ان دونوں نظاموں کے عیوب سے بری ہے۔

اسلامی نظام ان نظاموں سے بعض اور بنیادی چیزوں میں مختلف ہے۔

(۱) حاکم کی ذمّے داری :—

اسلام میں حاکم اپنے تمام اعمال کا جواب دہ ہے، اس کا اپنے سیاسی، تعزیری اور قانونی تصرفات میں یکساں محاسبہ کیا جائے گا۔ یہ ایک ایسا امتیاز ہے جس سے نئے نظاموں کی اکثریت محروم ہے، کیونکہ ایسے بیشتر نظاموں کا قانون یہ ہے کہ حاکم سے (خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ صدر جمہوریت) اُس کے افعال کے بارے میں سیاسی یا تعزیری باز پرس نہیں کی جائے گی، بلکہ وزراء اُس کے اعمال کی ذمّے داری لیں گے۔ جیسے کہ مصری دستور کی دفعہ ۶۲ تھی (جو ۲۳ ر جولائی ۱۹۵۲ء کے فوجی انقلاب کے بعد منسوخ ہو گئی) کہ بادشاہ کے احکام زبانی ہوں، خواہ تحریری، وزارت کی ذمّے داری ان سے ختم نہیں ہوتی۔

یعنی بادشاہ پر اپنے تصرفات کی کوئی ذمّے داری نہیں

Marfat.com

بلکہ وزارت اُس کی جواب دہ ہے۔ اس قسم کے غلط اور فاسد قوانین کے تحت ملک اور اہل ملک پر دو طرفہ جو مظالم ہوئے سب ہی نے اُسے دیکھ لیا۔ ایک طرف بادشاہ ہے جو اپنے افعال کا جواب دہ نہیں، دوسری طرف وزراء ہیں، جو بادشاہ کے زبانی اور تحریری اوامر میں باہم اختلاف کہتے ہیں اور ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں، تاکہ اپنی ذمہ داری سے بچ سکیں۔ کیونکہ اُس وقت جو استبداد چھایا ہوا تھا، اس کی بناء پر کوئی بھی بادشاہ کے اوامر سے پیدا شدہ کسی غلط نتیجے پر حرف گیری نہیں کر سکتا تھا۔

(۲)۔ مکمل مساوات :-

حاکم و محکوم ہر نوع کے تمام حقوق میں برابر ہیں، پبلک کے ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی عدالت میں حاکم کے خلاف دعویٰ دائر کرے اور اپنے حق کا طالب ہو، کیونکہ عدل وانصاف میں اسلام چھوٹے بڑے کے فرق کو نہیں جانتا ہے، اُس کے نزدیک کنگھے کے دانتوں کی طرح سب برابر ہیں۔

اسلام مساوات کے اس اصول پر اپنے پیرودں سے بہت سختی کے ساتھ پابندی کرانا چاہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ جائز نہیں رکھتا کہ عدالت میں مقدمے کی کارروائی کے وقت ہر دو فریق کے ساتھ

Marfat.com

معاملے میں کوئی امتیازی سلوک کیا جائے۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اس بات پر ناراض ہوئے کہ قاضی نے آپ کو آپ کی کُنیت[ل] سے خطاب کیا اور آپ کے دشمن کو صرف اُس کے نام سے پکارا اور کہا (اے فلاں شخص کھڑا ہو' اور اے ابوالحسن (علیؓ) کھڑے ہو) جب قاضی کو یہ اچھ ہوا کہ حضرت علیؓ شاید اس لیے ناراض ہوئے کہ ان کو اُن کے دشمن کے برابر کھڑا کیا گیا' جو ایک یہودی ہے تو اس نے وجہ ناراضگی دریافت کی' آپ نے فرمایا: "اس لیے کہ تم نے ہم دونوں کے ساتھ یکساں معاملہ نہیں کیا' اُس کو تو تم نے اُس کے نام سے پکارا' اور مجھ کو میری کُنیت سے" قابلِ غور بات ہے کہ حضرت علیؓ نے گوارا نہ کیا کہ آپ کے ساتھ اس قسم کی ادنیٰ رعایت و ادب برتا جائے' تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے ذہنوں میں کامل مساوات کے معیار میں ذرا سا بھی کوئی شک و شبہ پیدا ہو جائے۔

(۳) کامل انصاف :-

اسلام کی نظر میں انصاف اُسی بے لاگ انصاف کا نام ہے' جو کسی قسم کی محبت و عداوت' یا مال و جاہ و شخصیت سے متاثر نہ ہو۔ قرآنِ کریم میں عدل سے متعلق جو آیات ہیں' وہ بہت قطعی قوی اور

[ل] عربی تہذیب میں کُنیت یعنی ابوالحسن' ابوبکر وغیرہ کہہ کے خطاب کرنا تعظیم کی علامت ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

فیصلہ کن اسلوب میں ہیں :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ (النساء)

ایمان والو! خدا کی حقانیت کے گواہ رہتے ہوئے انصاف پر پوری طرح جمے رہو، چاہے اس میں تمہارا اپنا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے اعزا کا نقصان ہی ہو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا (المائدہ)

کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔

اسلام میں عدلیہ کا یہ کام ہے کہ وہ اس بے لاگ انصاف کو قائم کرے، صرف بیانات و دلائل پر اعتماد کرے، مدعیان کی شخصیات سے بالکل تعلق نہ رکھے، خواہ وہ حاکم ہوں یا محکوم، اس کے لیے بھی ہم حضرت علیؓ کی مثال ہی پیش کریں گے، آپ کے امیر المومنین ہونے کے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنی ایک گم شدہ زرہ ایک عیسائی کے پاس دیکھی، اُس کو لے کر آپ قاضی شریحؒ کے پاس آئے اور کہا کہ "یہ میری زرہ ہے، جو میں نے نہ فروخت کی ہے، اور نہ اس شخص کو "ہبہ" کی ہے۔" شریحؒ نے عیسائی سے کہا: "تم کیا کہتے ہو؟" اُس نے کہا: "زرہ میری ہے، اور امیر المومنین میرے نزدیک جھوٹے ہیں۔"

Marfat.com

اب شریحؒ نے حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "اے امیر المومنین آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے؟" حضرت علیؓ ہنسے اور آپ نے فرمایا: "شریح تو صحیح کہتے ہیں میرے پاس کوئی گواہ نہیں"۔ چنانچہ قاضی نے نصرانی کے حق میں زرہ کا فیصلہ کر دیا۔ جس کو لے کر اس نے اپنی راہ لی۔ لیکن ابھی وہ چند قدم بھی نہ گیا تھا کہ واپس آیا اور کہنے لگا کہ "فیصلہ تو جو کچھ ہوا ہو گیا، لیکن میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ یہ فیصلے انبیا کے طرز کے ہیں۔ مسلمانوں کا امیر (حاکم اعلیٰ) مجھے اپنے قاضی کے پاس لے جاتا ہے، اور قاضی ان کے خلاف فیصلہ دیتا ہے ——
میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں، اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (یعنی اسلام لاتا ہوں) زرہ امیرالمومنین آپ ہی کی ہے، جب آپ صفین سے آرہے تھے تو میں لشکر کے پیچھے پیچھے چلتا رہا، یہاں تک کہ آپ اپنے خاکی اونٹ سے جدا ہوئے تو وہ میں نے چرا لی"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: "اب جب تم اسلام لے آئے ہو تو یہ تمہاری ہے"۔

(۴) حدودِ شریعت کی پابندی:-

جس طرح اسلام نے حکام پر عدل اور محکومین پر اطاعت فرض کی ہے، اسی طرح اس نے اول الذکر کو بے شرط و قید مطلق انصاف"

Marfat.com

رکھا ہے اور دوسری بات یعنی اطاعت کو حدودِ شریعت کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ حدیثِ نبوی ہے :۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ خَالِقٍ ۔	کسی مخلوق کی اطاعت ایسے کام میں واجب نہیں جس میں خالق کی معصیت ہو ۔

اس سے معلوم ہوا کہ رعایا پر حاکم کی فرمانبرداری اُسی وقت واجب ہے، جب تک وہ اسے شریعت قایم کرنا اور اس قانون کی تنفیذ پر عمل پیرا رہتا ہے جس وقت بھی وہ اس سے عدول کرے تو اس کی اطاعت ختم ہو جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنْ اُسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ مَا اَقَامَ فِيْكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى	اگر تم پر حبشی غلام بھی حاکم بنا دیا جائے تو جب تک وہ خدا کی کتاب کے مطابق حکومت کرے اُس کی فرمانبرداری کرو ۔

سو آں حضرتؐ نے بہت وضاحت کے ساتھ اطاعت حاکم کو پابندیٔ شریعت کے ساتھ مشروط کر دیا ہے ۔

(۵) وحدتِ اُمّت :۔

اُمتِ مسلمہ ایک اُمّت ہے کیونکہ اخوتِ ایمان کے اصولوں میں سے

Marfat.com

ایک اصول ہے جس کے بغیر وہ کامل نہیں ہوتا اور اُس کا ڈھانچہ مکمل شکل اختیار نہیں کرتا اور یہ آزادی رائے اور چھوٹوں بڑوں کے مابین باہم خیرخواہی کے بغیر ممکن نہیں، اسی کو اسلام کی مخصوص اصطلاح میں "نصیحت" اور "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث نبوی ہے:

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ قَالُوْا لِمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِکِتَابِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ۔

دین خیرخواہی کا نام ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کس کی خیرخواہی؟ آپ نے فرمایا: "اللہ اس کے رسول، اس کی کتاب، مسلمان حکام اور مسلمان پبلک کی۔"[1]

ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا:

اِذَا رَاَیْتَ اُمَّتِیْ تَھَابُ اَنْ تَقُوْلَ لِلظَّالِمِ: یَا ظَالِمُ فَقَدْ تُوُدِّعَ مِنْھَا۔

جب تم دیکھو کہ میری امت ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرتی ہے تو اس کے اندر سے صلاح رخصت ہے۔

---

[1] علماء کی تشریح کے مطابق اللہ کی خیرخواہی اس کی توحید کا اقرار اور اطاعت ہے رسول کی خیرخواہی اور اقرار رسالت اور اس کی اطاعت قرآن کی خیرخواہی اس کا احترام تلاوت اور پابندی احکام ہے۔ اسی طرح حکام کی خیرخواہی ان کی مشروط اطاعت اور بہی خواہی ہے (مترجم)

Marfat.com

زندگی کے جو اساسی امور ہیں اُن میں اُمتِ مسلمہ کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ سماجی زندگی کے جتنے نظام ہیں وہ سب ایک نظام کے ماتحت ہیں، اور یہ سب لوگوں کے نزدیک مسلّم شدہ ہے لہٰذا کسی مرکزی اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی۔

ذیلی امور میں اختلاف نہ تو ضرر رساں ہے اور نہ باعثِ کینہ و عداوت، اور نہ یہاں جماعتی سیاست (پارٹی پالیٹکس) (Party Politice) ہے جس کے رُخ پر حکومت چلتی ہے۔ جدھر بھی اس کا رواج ہو جائے بلکہ بنیادِ سیاست فکر و تحقیق اور باہم مشورہ اور خیر خواہی ہے۔

بہرحال اسلامی نظام میں حاکم و محکوم کے مابین باہمی تعلق اوّل و آخر محبت و اخوت، اور فرض شناسی و اعتماد پر قائم ہے۔ اس لیے اسلام میں حاکم کو راعی (نگہبان و محافظ) کے نام سے پکارا جاتا ہے حاکم کے نام سے نہیں، راعی کے لفظ میں ہمدردی، توجہ، شفقت اور نگہبان کے معانی پوشیدہ ہیں، اور اسی وجہ سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ۔ — تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اپنی رعیت کا جواب دہ

۳۔ ریاست کے دوسری ریاستوں سے تعلقات کی تنظیم۔

Marfat.com

اسلام کے نزدیک اُمتِ مسلمہ دُنیا میں پیغامِ الٰہی کی امین ہے
اپنی اس حیثیت سے اُس کو دُنیا میں مرتبۂ اُستادی ——— ہم مرتبۂ
سیادت نہیں کہتے ——— حاصل ہے۔ اس لیے اسلامی ریاستوں
میں سے کسی ریاست کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ کسی کی تابع ہو کر رہے۔
کسی کی غلام ہو، یا کسی حملہ آور کے سامنے سَر جُھکائے، یا کسی ظالم و
بدکردار غاصب کے آگے گردن ڈال دے۔ ایک ریاست کا بیرونی
ریاستوں (States) سے تعلق آج کل کی اصطلاح میں اس
تعلق کو کہا جاتا ہے جو بین الاقوامی قوانین اور معاہدات و مواثیق کے
مطابق قایم ہوتا ہے۔ ان قوانین و معاہدات پر تمام مشترک سلطنتوں
کے دستخط ہوتے ہیں اور وہ سلطنتیں ان معاہدات کی شرائط کی پابندی
اپنے لیے لازم قرار دیتی ہیں۔ اسلام نے اپنا بین الاقوامی بلکہ
بین الانسانی قانون کا اصل اصول "وفاءِ عہد" کو بنایا ہے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ — اور پُورا کرو عہد، بے شک
كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل) — عہد کے متعلق باز پُرس کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے جتنا وفاءِ عہد اور اس پر کاربند لوگوں کی بڑائی
بیان کی ہے، اسی قدر عہد شکن لوگوں کی تحقیر و مذمت کی ہے۔ حتّٰی کہ
ان کو دائرۂ انسانیت سے خارج کر کے حیوانات کے زمرے میں شامل

Marfat.com

کر دیا ہے:۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ (الانفال)	حقیقت یہ ہے کہ جانداروں میں سب سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا، سو وہ ایمان نہیں لائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے تم نے عہدِ صلح کیا ہے، پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور خدا سے ڈرتے نہیں۔

حتیٰ کہ مسلمان بھی مسلمانوں سے اپنے کسی ایسے دشمن کے خلاف مدد چاہیں جس سے پہلے سے معاہدہ ہے، تو اُن کے لیے عہد شکنی جائز نہیں:۔

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۝ (الانفال)	اگر وہ تم سے دین کی بنیاد پر طالبِ امداد ہوں تو تم پر اُن کی نصرت واجب ہے سوائے اُن لوگوں کے مقابلے میں جن سے تمہارا معاہدہ ہے۔

یہ وفائے عہد کی وہ چوٹی ہے، جس تک یہ وانے سے الفاظ

Marfat.com

قاصر ہیں۔

یہ صرف نظریاتی بلند پروازی یا آئیڈیل نہیں، بلکہ مسلمانوں کی زندگی اور تمام بین الاقوامی تعلقات میں ایک واقعی طرز عمل تھا۔ اسلام کی تاریخ میں اس کی کتنی ہی مثالیں ہیں۔ مشہور صحابی حذیفہؓ بن الیمان کہتے ہیں: "کہ میں بدر کی جنگ میں صرف اس لیے شریک نہ ہوا کہ میں اور ابوالحسیل ساتھ نکلے، کفار قریش نے ہم کو آ پکڑا، اور کہا: "تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟" ہم نے کہا: "نہیں، ہم اُن کے پاس جانا نہیں چاہتے ہیں، ہم تو یوں ہی مدینہ کو جا رہے ہیں۔" اس پر اُنھوں نے ہم سے خدا کا عہد لیا اور وعدہ کرایا کہ ہم مدینے جائیں گے، لیکن رسول اللہ کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے۔ سو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو سارا معاملہ سُنایا، آپؐ نے فرمایا تم جنگ میں شریک نہ ہو، ہم عہد پورا کریں گے، اور اللہ سے اُن کے خلاف نصرت طلب کریں گے۔"

اپنے اس بلند ترین نظریے میں شرف و کرامت اور اخلاق کے ساتھ اسلام اور ایک قدم آگے بڑھتا ہے، اور اس حالت میں بھی عہد شکنی کی اجازت نہیں، جب کہ دوسروں سے اس کا اندیشہ ہو۔

Marfat.com

اس کے لیے ضروری ہے کہ دشمنی کا اعلان کیا جائے، جنگ کی صراحت کر دی جائے اور اپنے دشمن کا عہد علی الاعلان اُس کے مُنہ پر مار دیا جائے، اس طرح اچانک عہد شکنی نہ کی جائے کہ وہ معاہدے کے دھوکے میں ہوں۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ ٥ (الانفال ۶)

اگر کسی قوم سے تم کو دغابازی کا اندیشہ ہو تو برابری کے ساتھ ان کا عہد ان کے مُنہ پر مار دو اللہ دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

علاوہ ازیں اسلام حکم دیتا ہے کہ تمام اسلامی سلطنتیں اسلامی پرچم کے تحت جمع ہوں، خواہ بین الاقوامی سیاست کا میدان ہو، خواہ اتحادی وعسکری میدان، اُن کے اس اتحاد کی بُنیاد پہلے درجے میں تو اس پر ہونا چاہیے کہ وہ اپنے لیے مکمل آزادی وخود مختاری کی طالب ہیں، اور جو بھی ان کی اس خود مختاری پر حملہ آور ہوگا اس کے خلاف وہ جنگ کریں گی۔ اور دوسرے یہ کہ وہ اس زمین پر ہر قسم کے ظلم وزیادتی اور استعمار کے مدمقابل ہوں گی۔ یہ ہم آہنگ مجموعہ ہی ایک نیا پرچم لے کر آگے بڑھ سکتا ہے جو ایک نئے انسانی فلسفۂ حیات کا

Marfat.com

نمائندہ ہو اور اُس کے ذریعے وہ بھٹکی ہوئی ستائی ہوئی انسانیت کی راہِ حیات کی رہنمائی کر سکے۔

ہم دیکھ چکے کہ اسلام افراد، حکام و محکومین اور سلطنتوں کے مابین باہمی تعلقات اس جدید ترین طرز میں قائم کرتا ہے، جس کے موجودہ نئے سماجی نظام خواہان و مدعی ہو سکتے ہیں اور نہ صرف اتنا بلکہ ایک ایسی شکل میں جس تک ان نظاموں کی پہنچ بھی نہیں۔

غالباً یہ وضاحت اس بابت ذہنوں کی صفائی کے لیے کافی ہوگی کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہونے کے ساتھ جو خالق و بندے کے تعلق کو استوار کرتا ہے، زندگی کا سماجی نظام ہونے کی کہاں تک صلاحیت رکھتا ہے، یہ ہے وہ انداز جس میں اخوان المسلمین نے اسلام کو سمجھا ہے، جس سے وہ مطمئن اور جس پر پورا عقیدہ رکھتے اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں:۔

اس فصل کا بہترین تتمہ شاید یہ ہوگا کہ ہم بین الاقوامی تقابلی قانونی کانفرنس منعقدہ پیرس کی رائے یہاں نقل کریں، اس کانفرنس کے مشرقی شعبے نے اپنے ۷ر جولائی ۱۹۵۱ء کی آخری نشست میں تاریخی اجتماعی تجویز پاس کی۔

شرکاءِ کانفرنس جنہوں نے "ہفتۂ قانونِ اسلامی" کے دوران میں

Marfat.com

زیرِبحث مسائل پر کافی توجہ کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں جو مباحث ہوئے اس سے اسلامی اصولِ قوانین کی قیمت بخوبی واضح ہو گئی اور یہ بھی روشن ہو گیا کہ عظیم تر قانونی نظام کے دائرے میں مذاہب مدارس فکر کا تعدد، قانونی نظریات کی فراوانی اور بے مثال فن پر دلالت کرتا ہے۔ یہ سب امور ایسے ہیں جو اس قانون کو موجودہ زندگی کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت عطا کرتے ہیں ——— اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ یہ "ہفتہ" ہر سال اپنا پروگرام جاری رکھے اور "ہفتۂ قانون" کے دفتر کا یہ فرض ہے کہ وہ ان تمام موضوعات کی ایک فہرست تیار کرے جو اس ہفتہ زیرِبحث رہے، تاکہ آئندہ جلسے میں دوبارہ وہ موضوع بحث ہو سکیں۔"

یہ وہ ہے اسلامی قانون اور موجودہ زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اُس کی صلاحیت، جس کی بین الاقوامی کانفرنسیں تک معترف ہیں اور اہلِ اسلام کی اکثریت اُس سے ناواقف ہے یا مُنکر۔

Marfat.com

اخوان المسلمین کی اداراتی تنظیم

اخوان المسلمین کی تنظیم کا اداراتی خاکہ جو اوپر پیش کیا گیا ہے اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی ابتدا بنیادی کمیٹی سے ہوتی ہے، یہ کمیٹی اخوان کی اولین با اختیار طاقت ہے، اس کی حیثیت ایسی ہے جیسی دیگر پارٹیوں اور تنظیموں میں جنرل کونسل کی ہوتی ہے۔ اخوان کی مکمل جنرل کونسل کا اجتماع آسان نہیں، اس لیے کہ اس کے ممبروں کی تعداد لاکھوں ہے۔ اس وجہ سے بنیادی کمیٹی کو اس کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ جماعت کے پاس اس قدر مادی وسائل بھی نہیں کہ سب اخوان جمع ہو سکیں۔ یہ بنیادی کمیٹی اخوان المسلمین کی مرکزی مجلسِ شوریٰ ہے اور مکتبِ ارشاد (ہائی کمانڈ یا ورکنگ کمیٹی) کے لیے کونسل کی حیثیت رکھتی ہے، اس کمیٹی کی تشکیل ان اخوان سے کی گئی ہے جنھیں تحریکِ دعوت میں سبقت کا امتیاز حاصل ہے۔ اس کا کام امورِ دعوت کی عام نگرانی، مجلسِ انتظامیہ کے ارکان کا انتخاب اور حساب کی جانچ پڑتال کے لیے آڈیٹر کا انتخاب کرنا ہے۔

بنیادی کمیٹی کا اجلاس ہر سال مطابق سنِ ہجری ماہ محرم میں

Marfat.com

منعقد ہوتا ہے، جس میں نئے سال میں دعوت کی سرگرمیوں کے بارے میں مجلسِ انتظامیہ کی رپورٹ پر بحث کی جاتی ہے۔ اگر انتخاب کی مدت پوری ہوگئی ہو تو نئے ممبر منتخب کیے جاتے ہیں، اور آڈیٹر کی رپورٹ بابت حسابات سال گزشتہ پر بحث کی جاتی ہے۔ آئندہ سال کے بجٹ پر بحث ہوتی اور نئے آڈیٹر کا انتخاب ہوتا ہے، اگر اس کے انتخاب کا وقت آچکا ہوتا ہے، (آڈیٹر کے لیے شرط ہے کہ وہ اخوان کا ممبر ہو اور ورکنگ کمیٹی میں اُس کو منتخب نہ کیا گیا ہو) ان امور کے علاوہ اور جو دوسرے مسائل یا تجاویز وغیرہ پیش کی جاتی ہیں اُس پر غور و بحث کرنا بھی اس کمیٹی کا کام ہے۔ صدر (مرشدِ عام) مجلسِ انتظامیہ یا ۲۰ ممبروں کے مطالبے پر بوقت ضرورت اس کا ہنگامی اجلاس بھی ہو سکتا ہے "مرشدِ عام" ہی اس اجلاس کی صدارت کرتا ہے، اگر وہ نہیں حاضر ہو سکے، یا اجلاس انہی سے متعلق کسی معاملے کے لیے طلب کیا گیا ہو، یا خود اُس نے صدارت نہ کرنا چاہا تو اُس کا نائب صدارت کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ بھی شریک نہ ہو سکے، یا عذر کردے تو ممبران میں سے زیادہ عمر رسیدہ صدارت کی مہم انجام دے گا۔ اور اگر ممبران کی اکثریت (یعنی نصف تعداد سے ایک بھی زائد ہو) حاضر ہو تو یہ اجلاس صحیح ہوگا۔ سوائے ان خاص صورتوں کے

Marfat.com

جن میں ممبران کی کسی مقررہ تعداد کی شرط ہو۔

بُنیادی کمیٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے کسی بھی اجتماع میں کسی ممبر اخوان کو بُنیادی کمیٹی کا حقِ ممبری عطا کرے۔ بشرطیکہ ایسے شخص میں مندرجۂ ذیل شرائط پائی جاتی ہوں:

(ا) مستقل ممبر ہو،

(ب) اُس کی عمر پچیس سال سے کم نہ ہو،

(ج) تحریک میں اُس کو کم از کم پانچ سال گزر گئے ہوں،

(د) اُس میں وہ اخلاقی، علمی، تہذیبی، عملی صفات پائی جاتی ہوں جس سے وہ ممبری کا اہل ہو سکے ۔۔۔

مجلسِ انتظامیہ (مکتب الارشاد العام) جس کو بُنیادی کمیٹی انتخاب کرتی ہے، ۱۲ ممبروں سے تشکیل پاتی ہے، جو صدر جماعت کو چھوڑ کر بُنیادی کمیٹی کے ممبران میں سے منتخب کیے جاتے ہیں اور اُن کے انتخاب میں یہ امر پیشِ نظر رکھا جاتا ہے کہ ۹ ممبر قاہرہ سے ہوں، باقی تین صوبہ جات سے۔ جو شخص مجلسِ انتظامیہ کے لیے نامزد ہوتا ہے، اس میں مندرجۂ ذیل شرائط کا پایا جانا لازمی ہے:

(ا) بُنیادی کمیٹی کا ممبر ہو، اور اس کی اس ممبری کو تین سال گزر چکے ہوں،

Marfat.com

(ب) اخلاقی، علمی، عملی اعتبار سے ممبری کا اہل ہو،

(ج) اُس کی عمر تیس سال سے کم نہ ہو۔

انتخاب قرعہ اندازی کے ذریعے ہوتا ہے، اور نتیجے کے اعلان کے بعد ممبر حلف اُٹھاتا ہے کہ وہ اخوان کے اغراض و مقاصد کا محافظ ہوگا، اُن کی قیادت پر اعتماد کرے گا، مجلسِ عاملہ کے فیصلوں کو تسلیم کرے گا، خواہ وہ اُس کی رائے کے خلاف ہی ہوں، اور اس پر وہ بیعت کرتا ہے۔ بُنیادی کمیٹی ہی اس کے بعد قاہرہ کے نو ممبران مجلسِ انتظامیہ میں سے نائب صدر، جنرل سکریٹری اور خزانچی کا انتخاب کرتی ہے۔ مجلس کی مُدّتِ ممبری دو سال ہے۔ یہ مُدّت ختم ہونے پر نیا انتخاب ہوتا ہے، اور ایک ممبر دوبارہ بھی منتخب ہو سکتا ہے۔ مقررہ مُدّت کے پُورا ہونے سے قبل اگر کسی ممبر کی جگہ خالی ہو تو وہ شخص اُس کی جگہ پر آجاتا ہے جس کے ووٹ بُنیادی کمیٹی کے انتخاب میں اُس کے بعد سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔

اخوان، صدر اخوان، مجلسِ عاملہ کا صدر مقام، اخوان کا صدر دفتر (مرکزِ عام) ہے، اس مرکز کے تحت حلقے ہیں، جن کی تعداد پُورے مُلک میں اُنیس ۱۹ ہے۔ ہر شہر یا کمشنری میں ایک حلقہ ہے، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

Marfat.com

قاہرہ[1]، اسکندریہ[2]، قنال[3] سویز[4]، شرقیہ[5]، غربیہ[6]، فوادیہ[7]، منوفیہ[8]، بحیرہ[9]، قلیوبیہ[10]، جیزہ[11]، فیوم[12]، بنی سویف[13]، منیا[14]، اسیوط[15]، سوہاج[16]، قنا[17]، اسوان[18]، البحرالاحمر[19]۔

ان حلقوں کے تابع "مناطق" ہوتے ہیں۔ "منطقہ" ہر تھانہ یا تحصیل میں ہوتا ہے، اس کا دائرۂ عمل تھانہ یا تحصیل سے چھوٹا یا بڑا بھی ہو سکتا ہے۔ اس وقت جو "مناطق" ہیں اُن کی تعداد ۳۰۰ ہے۔

مناطق کے تحت "شعبے" ہوتے ہیں۔ "شعبہ" ہر گاؤں یا قصبے میں ہو سکتا ہے۔ موجودہ شعبوں کی تعداد ۱۵۰۰ ہے۔

صرف قاہرہ شہر میں اس وقت شعبوں کی تعداد ستر ہے۔ حالانکہ "مرکز" شعبہ کھولنے کی اجازت بڑی مشکل اور بہت سی مادی و معنوی شرائط کے بعد دیتا ہے، اس کے باوجود اتنی بڑی تعداد ہے۔

ہر حلقے کی ایک انتظامی کمیٹی ہوتی ہے جو صدر حلقہ (اور بالعموم وہ حلقے کے نمایاں شعبے کا صدر ہوتا ہے، مگر مرکزی مجلسِ انتظامیہ اس کی مجاز ہے کہ وہ اس منصب کے لیے کسی ایسے شخص کا انتخاب کرے جو نہ صدر شعبہ ہو اور نہ شعبے کا ممبر) نائب صدر، ایک سکریٹری اور ایک خزانچی پر مشتمل ہوتی ہے، یہ لوگ عام طور پر حلقے کے نمایاں شعبے میں مندرجہ بالا مناصب پر ہی مامور ہوتے ہیں۔ اس انتظامی کمیٹی کے

Marfat.com

باقی ممبران مندرجۂ ذیل افراد ہوتے ہیں:

(۱) حلقے کی حدود میں جتنے منطقے ہیں اُن کے صدر،

(۲) حلقے کی حدود میں رہنے والے "بنیادی کمیٹی" کے ممبران،

(۳) حلقے میں دعوتی سرگرمی کے ذمے دار افراد،

(۴) مجلسِ انتظامیہ کا گشتی نمائندہ، اُس کی رائے مشورے کی حیثیت رکھتی ہے، ووٹ کا حق اُس کو نہیں۔

منطقہ کی انتظامی کمیٹی کی تشکیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) منطقہ کے نمایاں شعبے کا صدر،

(۲) منطقہ کے تحت جتنے بقیہ شعبے ہیں اُن کے صدر،

(۳) شعبوں کے گشتی نمائندے،

(۴) مقامی مرکز کا گشتی نمائندہ۔

(۵) نمایاں شعبے میں دعوتی سرگرمی کے ذمے دار افراد۔

شعبے کی انتظامی کمیٹی پانچ اشخاص پر مشتمل ہوتی ہے، جن میں سے ایک کو اخوان کا مرکز انتخاب کرتا ہے، اور وہ "صدرِ شعبہ" ہوتا ہے، باقی چار کو شعبے کی کونسل انتخاب کرتی ہے۔ ان چار میں سے دو صدر کے معاون، تیسرا سکریٹری اور چوتھا خزانچی منتخب کیا جاتا ہے، اور یہ انتخاب پوشیدہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

شعبہ کی مجلسِ انتظامی کے ممبر کے لیے شرط ہے کہ اُس کی عمر کم از کم ۲۱ سال ہو، شعبے میں اس کی ممبری کو کم از کم ایک سال گزر گیا ہو، اور اس مُدت میں اُس سے کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوئی ہو جو فرائضِ ممبری کے منافی ہو۔

شعبے کے ممبر کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(ا) اُس کی عمر ۱۸ سال سے کم نہ ہو،

(ب) خوش اخلاق و خوش اطوار ہو، اُس کے چال چلن پہ کوئی حرف نہ آیا ہو،

(ج) اخوان کا نظریہ سمجھ چکا ہو، اور اپنے فرائض انجام دیتا ہو،

(د) اپنے پر ماہوار کچھ چندہ ضروری قرار دے جس کو پابندی کے ساتھ شعبے کو ادا کرتا رہے،

(س) عہد کرے کہ اخوان کے قانون پر عمل کرے گا اور اُن کے طریقہ پر بیعت کرے گا۔

شعبہ اپنے متعلقہ منطقہ کا تابع ہے، اور منطقہ اپنے متعلقہ حلقہ کا، اور حلقہ مجلسِ انتظامیہ کا تابع ہے۔ ان یونٹوں میں باہمی ربط اتصال اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر اسی ترتیب سے ہے۔

Marfat.com

اخوان کی اداری تنظیم کے اس جائزہ کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ان بہترین جدید تنظیمات کی ہمسر ہے جو "علم تنظیم" (Administration) کے اصول پر قائم ہوتی ہیں۔ اگرچہ جو لوگ اخوان سے واقف نہیں ہیں اُن کو اخوان کی تنظیم کے ظاہری پہلو سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شخصی نظام (Autocracy) کے اصول پر ہے جس پر نازی ازم اور فاشزم عمل پیرا تھے، اور جس کا خلاصہ اس عبارت میں ہے "تم وہ کرو جس کا میں حکم دیتا ہوں، اور میں وہ کروں گا جو تمھارے لیے بہتر ہوگا"

(You do what I tell you, and I do what is good for you.) یا یہ کہ اخوان کے مابین آزاد اظہارِ رائے کی کوئی گنجائش نہیں خصوصاً تنظیمی امور میں، مگر یہ اندازہ صحیح نہیں حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، اخوان اپنی تنظیم و امورِ دعوت میں مشاورتی طریقہ (شوریٰ) پر عامل ہیں۔ چنانچہ بنیادی کمیٹی ہی مجلسِ انتظامیہ امیر جماعت، نائب امیر، جنرل سکریٹری، اور خزانچی کا انتخاب کرتی ہے جس طرح حلقہ منطقہ اور شعبہ خود ہی اپنی انتظامی کمیٹی کا انتخاب کرتے ہیں "مرکز" نے اپنے لیے ان تنظیمات کے سربراہوں کے انتخاب کا حق محفوظ رکھا ہے اور وہ بھی

Marfat.com

ایک تو وحدتِ بالادستی (Unity of Command) کو برقرار رکھنے کے لیے، اور دوسرے اس خیال سے کہ ان یونٹوں (تنظیمی مجالس) کے سربراہ ایسے لوگ ہوں جو اخوان کے نظریہ سے پورے ہم آہنگ ہو چکے ہوں، اور معقول جگہ پر معقول فرد کو رکھا جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نہ تو وہ معروف ہو اور نہ لوگوں میں بخوبی اپنا تعارف کرا سکتا ہو، لیکن اگر ان یونٹوں کے ممبران کسی ایسے شخص کو انتخاب کر سکیں جو مرکز کے نزدیک منصبِ قیادت کا اہل ہو، تو وہ اس انتخاب کو فوراً قبول کر لیتا اور اُس کی منظوری دے دیتا ہے۔

اخوان کے یہاں تنظیم بڑی حد تک جدید ممتاز ترین اداری نظام کے مطابق ہے، جس کو "مشترکہ ذمّے داری" (Shared Responsibility) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور جو سابقہ دو نظاموں (شخصی اور جمہوری) کے تجربوں کا نتیجہ ہے، مشترکہ ذمّے داری کے نظام کی بُنیاد اس پر ہے کہ صرف اکثریت نہیں بلکہ سب کی موافقت حاصل کی جائے، چاہے اس سلسلے میں تمام ممبروں سے شخصی طور پر مل کر ان کو اکثریت کی رائے پر مطمئن کرنا پڑے، تاکہ سب کے اتفاق سے فیصلہ ہو، اور پھر سب اُس کے

Marfat.com

نفاذ میں تعاون کریں، اسی لیے اخوان کے اکثر اہم فیصلے اجماع سے صادر ہوتے ہیں۔ اس طریقہ کار سے مطلوب یہ ہے کہ ان کی وحدت برقرار رہے، ان کی صفوں میں تفریق نہ پیدا ہو اور اندر ہی اندر دوسرے گروپ نہ بنیں، اس لیے ایسے مخصوص حالات مستثنیٰ ہیں، جن میں اجماع (سب کی موافقت) ناممکن ہوتا ہے۔ سو ایسے موقعوں پر غیر مشروط اکثریت سے فیصلے صادر ہوتے ہیں، یا جیسے بعض اہم فیصلوں، مثلاً مرشدِ عام (صدر جماعت) کا تقرر یا برطرفی کے لیے یہ صراحت کی گئی ہے کہ تین چوتھائی حاضرین کی موافقت سے صادر ہوں گے۔ اس شرط کے ساتھ کہ حاضرین کی تعداد ⅘ ممبرانِ جماعت ہو۔ جبکہ جمہوری طریقے میں تمام فیصلے غیر مشروط اکثریت (نصف سے ایک زائد) سے صادر ہوتے ہیں۔ اور جماعت کے ⅘ ممبران کی حاضری شرط نہیں، بلکہ صرف یہ شرط ہے کہ اتنی تعداد ہو جس سے قانونی طور پر اجماع منعقد ہو سکے۔

اس طرح یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ تنظیمی چارٹ میں ہم نے "فنّی مجالس" (Staff Unit) کو نہیں دکھایا ہے، جو دفتری تنظیمی چارٹ میں دکھایا گیا ہے، اور یہ اس لیے کہ یہ عملاً میں ـــ

Marfat.com

جیسے اور دوسرے صحیح دفتری نظاموں میں اس کی صراحت ہوتی ہے۔

مشاورتی (For Advisory & Investigation)

اس کا کام سوچ بچار اور مشورہ ہے اور اُسے صرف سفارشات پیش کرنے کا اختیار رہے۔ مرکزی شعبے اور تنفیذی کمیٹیاں یا (Line Units) بااختیار اور تنفیذی یونیٹیں ہیں (For Command & Action)

ثانیاً — مالیات

اخوان کے قانون اساسی میں اس کی صراحت کی گئی ہے کہ ممبر اپنے اوپر ماہانہ یا سالانہ ایک رقم چندہ ضروری قرار دے گا، جس کو وہ بہ انتظام ادا کرتا رہے گا۔ اور یہ چندہ اس کے لیے اس بات میں مانع نہ ہوگا کہ وہ دعوت کے اخراجات میں عطیہ، یا وصیت یا وقف یا ان سب کے ذریعے حصہ لے۔ دعوت کا صاحب نصاب ممبران کی زکوٰۃ میں بھی حق ہے۔ ان تمام مالی خدمات سے مجلس شعبہ کے فیصلے پر غیر مستطیع لوگ مستثنیٰ قرار دیے جا سکتے ہیں۔ اور جو کچھ دے دیا جائے اس کی واپسی کا مطالبہ کسی حال میں نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح ہر شعبے پر یہ بھی فرض ہے کہ اپنے متعلقہ منطقہ بالا کے ضروری مصارف کی بہم رسانی میں حصہ لے، اور اس کے بی. حلقہ کے

Marfat.com

اخراجات اور ہر حلقے پر ضروری ہے کہ ماہانہ مرکز کو اپنے اخراجات کے بقدر رقم پیش کرے، مجلس انتظامیہ یا ہائی کمانڈ اس کی تعیین کرے گی کہ ہر حلقہ ماہانہ کیا اور کن تواریخ میں ادا کرے۔

علاوہ ازیں جتنی اخوانی فرمیں ہیں اور فائدے سے چلتی ہیں وہ اپنے سالانہ فائدوں میں سے ایک حصہ مرکز کے لیے رکھتی ہیں۔

Marfat.com

دوسرا باب

فصل اول

سماجی خدمات

اخوان کی سماجی خدمات کے ذکر پر بہت سے لوگ اظہارِ تعجب کریں گے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اخوان اس طرح کے کاموں کے پروپیگنڈے پر زیادہ توجہ نہیں دیتے اور دوسرے یہ کہ گزشتہ تمام حکومتیں ان کو بدنام کرنے کی کوششیں کرتی رہیں اور ان کی اس طرح کی خدمات پر پردہ ڈالتی رہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اخوان ابتدا ہی سے سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے ہیں ہم اُن کی تاریخ کے ذیل میں اس کا ذکر کر چکے ہیں، اُن کے اساسی قانون میں تصریح ہے کہ "سماجی انصاف (Social Justice) کی تکمیل، ہر باشندہ وطن کی سماجی ضروریات کی ضمانت"

Marfat.com

پبلک خدمات میں اشتراک (Social Security) جہالت' بیماری' افلاس' اور بداخلاقی کو مٹانے کی کوشش' اور فلاح وبہبود کے کاموں کی ہمت افزائی؛ اُن کے مقاصد میں سے ہے۔

اس لیے انھوں نے پہلے روز سے ہی دیہات کی اصلاح کی طرف توجہ دی' اور مصری دیہات کی اصلاح و ترقی کے لیے ایک جماعت کی تشکیل کی' بعض اخوانیوں نے فرشوط[1] میں ایک نمونہ کا معاونی مزرعہ (Model Cooperative Farm) قایم کیا' ایک گاؤں میں فقرا و مساکین کی میتوں کے لیے چار بڑے قبرستان بنائے۔ اخوان کے شعبوں نے ہر سال مبارک مہینوں میں فقراء کو کھانا کھلانے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کی' اور دیہات میں روشنی کا انتظام کیا' رمضان کے مہینے میں زکوٰۃ نکالنے کا پروگرام بنایا' اور مخاصمین کے مابین صلح کرانے پر توجہ دی۔ ایک کمیٹی نے آوارہ اور بے کار گھومنے والے بچوں اور محتاج خاندانوں کی فہرست بنائی' تاکہ بچوں کو ان کے حسب استعداد و قوت مناسب صنعتوں پر لگایا جاسکے اور بے آسرا معذورین کی امداد کی جاسکے۔

۴۹ — اس غرض کے لیے انھوں نے فلاحی انجمنوں سے متعلق قانون

---

[1] ایک گاؤں کا نام۔

Marfat.com

مجریہ ۱۹۴۵ء کے اجراء سے پہلے ہی سماجی خدمات کا ایک دفتر قائم کیا تھا، جس کا کام غریب خاندانوں کی دیکھ بھال اور صحیح علمی بنیادوں پر ان کی سماجی خدمت کرنا تھی تاکہ اس طرح ان کے لیے عام زندگی کا راستہ ہموار کیا جائے اور وہ بھوک کے ہاتھوں تباہی یا موت کا شکار نہ ہوں۔

اخوان مصری سوسائٹی کی جو سماجی خدمت کرتے ہیں اُس کو تین ابواب میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ فلاحی وسماجی خدمت (Welfare Work & Social Service)

۲۔ جسمانی تربیت واسکاؤٹنگ۔ (Physical Training & Scouting)

۳۔ وطنی وقومی خدمت۔

۱۔ فلاحی وسماجی خدمت

جن فلاح وبہبود کے کاموں اور سماجی خدمات کی طرف اوپر کی سطور میں اشارہ کیا گیا ہے، وہ ابتدا میں اخوان کی ایک عام اور نمایاں صفت تھی۔ لیکن جب قاہرہ میں ان کا مرکز قایم ہوا تو انھوں نے سماجی خدمت کے جدید ترین نظاموں کے مطابق ایک دفتر ان خدمات کے لیے قائم کیا، اور تصریح کی گئی کہ یہ دفتر چار قسم کی خدمات پیش کرے گا:

Marfat.com

(۱) وقتی تسلی بخش خدمات: جیسے ضرورت مندوں کی امانت یہ عام طور پر حقیقی، معنوی ہوگی، لیکن اگر ضرورت کا تقاضا ہوا تو مالی اعانت بھی کی جائے گی، صدقہ فطر، قربانی کا گوشت اور کھالیں جمع کی جائیں گی اور ان کو غرباء پر تقسیم کیا جائے گا۔

(۲) اطمینان بخش خدمات: جیسے بے روزگار آدمی کو روزگار دلانا" اس کے لیے ایمپلائمنٹ ایکسچینج، دیگر محکمہ جات اور صنعت کاموں کے پاس دوڑ دھوپ، بعض حالات میں بغیر فائدے کے چھوٹے سرمائے [Capitals] قرض دینا۔ اسی طرح مریضوں کا مفت یا برائے نام معاوضہ پر علاج۔

(۳) حفاظتی خدمات: جیسے اُن خاندانوں میں اصول حفظان صحت کی اشاعت جو "دفتر سماجی خدمات" کے زیر نگرانی ہیں۔ محلے کے غریب لوگوں کے لیے ارزاں ترین نرخوں پر غذا کی فراہمی۔

(۴) تعمیری خدمات: جن کے ذریعے عام معیارِ زندگی کو بلند کیا جائے۔ اس غرض کے لیے محنت کشوں اور چھوٹے آزاد پیشہ وروں کی ایک انجمن کا قیام جس کے ذریعے ان کے خالی اوقات کو منظم کیا جاسکے اور پیشہ، خدمتِ وطن اور تندرستی کے میدانوں میں ان کی رہنمائی کی جاسکے دفتر مذکور کی پالیسی میں تصریح کی گئی ہے کہ مادی خدمات صرف

Marfat.com

مندرجہ ذیل لوگوں کی کی جائیں گی :

(۱) ایسے شریف خاندان جو حوادثِ روزگار کے شکار ہیں۔

(۲) ایسے خاندان جو اپنے واحد سرپرست وکفیل سے محروم ہو گئے اور اُن کے لیے جب کفایتِ معاش کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔

(۳) ایسے غریب خاندان جو خوبیٔ چال چلن میں معروف ہوں اُن کے اخلاق مشکوک نہ ہوں اور وہ دفتر کے پیغام میں تعاون بھی کریں یعنی اُن کی ہدایات پر عمل کریں۔

جب فلاحی و خیراتی اداروں اور انجمنوں کی تشکیل کے لیے سنہ ۱۹۴۵ء کا قانون ۴۹ء پاس ہوا تو یہ دفتر جماعت اخوان سے علیٰحدہ کیا اور ایک مستقل ادارہ ہو گیا۔ جس کا ایک مخصوص دستور العمل بھی بنا۔ اس کا نام "ادارۂ بہبود و سماجی خدمت اخوان المسلمین"

[Ikhwan Welfare & Social Service Board]

رکھا گیا۔ ان پرانی سرگرمیوں کے علاوہ جو سابقہ دفتر انجام دیتا تھا، اس نے طبی و ثقافتی خدمات بھی انجام دیں جن کا ذکر ہم علیٰحدہ عنوانات میں کریں گے۔

اس ادارے نے اس کے ناجائز قرار دیے جانے سے پہلے بہت سی پبلک خدمات انجام دیں جن کا شمار کرنا آسان نہیں ناجائز قرار دیے جانے

Marfat.com

سے قبل "وزارت امورِ رفاہِ عام" کے زیرِ نگرانی اس ادارے کی ملکِ مصر میں ۵۰۰ شاخیں تھیں۔

لیکن جماعت کی دوبارہ آزادی کے بعد اس نے ایک زبردست اسکیم کے افتتاح سے اپنی سرگرمی کا آغاز کیا، جس کی تکمیل قاہرہ کے محلہ روضہ کی شاخ کے ذمے تھی۔ یہ اسکیم ایک سماجی ادارے [Social Foundation] کی تعمیر تھی، جس میں ایک مسجد، ایک ڈسپنسری، ایک لائبریری، اور ایک لکچر ہال ہوگا۔ وزارت اوقاف نے اس غرض کے لیے زمین بھی دے دی، اور انجینیر سید کریم نے اس عمارت کا نقشہ وغیرہ بنانے کے لیے اپنی رضاکارانہ خدمات بھی پیش کیں۔ اخوان نے فوراً ہی اس زمین کو صاف کرایا اور اس کے چاروں طرف ایک لکڑی کی چاردیواری قائم کی، چٹائی کی ایک عارضی چھت اس پر ڈالی، اس میں برقی روشنی بھی پہنچائی تاکہ جب تک حسبِ ضرورت چندہ جمع نہ ہو یہ زمین بطورِ مسجد استعمال ہوتی رہے کیونکہ اس محلے میں مساجد بہت کم ہیں۔

اخوان صرف اپنی متعلقہ مساجد پر نگرانی ہی کا فرض انجام نہیں دیتے بلکہ وہ دیگر غیر آباد مساجد کی اصلاح و مرمت بھی کراتے ہیں جن مساجد کا کوئی پرسانِ حال نہیں اُن کی دیکھ بھال اور نگرانی بھی کرتے ہیں۔

Marfat.com

ان کے لیے امام اور خطیبِ جمعہ کا مستقل انتظام کرتے ہیں۔ قاہرہ وجیزہ[۱]
میں جن مساجد پر اخوان کی اس طرح کی نگرانی ہے میں نے اُن کا شمار
کیا جو حسبِ ذیل ہے [۲]

مرکز اخوان کے تابع جو اہم شعبے ہیں وُہ بھی اپنے متعلقہ فرائض کے
ساتھ ساتھ سماجی خدمتوں میں حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ "شعبۂ محنت کشان و
کاشتکاران" کے دستور العمل میں اس کی تصریح ہے کہ کارخانوں کے قوانینِ
کار کا مطالعہ، ان کی تشریح وتنقید، محنت کاروں کو اُن کے حقوق بتانا،
ان حقوق کو حاصل کرنے کے لیے جد و جہد کرنا، اور محنت کشوں کی قائم کردہ
کمپنیوں کی رہنمائی کرنا، ان کو اسلامی رنگ میں رنگنا، پیشہ ور محنت
کشوں کو اُن کی اپنی انجمنوں میں داخل ہونے کی ترغیب دینا، اور زراعت پیشہ

---

[۱] یہ دراصل قاہرہ ہی کا ایک حصہ ہے، بس نیل کے اُس پار ہے۔ لیکن اُس کی
انتظامیہ [Administration] علیحدہ ہے۔

[۲] مصنف نے تفصیل کے ساتھ ان مساجد کا ایک نقشہ پیش کیا ہے، جس کا نقل
کرنا ہم نے غیر ضروری سمجھا۔ ایسی مساجد کی تعداد ۵۳ بتائی ہے جن میں سے ۸ کے
مکمل مصارف اخوان برداشت کرتے ہیں اور بقیہ میں امام وخطیب یا صرف خطیب کا
انتظام۔ ۵ مسجدیں اخوان کی ملک ہیں۔ یہ صرف قاہرہ وجیزہ کی مساجد کا ذکر ہے
مصر کے دوسرے صوبوں کی مساجد اس سے علیحدہ ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

محنت کشوں کی انجمنیں قائم کرنے کا مطالبہ کرنا، اخوانی محنت کشوں میں باہمی تعاون کی رُوح پھونکنا اور باہمی امدادی اسکیموں میں ان کی گروپ بندی سے فائدہ اُٹھانا، اس سیکشن کے اغراض میں ہے۔

شعبۂ مذکور نے اس سلسلے میں بہت سے عملی قدم اُٹھائے، مرکز میں ایک "مدرسۂ محنت کشاں" قایم کیا، جس کا کام مزدوروں کو اُن کے حقوق سے آگاہ کرنا، "قوانین محنت کشاں" کی توضیح و تفہیم ان قوانین سے تا حدِ امکان فائدہ اُٹھانے کے لیے ان کی مدد کرنا۔ اسی طرح اس سیکشن کے دستور العمل میں اس کی بھی تصریح ہے کہ "سماجی مساوات اور سماجی باہمی کفالت کی جدوجہد، تمام فیکٹریوں میں سماجی خدمات کے حصول کی ترویج، کسانوں کی مالی مشکلات اور اُس سے متعلق زرعی ملکیت کی مشکلات کا حل، سلطنت سے ایسے اقتصادی و سماجی قوانین بنانے کا مطالبہ جن سے ان کے حقوق کا تحفظ ہو سکے، محنت کشوں کی نئی نئی پیدا ہونے والی مشکلات کے حل کی کوشش اس طرح کہ صنعتی اور زرعی ہر دو قسم کے محنت کشوں کے مفادات پورے ہو سکیں۔ یہ بھی اس شعبے کے اغراض میں ہے۔"

"شعبۂ محنت کشاں" خود بھی محنت کشوں کی سماجی خدمت کرتا ہے یعنی اُن کی مشکلات کا حل پیش کرتا ہے۔ اس شعبے کے دفتر واقع

Marfat.com

مرکز اخوان میں محنت کشوں کے مسائل میں خصوصی مہارت رکھنے والے وکلاء ہیں، جو اُن کی ٹھیک ٹھیک رہبری کرنے اور انھیں اُن کے مفاد کی راہیں سمجھاتے ہیں۔ شعبہ بے کاروں کے لیے حتی الامکان کام بھی مہیا کرتا ہے، اس کے لیے ایمپلائمنٹ ایکسچینج اور دیگر تجارتی و صنعتی کمپنیوں میں دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ جن سے اخوان کے اچھے تعلقات ہیں۔

مرکز میں جو "شعبۂ پیشہ وراں" ہے وہ بھی اپنی اور سرگرمیوں کے علاوہ بعض سماجی خدمتیں بھی انجام دیتا ہے، اس کے دستور العمل میں تصریح کی گئی ہے کہ اس کے اغراض و مقاصد میں "مصر اور دیگر اسلامی ممالک کے اصحاب حرفت کے مابین تعلقات استوار کرنا" ہے، اس کے لیے اُس نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے وہ یہ ہے :- "پیشہ ور شخصیات، انجمنوں کلبوں اور جماعتوں، اور مقامی و بین الاقوامی علمی جمعیتوں سے تعلقات پیدا و استوار کیے جائیں۔ اور حسب ضرورت و امکان سند یافتہ اخوانیوں کو سرکاری یا غیر سرکاری خدمات میں لگانے کا انتظام کیا جائے۔"

یہاں سماجی خدمات کے موضوع کی مناسبت سے ہم "شعبۂ پیشہ وراں" کی صرف شاخوں کا ذکر کریں گے :-

۱۔ **شعبۂ ماہرین زراعت** :- اس کے اغراض و مقاصد میں زراعت کے اصلاحی طریقے پیش کرنا، زرعی صنعتی منصوبے بنانا اور

Marfat.com

جہاں تک ہو سکے لمیٹیڈ کمپنیوں یا کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعے ان پر عملدرآمد کرنا ہے۔ بعض اسکیمیں درجِ ذیل ہیں :۔

ا ۔ دُودھ سے تیار کردہ اشیاء [Milk Production]

ب ۔ ترکاریوں اور پھلوں کو ڈبوں میں محفوظ کرنا اور جڑی بوٹیوں سے حاصل کردہ تیل وغیرہ ادویہ ۔

ج ۔ زرعی پیداوار کے معیار کو بلند کرنے اور پیداوار بڑھانے کی اسکیم، اور یہ مندرجہ ذیل طریقوں سے :۔

۱۔ کاشتکاروں کو جدید طریقوں پر زراعت کی ترغیب دینا'

۲۔ عمدہ بیج استعمال کرنا'

۳۔ مویشیوں کی افزائشِ نسل پر توجہ اور ان میں سے ممتاز نسلوں کی تربیت'

۴۔ زرعی مشینی آلات سے باہمی تعاون کے ساتھ فائدہ اُٹھانا' تاکہ مویشی دُودھ' دہی وغیرہ اور نسل کے لیے مخصوص رہیں'

۵ ۔ پالتو جانوروں کی صحیح علمی بنیادوں پر پرورش'

۶ ۔ شہد کی مکھی اور ریشم کے کیڑے کی پرورش عام کرنا'

۷۔ تعاون کے ساتھ پیداوار کا بازار (نرخ) مقرر کرنا'

۸ ۔ باہمد گر دیہی صنعتوں کی اشاعت ۔۔۔

Marfat.com

۲۔ **شعبۂ ماہرینِ عمرانیات**:۔ اس کی تشکیل حسبِ ذیل ہے:۔

۱۔ عمرانی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے اور ماہرینِ عمرانیات۔

۲۔ محکمۂ رفاہی بیمہ [Social Security Department] رفاہی بیمہ کے محققینِ عمرانیات۔

۳۔ محکمۂ کاشتکاران کے ماہرینِ عمرانیات۔

۴۔ شعبۂ عمرانیات (آرٹس کالج) کے گریجویٹ طلبہ۔

۵۔ "سماجی خدمت کے اسکول" کے سند یافتہ۔ اس شعبے کے اغراض مقاصد حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ ایسی علمی تحقیقات پیش کرنا جو اسلامی اصولوں کی روشنی میں سماجی انصاف" [Social Justice] قائم کرنے میں حکومت کی رہبری کریں۔

۲۔ پبلک خدمات میں حصہ لینا' اس کے لیے علمی تحقیقات اور فنی رپورٹیں پیش کرنا جن کی روشنی میں افلاس' جہالت' بیماری اور اخلاقی انحطاط کو مٹانے کے لیے سماجی اداروں کا قیام عمل میں آئے۔ اس شعبہ کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ ایسے سماجی اداروں کے مابین تعاون کا میدان ہموار کرے۔

۳۔ اخوانیوں کی سماجی خدمت کے لیے اقدامات کرنا اور وہ

Marfat.com

اس طرح پر کہ سماجی اسکیموں جیسے سوشل بیمہ، تندرستی بیمہ، اور قرضِ حسنہ کے نظام کو عام کیا جائے۔ اسی طرح افراد کی مشکلات پر غور و فکر کیا جائے اور اُن کے حل کرنے کے لیے وسائل پیش کیے جائیں۔

۴۔ عام سماجی میدانہائے فکر و عمل اور اخوان کی رپورٹوں کو جمع کرنا اور اُن کو اس طرح ترتیب دینا کہ ان کا اکمالی مطالعہ اور تحلیل کی جاسکے اور مُفید نتائج اخذ کرکے دعوت کے میدان میں فائدہ اُٹھایا جاسکے۔

اس شُعبے کی "تنفیذی کمیٹیاں" جو مقاصدِ بالا کی تنفیذ کا فرض انجام دیتی ہیں حسبِ ذیل ہیں:—

۱۔ سماجی اعداد و شمار کمیٹی،
۲۔ خدمتِ فرد کمیٹی،
۳۔ سماجی منصوبہ بندی کمیٹی،
۴۔ سماجی خدمات کی تنظیمی کمیٹی،
۵۔ ریکارڈ اور نشر و اشاعت کی کمیٹی —

شُعبۂ طلاب: — کا کام یہ ہے کہ جتنے طلبہ اخوان کی تحریک سے تعلق رکھتے ہیں اُن کی ضروریات انجام دے۔ اور اُن کے درمیان مدرسی تعاون کی تنظیم کرے، گرمیوں کی تعطیلات میں طلبہ کے

Marfat.com

استفادہ و افادہ کا انتظام کرے، طلبہ کو بتائے کہ مدرسی عملی سرگرمی سے کیا فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

شعبۂ خاندان: یہ شعبہ اپنی رُوحانی اور تربیتی سرگرمی کارکردگی کے علاوہ سماجی کارکردگی میں بھی حصہ لیتا ہے۔ چنانچہ شعبہ کے دستور العمل میں ہے کہ خاندانوں کے افراد کے درمیان روابطِ اخوت کو مضبوط کیا جائے، اس دستور العمل کی رُو سے اُن پر واجب ہے کہ ہر ہفتہ دفتر شعبہ کے علاوہ کسی مقام پر اکٹھا ہوں، جمعہ کی نماز کے لیے ایک مسجد میں جمع ہوں، مہینے کی ایک رات اسکاؤٹ کیمپنگ کے طریقہ پر ساتھ بسر کریں اور رات کا کھانا اور ناشتہ ساتھ کریں۔ اس دستور العمل میں افراد "خاندان" (اُسرۃ) کی مشکلات کا طریقۂ علاج بھی درج ہے۔ افراد "خاندان" کے درمیان کوئی اختلاف ہو تو وہ "نقیب اسرۃ" (نگرانِ خاندان) کے پاس پیش کیا جاتا ہے اور نقیب و فرد "خاندان" کے مابین کوئی اختلاف ہو تو وہ "خاندان" میں پیش کیا جاتا ہے، اگر وہاں حل نہ ہو سکے تو پھر صدر شعبہ کے پاس جاتا ہے، اگر وہ بھی ناکام رہے تو پھر ایک جنرل کمیٹی اس کا فیصلہ کرتی ہے اور وہ لازماً قابلِ قبول ہوتا ہے۔ خاندانوں کے نظام نے ہر اخوانی پر سماجی کفالت باہمی کو بھی لازمی قرار دیا ہے اور اُس کو اُنھوں نے اتنی بلندی عطا کی کہ اصلِ ایمان

Marfat.com

اور حقیقت اخوت کا نام دے دیا۔

اخوان نے اپنی جماعت کے اندر "سماجی کفالت باہمی" کی اسکیم کو عملی جامہ پہنایا، وسطی قاہرہ کے "منطقہ" کے ماتحت محلہ باب الشعریہ کے شعبے نے امداد باہمی کے نظام پر اس اسکیم کو چلایا ہے۔ ہر اخوانی دس قرش[1] ماہوار سے اس میں حصہ دار ہوتا ہے۔ پھر یہ سب رقم اکٹھا کی جاتی ہے اور اس کو تجارتی کاموں میں لگایا جاتا ہے۔ اس تجارت کی آمدنی ایسے اخوانیوں کی امداد میں صرف کی جاتی ہے جن کا روزگار جاتا رہتا ہے یا اُن کے مالی حالات امداد کے متقاضی ہوتے ہیں۔

شعبۂ روابط مابین عالمِ اسلامی:۔ عالمِ اسلامی سے روابط کا یہ شعبہ بیرونِ ملک اپنی عملی سرگرمی کے ساتھ ساتھ ضرورت مند بیرونی طلبہ کی سماجی خدمت بھی کرتا ہے۔ جن کی حالت امداد کی متقاضی ہوتی ہے، تحقیق کے بعد اُن کو ماہانہ امدادی وظیفہ دیتا ہے۔ اس طرح کی معمولی مالی خدمات ان ممالک میں مصری سوسائٹی کو زبردست معنوی و مادی فائدہ پہنچاتی ہیں، جہاں سے یہ طلبہ آئے ہوتے ہیں۔ خصوصاً جب وہ اپنے ملکوں کو واپس جاتے ہیں تو یہ فائدہ اُجاگر ہوتا ہے۔ ایک قریہ کا واقعہ ہے کہ ایک سامراجی سفارت خانہ نے طالب علموں کے ایک وفد کی

[1] مصری سکہ ۲۰ ر کے مساوی (مترجم)

Marfat.com

اُن کے گھروں سے آنے والی رقم روک دی' اور ادائیگی کے لیے یہ شرط لگائی کہ یہ طلبہ اس وطنی جدوجہد پر اظہارِ نفرت کریں جو اُن کے سرپرست و اقارب کر رہے ہیں۔ طلبہ نے اس شرط کو قبول نہیں کیا۔ اور شعبۂ روابط کے دامن میں پناہ لی' جس نے ان کی ہمت افزائی کی۔ اور اس صورتِ حال کے رفع ہونے تک اُن کے لیے ضروری ماہانہ امداد مقرر کی جس کے وہ بہت منت پذیر ہوئے اور اپنے وطن واپس ہو کر اس احسان کا بدلہ کئی گُنا زائد ادا کیا۔ اخوان' بلکہ تمام مصری سوسائٹی کے لیے یہ عمل ایک بڑے پروپیگنڈے کا سبب ہوا۔

اخوان نے فلسطینی پناہ گزینوں کی امداد کے لیے فلسطینی ریل کے نام سے ایک زبردست سماجی منصوبہ پر عمل کرنا چاہا' جس کے لیے ان پر چندوں کی بوچھار ہو گئی' اور عملاً انھوں نے بوگیاں بھی کرایہ پر لیں لیکن نقراشی[1] پاشا کی حکومت نے اس اسکیم کو روک دیا' اس کا خیال تھا کہ اس میں اخوان کا بہت زبردست پروپیگنڈہ ہوگا۔ اور پھر اب یہی اسکیم فوجی انقلاب کے بعد "رحیم گاڑی" کے نام سے عمل پذیر ہوئی۔

نمونے کی تعاونی بستی [Model Cooperative Society] اخوان کے صرف اپنی خاص مشکلات کے علاج

---

[1] مصر کا ایک سابق وزیرِ اعظم (مترجم)

Marfat.com

کے لیے ایک محدود دائرے میں جدوجہد و تعاون پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ انھوں نے اس تعاون و امدادِ باہمی کو زندگی کے وسیع تر دائرے میں پھیلانے کی کوشش کی۔ چنانچہ انھوں نے اس نقطۂ نظر کے تحت مکانات کی تعمیر کے لیے پس انداز کرنے اور قرض دینے کی ایک کوآپریٹو سوسائٹی مصر قدیمہ[۱] میں قایم کی جس کا دفتر اس وقت ۷۷ شارع الملکہ (قاہرہ) میں ہے، اور ایک نمونہ کی تعاونی کالونی بنا ڈالی جس میں بسنے والوں کے لیے شرط لگائی گئی کہ وہ نیک نام و خوش اطوار ہوں، باہمی تعاون اور عام ہمدردانہ اخلاق کے حامل ہوں تاکہ ایک ایسی پاک و صاف سوسائٹی قایم ہوسکے جس کے تمام افراد ایک دوسرے کے بہی خواہ اور دردمند ہوں۔"

اس منصوبے کا اقتصادی امتیاز یہ ہے کہ مکان کے مصارفِ تعمیر، زمین اور اس کے گرد باغیچے کی قیمت ایک ہزار پاؤنڈ[۲] کے اندر اندر ہوگی۔ اس طرح وہ ان امتیازات سے مستفید ہوسکے گا جو کوآپریٹو سوسائٹیوں کے قانون کے مطابق اس کو حاصل ہوں گے۔ مکان ۴۰۰ میٹر مربع پر قائم کیا جائے گا۔ ۱۵۰ میٹر عمارت کے لیے اور ۲۵۰ باغیچے کے لیے۔ قیمت کی ادائیگی قسط وار ہوگی، جو ملازمت پیشہ، محنت کشوں اور متوسط درجے کے

---

[۱] وہ پرانا مصر جو حضرت عمرو بن العاص نے آباد کیا (مترجم)

[۲] مصری پاؤنڈ انگریزی پاؤنڈ کے تقریباً مساوی ہوتا ہے یعنی آجکل ساڑھے تیرہ روپے کے قریب (مترجم)

Marfat.com

تاجروں وغیرہ جیسے محدود آمدنی والے درمیانی طبقہ کی حالت کے لحاظ سے ہوگی اور بہت معمولی سوسائٹی کا ممبر قیمت کا ۱/۵ حصہ پیشگی ادا کرے گا اور مکان اُس کو مل جائے گا۔ باقی قیمت دس سال کے اندر ماہوار قسطوں میں ادا کرے گا۔ کالونی میں تجارتی، صنعتی وغیرہ جتنی اقتصادی اشیائے ضرورت ہوں گی وہ سب سوسائٹی کی ملک ہوں گی جس سے حاصل ہونے والا نفع سارے ممبران کو تقسیم کیا جائے گا۔ اور اس طرح "خودغرضانہ فردی نظام" کی جگہ "امداد باہمی کا نظام" لے لے گا۔

اس منصوبے کا ایک امتیاز یہ ہوگا کہ وہ کالونی میں بسنے والوں کے درمیان بھائی چارہ اور باہمی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس غرض کے لیے وہ صالح اور لائق عناصر کا انتخاب کرے گا۔ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ ایک مضبوط نئی نسل تیار کی جائے اور اس کے لیے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام دیانت دار اور فرض شناس لوگوں کے ہاتھوں میں دیا جائے۔ سوسائٹی اس غرض کے لیے "مانٹیسوری اسکول" اور ابتدائی و ثانوی تعلیم کے اسکول قائم کرے گی۔ یہ منصوبہ کالونی میں بسنے والوں کے درمیان "سماجی کفالت باہمی کے طریقے کو بھی رائج کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور سماجی وتندرستی بیمہ [Social Health Insurance] کا نظریہ بھی ان میں عام کرے گا۔ ورزشی کھیلوں کی ایک انجمن

Marfat.com

[Sports Clubs Society] ایک پبلک لائبریری ایک مسجد اوراس کے علاوہ ایک نئے معاشرے کے لیے اور جو ضروری سامانِ حیات ہوسکتا ہے اُسے قایم و مہیا کرے گا۔

یہ کالونی مکانات کی مشکل حل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہوگی جس کے متوسط آمدنی والے اخوانی شکار ہیں اور مثالی معاشرے کی عمارت میں ایک بہترین اینٹ ہوگی۔

۲۔ جسمانی تربیت و اسکاوٗٹ

(ا) تربیت جسمانی :۔

جسمانی تربیت اخوان کے یہاں ایک ایسی لازمی ڈیوٹی ہے جس کا روزانہ انجام دینا ضروری ہے۔ اس کا مقصد ایک ایسا کامل مسلمان تیار کرنا ہے جو جہاد کی ذمّے داریاں اور دعوت کا بوجھ سنبھال سکے۔ اور یہ اُسی شخص کے لیے ممکن ہے جس میں اس کے برداشت کرنے کی جسمانی قوّت ہو۔ اس بارے میں وہ مندرجۂ ذیل حدیثِ نبوی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں :۔

اَلْمُؤمن القوِیُّ خیرٌ و اَحَبّ اِلَی اللہ من الْمُؤمن الضعیف — طاقتور مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر اور اللہ کو زائد محبوب ہے۔

Marfat.com

جسمانی تربیت کے اس مقصد کی تکمیل کے لیے وہ درج ذیل طریقے اختیار کرتے ہیں :۔

۱۔ روزانہ مکان اور شعبے میں کسرت اور ورزش کرنا،

۲۔ سفر اور کیمپنگ، اکثر ان سفروں کا انتظام شعبہ کرتا ہے اور ان میں زائد تر آثارِ قدیمہ کے علاقے یا خالی مقامات ہوتے ہیں۔

۳۔ ورزشی کھیل :۔ اخوان کے یہاں کھیلوں کی بہت سی قسمیں ہیں : فٹ بال، باسکٹ بال، بیڈمنٹن، پنگ پونگ، بھاری ورزش یا جمناسٹک (لوہا اٹھانا، بوکسنگ، کشتی) سویڈنی ورزشیں، سائیکل سواری، تیراکی، رگبی (یہ ایک نیا کھیل ہے جو باسکٹ بال [Basket Ball] کے مشابہ ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ وہ فٹ بال گراؤنڈ میں کھیلا جاتا ہے اور اس کی گیند بیضاوی شکل کی ہوتی ہے۔

اخوان کے غیر قانونی قرار دیے جانے سے قبل اُن کے بڑے بڑے اسپورٹس کلب [Sports Clubs] جن میں مختلف قسم کے کھیلوں کا انتظام تھا، ان کے ممبر بہت سے مقابلوں میں شریک ہوتے رہے جو مصر اسپورٹس فیڈریشن اور نیشنل کمیٹی میں ریکارڈ ہیں۔ یہ ٹورنامنٹ اسماعیلیہ، طنطا، منصورہ، پورٹ سعید

Marfat.com

پورٹ سوئز، کراس، غارب، منوف، بنی سویف، منیا، منہور، حلوان، شبین الکوم کے شہروں میں ہوتے رہتے ہیں۔

ملک کے مختلف علاقوں میں اخوان کی فٹ بال کی ۹۹ ٹیمیں تھیں، جن میں سے ۳۶ صرف قاہرہ میں تھیں۔ ۲۳ ٹیمیں باسکٹ بال کی، ۲۸ ٹیمیں ٹیبل ٹینس یا پنگ پونگ کی۔ ۹ ٹیمیں بھاری وزن اٹھانے کی، ۱۶ باکسنگ، ۹ کشتی کی، ۸ تیراکی کی جن کا مشہور و معروف بین الاقوامی تیراک حسن عبدالرحیم نگراں تھا۔ سائیکل ریسوں میں اخوان ملک اور بیرون ملک شریک ہوئے اور ان میں محمد مصطفےٰ نوری "فلسطین چمپین شپ" و "مڈل ایسٹ چمپین شپ" میں کامیاب ہوئے۔

جماعت کے غیر قانونی قرار دیے جانے کے بعد اگرچہ جسمانی تربیت کا شعبہ ابھی اپنے ابتدائی دور میں ہے، لیکن ان تمام کھیلوں کی ٹیمیں بن گئی ہیں اور فی الحال ہر "مقامی مرکز" میں ہر کھیل کی کم از کم ایک ٹیم ہے۔ یعنی مختلف کھیلوں کی ۱۹ ٹیمیں (یہاں یہ بات بھی خیال میں رکھنا چاہیے کہ اخوان اس وقت تک کھیلوں کی ٹیمیں نہیں بناتے جب تک وہ تمہیدی کوششوں کے ذریعے اچھی طرح سے اخوان کو یہ نہیں سمجھا دیتے ہیں کہ ان ٹیموں کا بنیادی مقصد جسم کی تربیت، اخلاق کی اصلاح اور امداد باہمی کی تعلیم ہے۔ صرف میچوں کا جیتنا اور انعامات حاصل کرنا نہیں۔

Marfat.com

کیونکہ یہ اخوان کے مزاج کے مطابق نہیں ۔)

۴ ۔ موسمِ گرما کے کیمپ :۔

سنہ گزشتہ (۱۹۵۲ء) کی گرمیوں میں اخوان نے دو بہت بڑے کیمپ قائم کیے۔ ایک وخیلۃ[1] (اسکندریہ) کے مقام پر۔ اس میں بیس خیمے تھے، ہر خیمہ ۵ افراد کے لیے۔ یعنی سو آدمیوں کا کیمپ تھا۔ دو مہینے تک یہ کیمپ رہا، اور ہر ہفتہ باری باری اس پر مختلف جماعتیں آتی رہتی تھیں۔ دو ماہ کی مدت میں اس میں ۸۰۰ آدمی شریک ہوئے ۔ ایک دوسرا کیمپ شہر دمیاط میں حمصہ کے مقام پر۔ اس میں تقریباً ۱۲ خیمے تھے۔ ہر خیمے میں ۵ آدمی یعنی پورا کیمپ (۶۰) آدمیوں پر مشتمل تھا۔ ڈیڑھ ماہ تک یہ قائم رہا۔ اس میں ہر ہفتہ نئے نئے لوگ آتے تھے۔ اس طرح کل آنے والوں کی تعداد ۳۶۰ تھی۔

ان کیمپوں میں اخوان تیراکی کے علاوہ بعض سویڈش ورزشیں اور سخت کھیل کھیلتے اور شبانہ جلسوں کا پروگرام بھی کرتے تھے۔ جن میں اخوانی ڈرامے پیش کیے جاتے تھے۔

(ب) اسکاوٹنگ :۔

نظریاتی نقطۂ نظر سے اخوانی سکاوٹ کا مقصد اخلاق حسنہ اور

---

[1] اسکندریہ کا سمندر کے کنارے دور ایک کھلا اور پرفضا مقام (مترجم)

Marfat.com

(۲) تربیت کے ذریعے ایک صالح فرد تیار کرنا ہے، اس طریقے سے جوانوں کے پسندیدہ اعلیٰ مقاصد کی تکمیل اور اُن کی تربیت ایک ساتھ ممکن ہو سکتی ہے۔ نوجوانوں کی دو قسمیں ہیں :۔

(ا) وہ نوجوان جو اسکاؤٹنگ کو اس لیے پسند کرتا ہے کہ اس میں جواں مردی اور جوانی کی طاقت کا مظاہرہ ہے چنانچہ وہ اسکاؤٹ تنظیم میں اپنی اس فطری خواہش کی تکمیل کے لیے شریک ہوتا ہے۔ یہاں وہ اس کی تعلیم و تربیت و مشق کے سانچے میں ڈھلتا اور وطن کا ایک مفید و خیر کوش سپاہی بن کر نکلتا ہے۔

(ب) وہ نوجوان جس نے تقویٰ، نیک اخلاق اور فضائل کی تربیت پائی ہے۔ لیکن نہ تو اس کی کوئی جسمانی تربیت ہے اور نہ عام مطالعہ۔ اس طرح نہ تو وہ مل کر جماعتی زندگی گزارنا جانتا ہے اور نہ انسانی واجبات کی ادائیگی اور تعاون و اشتراک کا سلیقہ رکھتا ہے ایسا نوجوان اسکاؤٹ تنظیم میں داخل ہونے کے بعد انسانی برادری کا ایک ایسا لائق ممبر بن جاتا ہے جو اپنی ذات اپنی مقامی سوسائٹی اور پھر اپنی عمومی سوسائٹی یعنی ملک کے حقوق بخوبی انجام دے سکتا ہے۔

استاذ حسن البنا مرحوم کے دماغ میں یہ خیال ۱۹۳۶ء میں آیا، کہ نوجوان ایک بڑی طاقت ہیں، ضرورت ہے کہ وہ معاشرے کے ساتھ

Marfat.com

گھُلنا ملنا اور دینی زندگی و خدا پرستی کو دُنیاوی زندگی کے ساتھ ہم آہنگ بنانا جانتے ہوں اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے جن قدروں کی ضرورت ہے وہ اُن کو حاصل ہوں، جیسے مضبوط جسم اور معاشرے کی خدمت کی مشق۔ عام اسکاؤٹ تنظیم نے چونکہ اب تک اس حقیقت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی، اور نہ نوجوانوں کی اس طرف رہبری کی تھی، اس لیے شیخ حسن البناؒ اور اسکاؤٹ ایسوسی ایشن کے مابین ایک وسیع خلیج تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے نوجوانوں کی تیاری کا ایک خاص نظام بنایا، جس کے بعد وہ مصری "اسکاؤٹ تنظیم" کے پابند و محتاج نہ رہے۔ اور دُنیا میں اسکاؤٹ تحریک کا جو مقصد و پیغام ہے کہ نوجوانوں کی دینی، قومی اور سماجی تربیت ہو اُس پر عمل پیرا ہونا اُن کے لیے آسان ہوسکا۔ ۱۹۳۰ء میں انھوں نے اس طرز کی پہلی جماعت بنائی اور اس کا نام "جماعت سفر" رکھا۔ اور اسماعیلیہ کے شہر میں اس پر عملدرآمد کیا۔ پھر انھوں نے اس جماعت کا دستور العمل تیار کیا، اس کی تنظیم کی۔ بذاتِ خود اس کی نگرانی کے فرائض سنبھالے، اور اپنے قلب و نظر سے اس کی طرف پوری توجہ دی، حتّٰی کہ یہ نظریہ کامیاب ہوا اور رابقاً بعد میں اپنے تبادلہ کے بعد وہاں بھی اُسے رائج کیا پھر تیسری جماعت صوبہ قلیوبیہ

ؐ مصری صوبہ ہندوستانی صوبہ سے بہت چھوٹا ہوتا ہے اُسے کمشنری کی برابر سمجھنا چاہیے۔ (مترجم)

Marfat.com

میں، اور چوتھی صوبہ شرقیہ میں قایم کی۔

سنہ ۱۹۳۷ء میں اُستاذ البنا نے سنجیدگی کے ساتھ غور کیا کہ اسکاوٹ ایسوسی ایشن کے عمومی نظام میں باقاعدہ وہ داخل ہو جائیں تاکہ جماعتِ اخوان اور بالخصوص "جماعتِ سفر" ان سہولتوں اور امتیازات سے مستفید ہو سکے جو باقاعدہ اس ایسوسی ایشن میں رجسٹر ہونے کے بعد اسکاوٹ کو حاصل ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اُن اخوانی نوجوانوں سے فائدہ اُٹھایا جاسکا جو ایسوسی ایشن میں یا اُس کے باہر اسکاوٹنگ کے میدان میں باقاعدہ خدمات انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ پہلا اسکاوٹ گروپ تشکیل دیا گیا اور اُس کو رجسٹر بھی کر دیا گیا۔ یہ گروپ محمد ابوالسعود اور عبدالعزیز احمد کے زیرِ صدارت تھا، ۳۵ افراد اس میں شریک تھے جن میں سے اکثر اس وقت اخوان کی "مجلسِ تاسیسی" کے ممبر ہیں اس نظریے نے بہت رواج پایا اور قاہرہ کی سوسائٹی میں اس کا اثر ظاہر ہونے لگا، اس کا پہلا کیمپ اواخر ۱۹۳۹ء میں اسکندریہ میں دخیلہ کے مقام پر قایم کیا گیا۔ اسی زمانے میں میجر محمود لبیب کا اس گروپ سے تعارف ہوا، اور اخوان کے نوجوان اُن کو بہت پسند آئے۔ ان کو بڑی تمنا تھی کہ مصر میں ایسے نوجوان ہوں جو ایمان اور قوت دونوں سے مسلح ہوں چنانچہ اخوانی نوجوانوں کی تربیت میں انھوں نے

Marfat.com

پورا پورا حصہ لیا۔

۱۹۴۹ء کے شروع میں اخوان کے حلقے میں اسکاؤٹ سسٹم کی پہلی عمومی تشکیل ہوئی جس کے لیے ایک خاص منہج اختیار کیا گیا، تاکہ وہ پورے ملک میں عام کیا جا سکے چنانچہ اُس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل قرار دیے گئے :-

(۱) نوجوان وطن کی قوت ہیں، اور ان کی کوششوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا ضروری ہے۔

(۲) قائدین کی ایک جماعت تیار کرنا جو ان جماعتوں کی ٹریننگ کا بار سنبھال سکیں اور اخوانی نظریہ اسکاؤٹنگ کے اغراض و مقاصد اور اُس کی ٹریننگ ان کو دے سکیں۔

(۳) اخوان کے ہر شعبے میں کم از کم تین سال کے لیے دس ایسے اخوانی عملی ممبروں کی جماعت کی تشکیل جو رُوحانی و اخلاقی طور پر ممتاز ہوں اور اخوانی فکر ان کی رگ و پے میں اچھی طرح سرایت کر چکا ہو۔

(۴) ہر دو ماہ پر ہر جماعت میں پانچ نئے افراد کے شامل ہونے کی اجازت۔ اس طرح باہمی میل جول کے ذریعے وہ اخوانی مقاصد کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور قبول کر سکیں گے اور اپنے پیش رووں کے اخلاق سے متاثر ہو سکیں گے۔

Marfat.com

پھر اس نظریے کا مندرجہ ذیل طریقے پر عملی نفاذ ہوا:۔

۱۔ اخوانی اسکاؤٹ (جوالہ) کی ایک ہائی کمانڈ بنی جو سات افراد پر مشتمل تھی" مرشدِ عام" (صدر اخوان) اس کے صدر، پروفیسر ڈاکٹر کمال الدین حسین، ڈائرکٹر جنرل، میجر محمود لبیب مرحوم انسپکٹر جنرل اور حضرات محمود ابو السعود، سعد الوکیلی، عبدالغنی عابدین، عبدالعزیز احمد ممبران مقرر ہوئے۔

۲۔ ان اسکاؤٹ جماعتوں کی نگرانی کے لیے ۳۵ افسران کی ٹریننگ اور اُن کے لیے ایک ٹریننگ اسکول کا افتتاح (حسب تجویز اسکاؤٹنگ کے ممتاز لوگوں کے ہاتھوں دو مہینوں میں ان ۳۵ افراد کی ٹریننگ مکمل ہوگئی)

۳۔ ابتداءً قاہرہ میں ایسی اسکاؤٹ جماعتوں کی تشکیل ہوئی اور یہ تربیت یافتہ افسران اُن پر نگراں مقرر ہوئے۔

۴۔ قاہرہ میں اس اسکیم کے کامیاب ہونے کے بعد اسکندریہ میں اس پر عمل کیا گیا۔ پھر تمام صوبوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک جنرل کیمپ قائم کیا گیا۔ تاکہ ان کو اپنے اپنے حلقوں کی ٹریننگ کے لیے تربیت دی جا سکے۔

۵۔ ۱۹۴۱ء کے شروع میں اخوان المسلمین کے اسکاؤٹ

Marfat.com

کی تعداد (۲۰۰۰) افراد تھی۔ پھر اس نظریے کی اشاعت زیادہ ہوتی چلی گئی اور نوجوانوں کے دماغوں پر وہ چھاتی چلی گئی۔ کیونکہ اپنی ظاہری شکل میں وہ ان کی خواہشات کی تکمیل کا ایک بہتر ذریعہ تھی۔ وہ اس میں داخل ہوتے اور کچھ ہی مُدت کے بعد اخوان کا نظریہ اُن کے دلوں میں اُتر جاتا اور اُس کی اشاعت کی جدوجہد میں شریک ہو جاتے۔

سنہ ۱۹۴۱ء میں ان نوجوانوں کو عام خدمت کی طرف مائل کیا گیا۔ اور اب وہ اپنی تشکیلات، جیسے "شعبہ ہائے بہبود وسماجی خدمت" کے دائرے کے اندر رہ کر عام انسانی خدمت میں عملی حصہ لیتے ہیں، ہر انسان کی مدد کرتے ہیں، ہر ضرورت مند کو سہارا بہم پہنچاتے ہیں۔

سنہ ۱۹۴۲ء میں اسکاؤٹ کی تعداد (۱۵۰۰۰) ہو گئی۔ کیونکہ اب یہ طریقہ دیہاتوں میں بھی پھیلنے لگا تھا۔ دیہاتی سوسائٹی میں اس اسکاؤٹنگ تحریک کا بہت محسوس اثر پڑا، وہ دیہاتی جو ننگے پاؤں چلنے کا عادی تھا، اب جوتہ اور موزہ پہن کر چلنے کا عادی ہو گیا، اور وہی جو گاؤں کے طریقے کے مطابق ڈھیلا ڈھالا لباس پہننے کا عادی تھا اب اسکاؤٹ نظام میں چُست لباس پہننے لگا۔ وہی جو پہلے جھکا ہوا چلتا تھا، اب تن کر چلنے لگا، اور وہی جو دیہاتی غیر جماعتی زندگی گزارتا تھا، اب جماعتی زندگی گزارنا سیکھ گیا اور اس کا پابند ہو گیا، اور اب یہ

Marfat.com

فرد کی ساری زندگی وجد و جہد صرف اپنے ہی لیے نہیں رہی، بلکہ وہ دوسرے اپنے ہم وطن دیہاتیوں کی خدمت بھی اپنا فرض سمجھنے لگا۔ یہ تمام خدمات اخوانی تنظیمات کے دائرے کے اندر تھیں۔

سنہ ۱۹۴۳ء میں اخوان نے ایک تنظیمی مہم شروع کی۔ چنانچہ انھوں نے پہلی بار مصری دیہی حلقے میں ایک سماجی منصوبہ چلایا، جس میں مندرجہ ذیل خدمات تھیں:۔

۱۔ اہلِ گاؤں اور وہاں کے معززین کی ایک کمیٹی کی تشکیل، جس کا کام گاؤں کے جھگڑے حل کرنا، اور مخالفین میں باہم صلح کرانا ہوگا۔

۲۔ گاؤں میں جو اخوانی سکاؤٹ ہیں، اُن کے ذریعے گاؤں اور اُس کی سڑکیں صاف کرانا۔

۳۔ گاؤں کی سڑکوں پر روشنی کے لیے لالٹینیں مہیا کرنا، اس کے لیے وہاں کے باشندوں سے پیسے جمع کیے جائیں گے اور گاؤں کے اسکاؤٹ نوجوان ان کو جلانے اور اُن کی نگرانی کا فرض انجام دیں گے۔

۴۔ امکانی حدود میں ان کو طبّی خدمات پہنچائی جائیں گی، جیسے گاؤں کے لوگوں کو یہ بتانا کہ علاج کے لیے موزوں جگہ ہسپتال ہی ہے

Marfat.com

یوں وہ ہنگامی و فوری حالات کے لیے اپنے پاس دوائیں وغیرہ رکھتے ہیں۔

۵۔ گاؤں کے لوگوں کو عام معاشرتی زندگی سے قریب کرنا' اس کے لیے اس طرح کے اجتماعات کرنا جس میں گاؤں کے سارے نوجوان شریک ہوں اور اس طرح باہم تعارف کے عادی اور معاشرتی زندگی گزارنا سیکھیں۔

۶۔ جائز و پاکیزہ کھیل اور دلچسپیوں" کی رُوح ان میں پیدا کرنا' جو تربیتی اصول سے نیکی کی طرف مائل کرتی' مردانگی پیدا کرتی اور خدمت وطن پر اُبھارتی ہے۔

۷۔ اپنی چھوٹی سی سوسائٹی یعنی گاؤں کے بہبودی کے کاموں میں گاؤں کے نوجوانوں کی ہمت افزائی کرنا۔

۸۔ قریبی گاؤوں میں سفر کی دعوت دینا' تاکہ اس طرح ہر تحصیل کے نوجوانوں میں علیحدہ علیحدہ باہمی تعارف و تعلقات پیدا ہوں اور ان کے اندر معاشرتی اتحاد و ہم آہنگی پیدا ہو۔

۱۹۴۳ء' اخوانی اسکاؤٹ نوجوانوں کی تعداد (۴۵۰۰۰) کو پہنچ گئی' کیونکہ نوجوانوں کو اطمینان ہو چکا تھا کہ یہ ان کے اندر قوت و طاقت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے' جس کا مقصد کسی پر

Marfat.com

ظلم وزیادتی نہیں بلکہ وطن کی خدمت اور اپنی ذات کی بہبودی وفلاح کے لیے جسم و رُوح کی تربیت ہے۔

نوجوانوں کو اخوانی "اسکاؤٹ تنظیم" میں شامل ہونے پر جس چیز نے شدّت سے آمادہ کیا وہ مغربی استعمار اور اُس کے آثارِ بد تھے جب کہ نوجوانوں میں نزاکت پسندی اور زنانہ پن عام ہو چکا تھا، یہی ایک ایسی تحریک تھی جو اُن کے دلوں میں بہادری و مردانگی کے جواہر پیدا کرنے والی تھی۔ سو جو نوجوان اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنا چاہتے تھے اخوان کی یہ سپاہیانہ تحریک اُن کی پناہ گاہ تھی اور اس طرح اُن کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی۔

اس سال جب صعید[1] میں ملیریا کی وبا پھیلی تو اخوانی اسکاؤٹ تنظیم کی ہائی کمانڈ نے وہاں کے لوگوں کی امداد کے لیے سوچا، اور اُس نے صعید کے تمام اخوانی اسکاؤٹ نوجوانوں کو اس کے لیے تیار کیا جنھوں نے محکمۂ حفظانِ صحت "ہلالِ احمر" کی انجمنوں اور دوسری جماعتوں وغیرہ کے ساتھ مل کر پُوری تن دہی سے کام کیا اور "اسکاؤٹ شعار" — یعنی خدمتِ خلق — کی بہترین مثال پیش کی تھی۔

اسی زمانے میں جبکہ صعید ملیریا کی تباہ کاریوں میں مبتلا تھا

---

[1] مصر کا دُور مغربی صحرائی علاقہ۔ (مترجم)

Marfat.com

اچانک وہ زبردست سیلاب کا شکار ہوا، جس نے گاؤں کے گاؤں اُجاڑ دیے۔ اس موقع پر بھی اخوانی اسکاؤٹ ہی پلوں پر پہرہ دیتے اور پولیس کو جاکر خبر کرتے اور اہلِ دیہات اور سرکاری آدمیوں کے ساتھ حفاظتی تدابیر میں حصّہ لیتے تھے۔ چنانچہ بہت سے گاؤں سیلاب کے نقصانات سے محفوظ ہو جاتے۔ دو مہینے تک برابر وہ اس سیلاب کا مقابلہ کرتے رہے۔ صرف صعید ہی نہیں بلکہ تمام شمالی حصّہ ملک میں آئے ہوئے سیلاب سے بچاؤ کا بار اخوان پر تھا۔

۱۹۴۶ء میں ان خدمات کے اثرات لوگوں پر واضح ہونے لگے اور اب تیزی سے وہ اخوانی اسکاؤٹ تنظیم میں شامل ہونے لگے، اور ۱۹۴۶ء کے اواخر میں ایک دم سے اُن کی تعداد (۶۰۰۰۰) ساٹھ ہزار کو پہنچ گئی۔

۱۹۴۷ء میں شمالی حصّہ ملک میں کالرا پھیلا، قوم نے امداد کے لیے اپنے آدمی تیار کیے۔ مگر بڑی افسوسناک بات ہے کہ حکومت کے بہت سے ذمّے دار لوگ وبا اور موت کے خطرے سے بھاگ گئے تھے۔ ایسے وقت میں اخوانی اسکاؤٹ ہائی کمانڈ نے اس وبا کے انسداد کے لیے ستر ہزار اسکاؤٹ نوجوان ذمے داران حکومت کے ماتحت کام کرنے کے لیے پیش کیے۔ اس موقع پر اسکاؤٹ نوجوانوں اور

Marfat.com

ذمہ داران وزارتِ صحت کے درمیان مشورہ وتبادلۂ خیال وغیرہ کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی میں اخوان کے دو نمائندے تھے، میجر محمود لبیب مرحوم اور عبدالغنی عابدین۔ اسکاؤٹ نوجوانوں نے بڑی ہمت سے کام کیا۔ خصوصاً دیہات میں۔ جہاں انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ "کالرا زدہ لوگوں کی اطلاع نہ کرنا بہت خطرناک ہے" لوگوں کے بروقت ذمے دار افراد کے پاس جانے، اُن کو کیس کی اطلاع دینے اور احتیاطی تدابیر کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کے سبب یہ جد وجہد بہت کامیاب رہی اور وبا کے انسداد میں اس کا بہت اثر پڑا۔ اس موقع پر ذمہ داران حکومت کے اعتراف کا اندازہ اُس بیان سے ہو سکتا ہے، جو اخوان کی کوششوں کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر نجیب اسکندر نے دیا تھا۔

اخوانی اسکاؤٹ نے زمانۂ وبا میں جو خدمات انجام دیں وہ سند رجۂ ذیل ہیں :—

اوّلاً، گاؤں میں :—

(۱) ہیضہ کے حالات اور حملوں کی اطلاع کرنا،

(۲) وبا زدہ گاؤں کا محاصرہ کرنا، اور کسی کو اُس میں آنے جانے نہ دینا۔

Marfat.com

(۳) اعلانات، یا وزارت صحت کے پروپیگنڈہ کرنے والے لاؤڈ اسپیکرون اور گاڑیوں کے ذریعے گلی کوچہ طبی ہدایات دینا۔

ثانیاً۔ شہروں میں:۔

(۱) ناصاف اور گندے محلوں میں صفائی کرنا۔ جس کا اہل محلہ پر بہت اثر پڑا، کیونکہ اسکاؤٹ نوجوان جو اکثر تعلیم یافتہ طبقے کے تھے اپنے ہاتھوں سے جھاڑو دیتے تھے۔

(۲) ڈی ڈی۔ٹی [D. D. T.] کے پمپوں سے مکانات کو صاف کرنا، اور لوگوں کو اس کے چھڑکنے کا فائدہ بتانا جس سے وہ مطمئن ہو جاتے۔

(۳) گندگی کے ڈھیروں اور غلیظ جگہوں کی اطلاع میونسپلٹی کے لوگوں کو پہنچانا۔

(۴) مسجدوں میں اور چوراہوں پر ہدایات دینا اور دیواروں پر پوسٹر چپکانا۔

۱۹۴۷ء کے ختم ہوتے ہوتے اسکاؤٹ نوجوانوں کی تعداد پچھتر ہزار کو پہنچ گئی۔ اور پھر آخر ۱۹۴۸ء میں اخوان کے غیر قانونی قرار دیے جانے تک یہی رہی۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۲ء کو فوجی انقلاب کے بعد اخوان نے ہی سب

Marfat.com

پہلے مصری اسکاؤٹ تنظیم میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی تاکہ وہ اس سیدھے طریقے پر چل سکے اور فائدہ حاصل کرسکے، جس پر اخوانی اسکاؤٹ عمل پیرا تھا۔ انھوں نے ذمّے داران حکومت کے ساتھ مل کر ان امور کی اصلاح کے متعلق غور و خوض کے لیے جو اخوانی اسکاؤٹ اور مصری اسکاؤٹ میں باہمی نزاع کا سبب تھے ایک کمیٹی بنانے کی تجویز پیش کی' اخوان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ وہ اسکاؤٹ تحریک کو تربیت' مردانگی' طاقت کی تحریک سمجھتی ہے' نہ کہ نزاکت پسندی' زنانہ پن' اور مغربی فیشن۔ ذمّے دارانِ حکومت نے اس دعوتِ اصلاح پر لبیک کہا۔ ۱ اگست ۱۹۵۲ء کو پہلی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا' اور اسکاؤٹ تنظیم کی ایک پہلی عارضی کمیٹی بنی' جس میں نوجوان عنصر کا غلبہ تھا' جس نے تحریک اسکاؤٹ کو اس کے صحیح رُخ پر ڈالا' جنرل کونسل کی ایک ورکنگ کمیٹی کی تشکیل ہوئی' جس میں صحیح دیانت دار لوگ شامل تھے۔ اور دو سال تک اس اسکاؤٹ تنظیم کے لیے وہ جدوجہد کرچکے تھے' ڈاکٹر عباس عمار کے "وزارت امور رفاہِ عام" کے وزیر ہونے کے بعد نئی اسکاؤٹ تنظیم کو بہت امداد حاصل ہوئی۔ کیونکہ موصوف بھی اسکاؤٹ تنظیم کو نوجوانوں کی تربیت کا ایک وسیلہ سمجھتے ہیں۔ اتفاق کی بات کہ اُس وقت اسکاؤٹ تحریک میں نمایاں اور پیش پیش اخوان ہی تھے۔ اس حیثیت سے نہیں کہ وہ اخوانی تھے'

Marfat.com

بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ مطلوبہ اصلاح کے اصولوں پر یقین رکھتے تھے۔

صرف دو مہینے کے عرصے میں قوم کے لیے مخلص اور طاقتور نوجوانوں کی بڑی تعداد تیار ہوگئی جس سے اسکاوٹ تنظیم کی اب تک کی تاریخ خالی تھی۔ عیسائی اور اسلامی فرقوں کے درمیان باہمی ربط و محبت کی فضا قائم ہوگئی۔ مصری اور غیر مصری سب لوگ محبت، خدمتِ وطن اور اس کی خاطر قربانی کرنے کے لیے متحد ہوگئے۔

پھر انھوں نے پبلک خدمت کے میدان میں عملی حصہ لیا اور جوں ہی ہفتہ "امان" کی اسکیم تیار ہوئی وہ اس کے دست و بازو تھے جس کا صدر جمہوریہ و وزیر اعظم محمد نجیب اور ان کے رفقا نے بر ملا اعتراف کیا حتیٰ کہ صدر موصوف اور افرانِ فوج نے محسوس کیا کہ اسکاوٹ تنظیم درحقیقت ایک دفاعی تنظیم ہے۔ چنانچہ انھوں نے وطن کے تمام لوگوں کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی اور ہر مدرسے ہر فیکٹری، ہر بستی میں اسکاوٹ کی ضرورت پر زور دیا۔

صدر محمد نجیب کا ان اصولوں پر یقین اور اس کے لیے ان کی جدوجہد اس قدر ممتاز تھی کہ اسکاوٹ ایسوسی ایشن نے ۲۶ر اپریل ۱۹۵۳ء کو ان کو سب سے بڑا اسکاوٹ تمغہ پیش کیا۔ اس مدت میں اخوانی اسکاوٹ نے جو جد و جہد کی اور خدمات انجام دیں ہر شخص کی نگاہ میں اس کا اثر نمایاں تھا۔

اس وقت آخر اپریل ۱۹۵۳ء اخوانی اسکاوٹ کی تعداد ساٹھ ہزار ہے......

Marfat.com

یہ اخوانی اسکاؤٹ گروپ ۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء کے بعد سے بنے ہیں جب کہ اخوان کے ذمّے دار لوگ مطمئن ہو گئے کہ اب مصر میں اسکاؤٹ تنظیم کی باگ ڈور دیانت دار ہاتھوں میں ہے جو اس کو صحیح رُخ پر چلانا چاہتے ہیں۔

مصر میں اسکاؤٹ ایسوسی ایشن بھی اب گاؤں کے لیے سماجی خدمات کی اسکیمیں تیار کر رہا ہے۔ جن کے ذریعے گاؤں کی صحیح معاشرتی اصولوں کی بُنیاد پر تعمیرِ جدید کی جائے گی۔ اور اس مہم کا بڑا بوجھ اخوان ہی پر ڈالا جائے گا۔ کیونکہ وہ دیہاتوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا دستیاب ہونا آسان ہے۔

۳۔ قومی اور وطنی خدمات

(۱) وطنی خدمات:۔ اخوان کے نظریۂ حیات و مقاصد کو پیش کرتے ہوئے ہم بتا چکے ہیں کہ اخوان کے نزدیک وطنیت کی حد بندی عقیدہ کرتا ہے جغرافیائی حدود نہیں لیکن حالات کی اُفتاد اور مصری سوسائٹی میں رہنے کے سبب ان کی سوسائٹی اور ان کا اصلی وطن یعنی مصر زیادہ ان کی توجہات کا مرکز تھا۔ ابتدا میں تو وہ وزراء حکومت کو خطوط لکھ کر معاشرتی و اقتصادی اصلاح کا مطالبہ کرتے رہے لیکن جب ان کی ایک قوت اور پبلک آواز ہو گئی تو انھوں نے صرف ان تحریری وسائل کو کافی نہیں سمجھا بلکہ بڑے بڑے جلسوں اور طاقتوری کے مظاہروں کا آغاز کیا جو حکومتوں پر اثر انداز ہوتے،

Marfat.com

اور ذلت وغلامی کے معاہدات کی راہ میں ایک پبلک رکاوٹ ہوتے جیسے "صدقی دبیون معاہدہ"[1] کے سلسلے میں پیش آیا۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اخوان نے پبلک کو وطنیت کا صحیح مفہوم سمجھایا اور بے لوث وطنیت کی اعلیٰ مثالیں پیش کیں۔ ورنہ اب تک لوگوں کا تصورِ وطنیت کے بارے میں صرف سیاسی جتھہ بندی تھی۔ جو کام بھی اپنی پارٹی کے مفاد میں ہوتا اُس کا نام وطنیت تھا۔ چاہے اُس کے لیے کیسے ہی غلط وسائل اختیار کرنا پڑیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہر نئی آنے والی حکومت سابقہ حکومت کے تمام کاموں کو غلط قرار دیتی تھی چاہے ان میں پبلک کا صریحی مفاد ہو۔ مقصد یہ ہوتا کہ سابقہ وزارت کے اصلاحی و تعمیری کاموں پر پردہ ڈالا جائے تاکہ پبلک اُس کا نام نہ لے۔ ان چند حکومتوں کو چھوڑ کر جو آزادیا لیسی رکھتی تھیں اور تھوڑے تھوڑے وقفوں کے لیے قایم ہوتیں ان ہی میں خصوصیت سے علی ماہر کی وزارت تھی۔ فوجی انقلاب سے پہلے جو وزارتیں قایم ہوئیں اُن سب کا ہی یہ حال تھا۔

حالات کی اس شرمناک رَو میں اخوان نے اپنی پوزیشن بہت

---

[1] مصر کا وزیرِ اعظم صدقی اور مسٹر بیون وزیرِ خارجہ برطانیہ ایک معاہدہ کرنا چاہتے تھے جس کے اخوان مانع ہوئے۔ ورنہ آج سویز سے انگریزوں کا انخلاء نہ ہوتا! (مترجم)

Marfat.com

مضبوط رکھی، وہ ہر سیاسی مسئلے میں پوری وضاحت و قوت کے ساتھ اپنی رائے پیش کرتے، بے لوث و مخلص وطنیت کی مثال قایم کرتے، اور محض حق کی خاطر حق کی تایید کرتے رہے۔ اس باب میں وہ کسی کی دشمنی و دوستی سے بالکل متاثر نہیں ہوئے۔ اس کی بہترین مثال ان کا مجلسِ امن (سکوریٹی کونسل) اقوامِ متحدہ میں نقراشی پاشا کی تایید کرنا ہے۔ باوجودیکہ وہ امریکہ کے اس سفر سے قبل اخوان کا سخت دشمن تھا۔ حتیٰ کہ پبلک کا بڑا حصہ اس کی تصدیق نہیں کر سکا کہ اخوان اس حد تک بلند ہو چکے ہیں، کیونکہ اب تک اس کی نظر سے اس طرح کے اخلاص کی مثالیں نہیں گزری تھیں اور پھر عام اخلاق انتہائی انحطاط کی حالت میں تھے بعض لوگوں نے اس تایید کے ایک غیر معمولی واقعہ ہونے کے سبب مخالفتیں اور دوسری جماعتوں کے اس پروپگینڈے تک کو سچ سمجھا کہ اخوان اور سعدیوں[1] میں باہم اتفاق ہو گیا ہے لیکن کچھ دن بعد ہی اس کی حقیقت کھل گئی۔ جب نقراشی امریکہ سے واپس آیا اور اس نے وطن کے حقوق میں کوتاہی اور سستی دکھائی تو اخوان اس کو برداشت نہیں کر سکے اور اس کے اور اخوان کے درمیان ایسی سخت مخالفت چھڑ گئی، جس کی مصر کی تاریخ جدید میں مثال نہیں ملتی کہ ایک وزارت یا پارٹی کی دوسری وزارت یا پارٹی سے ایسی مخالفت

---

[1] مصر کی مشہور سیاسی پارٹی جو وفد وغیرہ کی حریف تھی اور نقراشی (وزیر اعظم) اسی کا آدمی تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

ہوئی ہو۔

مصر کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے اخوانی شعبے وطنیت اور جہاد کے مدرسے تھے۔ جو وطن کے چھینے ہوئے حقوق کے مطالبے کے وقت پوری طرح سرگرم عمل تھے۔ اس کے علاوہ مصر کی کوئی پارٹی ایسی نہیں تھی جس میں اخوان کی طرح کے اور بکثرت مقرر ہوں۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اخوان نے مندرجہ ذیل وطنی خدمات انجام دیں:—

۱۔ شہروں میں عوامی حلقوں اور گاؤں میں دیہاتی حلقوں سے سیاسی جہالت کو ختم کیا۔

۲۔ عوام الناس کا سماجی زندگی سے ربط پیدا کیا، اور ان کو وطن کی خدمت کا عادی بنایا۔

۳۔ نوجوانوں میں مردانگی وجواں مردی کی روح پھونکی اور پبلک میں بہیم خدمت وطن کی روح بیدار کی، جس کو استعماری طاقت یعنی انگریزوں نے کچل کر رکھ دیا تھا، اور برابر وہ اس کو دبانے میں کوشاں تھی۔

۴۔ تازہ ترین سیاسی صورت حال اور کشمکش سے لوگوں خاص طور پر شہری عوام اور اہل دیہات کو صحیح صحیح واقفیت بہم پہنچانا،

Marfat.com

خصوصاً جب کوئی ایسا مسئلہ ہوتا جو خفیہ طور پر طے کیا جا رہا ہوتا اور اُس میں وطن کا ضرر ہوتا، اور یہ آئے دن ہوتا رہتا تھا۔

۵۔ ایک نئی نسل کی تربیت جس میں وطنیت اور جہاد کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں اور وہ وطن کے دفاع اور اُس کی عزت کے لیے اپنی جان و مال اور ہر عزیز چیز قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہے جیسا کہ انقلاب سے پہلے نہر سویز کے معرکہ میں پیش آیا۔[۱]

غالباً کوئی شخص بھی ان مندرجہ بالا پانچ نمبروں میں سے کسی نمبر کا انکار نہیں کرے گا کیونکہ اخوان نے لوگوں کی ذہنی تربیت میں جو جد و جہد کی موجودہ سیاسی شعور اس کا گواہ ہے اسی طرح فاسد حکومتوں (وزارتوں) کے خلاف انھوں نے جو جد و جہد کی اس کا بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ جس کی وجہ سے بعض وزارتیں جیسے صدقی کی وزارت جو انگریزوں سے دوستانہ معاہدہ کرنا چاہتی تھی۔ سرکاری بیانات کے ذریعے ان پر ایسے ایسے اتہام لگاتی اور ان کو بدنام کرتی تھیں جو لوگوں نے نہ کبھی سُنا تھا اور نہ دیکھا تھا۔ اس کے بعد سعدیوں کی جو وزارتیں آئیں اُن کی مخالفت

---

[۱] ۱۹۵۲ء میں وفدی حکومت نے جب ۱۹۳۶ء کا مصری و برطانوی معاہدہ یکطرفہ ختم کیا ہے اور اس کے نتیجے میں مصریوں اور نہر سویز میں مقیم انگریزی فوج کے درمیان جو معرکہ پیش آیا ہے اس میں اخوان ہی پیش پیش تھے ان کے بڑے بڑے قابل نوجوان اس معرکہ میں شہید ہو گئے ۔۔۔ (مترجم)

Marfat.com

اور دشمنی کا تو ذکر ہی کیا۔

سویز کے علاقے میں وطن کے دفاع کے سلسلے میں اخوان نے جو جدوجہد کی اس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں، یہاں اتنا کہنا کافی ہے کہ شہید ہونے والے زیادہ تر اخوانی تھے۔ مزید یہ جیسا کہ نحاس کی وزارت نے اعتراف کیا کہ وہ اخوان سے بات چیت کرنا چاہتی تھی تاکہ تحریک آزادی کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دے دے، کیونکہ وہی اس کے سب سے زائد اہل تھے۔

یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اخوان کی سیاسی رہبری علمی و تحقیقی بنیادوں پر قائم تھی، یوں ہی سطحی اور جذباتی نہ تھی۔ انھوں نے بارہ افراد پر مشتمل ایک سیاسی کمیٹی بنائی تھی، جس کا کام عام سیاسی حالات پر غور و خوض، پیش آمدہ حالات کا مطالعہ اور اخوان کو اس سے آگاہ کرنا تھا، تاکہ اخوان کے اندر متحدہ سیاسی بصیرت پیدا ہو اور عمیق تر ہوتی چلی جائے۔

(ب) قومی خدمات:۔

قومیت سے یہاں ہماری مراد وہ قومیت ہے جس کی مثال اخوان نے فلسطین کی جنگ میں پیش کی، جس کی تمام عربی سلطنتوں اور پبلک حلقوں میں مثال نہیں ملتی، یہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جنگِ فلسطین

Marfat.com

جس کے لیے اخوان نے پوری مستعدی کا اظہار کیا' اس کی دعوت دی' اس کو قبول کرنے اور اس میں شریک ہونے کے لیے ذہن تیار کیے وہ جیسا کہ بعض بزدل اور شکست خوردہ لوگ کہتے ہیں مصر کے لیے مادی یا معنوی خسارے کا سبب نہ تھی' بلکہ وہ خطرے کی گھنٹی تھی جس نے مصری قوم کو اس غار میں گرنے سے بچایا جس کے کنارے وہ سابق خود سر بادشاہ اور اس کے مجرم حاشیہ نشینوں کے طفیل پہنچ چکی تھی۔ جس کی مجرمانہ ذہنیت اس حد تک ترقی کر چکی تھی کہ اس نے ملک اور اہلِ ملک کے روزی و مال پر ڈاکہ زنی لوٹ کو کافی نہیں سمجھا بلکہ بندگانِ خدا کی جان آبرو بھی اس کے کھیل کا تختۂ مشق بنی۔ ان مجرموں نے اس جنگِ فلسطین کے موقع پر خراب ہتھیار خریدے تاکہ وہ معصوموں اور مجاہد شہدائے وطن کے لاشوں کو دیکھ کر شیطانی قہقہے لگا سکیں۔ جنگِ فلسطین' جس کی دعوت اخوان نے دی اور اس میں اپنے قول و عمل سے پوری گرمجوشی کا اظہار کیا' مصر اور مصری معاشرے کے لیے کئی حیثیتوں سے بہت مفید ہوئی۔ جن میں سے بعض درج ذیل ہیں :۔

۱۔ اس نے لوگوں کی آنکھیں کھول دیں کہ ایک ایسی قوم کی حیثیت سے جو اپنی آزادی کا دفاع اور دوسری سلطنتوں کی نگاہوں میں اپنی عزت قایم کرنا چاہتی ہے' ہماری جنگی تیاری بہت ناقص ہے

Marfat.com

اور یہ ظاہر ہے کہ جب کوئی اپنے کمزور پہلو کو جان لیتا ہے تو پھر اس کی درستی کی کوشش بھی کرتا ہے۔

۲۔ مصری قوم میں ایک نئی رُوح پھونکی اور اُن بزدلوں کی زبانیں بند کیں جو یہ کہتے تھے کہ مصری قوم ایک صلح پسند اور کسان قوم ہے، وہ جنگ و دفاع کی اہل نہیں، پھر سے لوگوں میں اعتماد پیدا کیا، کہ اگر ضروری سامان و تیاری ہو تو وہ پوری طرح جنگ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اخوان خود اس کی بہترین مثال ہیں۔

۳۔ قوم کے اندر قربانی اور مجاہدانہ جد و جہد کو پھر سے زندہ کیا۔ ورنہ یہ حال ہو چکا تھا کہ ہر شخص کے سامنے صرف اُس کی اپنی ذات تھی، قوم کی خاطر وہ معمولی سی قربانی کے لیے بھی تیار نہیں تھا، اب جب اخوان کی شجاعت و قربانیوں کے مظاہر سامنے آئے تو خود غرضوں اور نفع پرستوں کی بُنیادیں ہل گئیں۔

۴۔ حقیقی مرض استعمار کے اصلی پُشت پناہ اور سارے بگاڑ کی اصل کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا۔ یہ وہ خود سر اور بگڑا ہوا بادشاہ تھا جو تخت پر متمکن تھا اور اس نے ملک کو اس ذلت و بیکسی کی حالت میں پہنچا دیا جس میں وہ مبتلا تھا۔ جنگِ فلسطین اس آخری فوجی انقلاب کا ایک اہم ترین سبب تھی۔

Marfat.com

اخوان کی معیاری وطنیت اور قومیت کی جس کو بڑی بڑی مہذب اقوام کے افراد نہیں پہنچ سکتے، شاید سب سے واضح دلیل ذیل کا واقعہ ہے :-

مرشد حسن البناء مرحوم حکومت کی سختیوں اور گرفتاریوں کے زمانے میں اُن دو عورتوں کا قصہ سُنا تے تھے جو ایک کے متعلق اپنا جھگڑا لے کر سلیمان حکیم کے پاس آئیں، ہر ایک کا دعوٰی تھا کہ بچہ اُس کا ہے۔ سلیمان حکیم نے حکم دیا کہ بچے کے برابر دو ٹکڑے کر کے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا جائے۔ جھوٹی ماں اس فیصلے اور تقسیم پر راضی ہو گئی اور حقیقی ماں اس کے لیے تیار نہ ہوئی۔ بلکہ اُس نے اپنا حصہ چھوڑ دیا اور اس کو پسند کیا کہ بچہ بہر حال زندہ رہے۔

یہ قصہ کہنے کے بعد وہ کہتے تھے کہ "ہمارا اور ان حاکمان ملک کا معاملہ بالکل ایسا ہی ہے۔ ہم وطن کی خود مختاری اور آزادی کے اُن سے زیادہ خواہاں و قدر دان ہیں۔ سو تم اس سخت آزمائش کو برداشت کرو، سعدی[1] پارٹی کے لیے اپنے کاندھے جھکا دو، وہ تمہیں قتل کریں، جلا وطن کریں، جو چاہے کریں، وطن کے مستقبل اور اس کی وحدت کا یہی تقاضہ ہے کہ ان سب چیزوں کو تم برداشت کرو"۔

---

[1] اس وقت کی برسر اقتدار مخالف و دشمن اخوان پارٹی (مترجم)

Marfat.com

مرشد شہیدؒ ڈرتے تھے کہ کہیں حکومت و اخوان کے ما بین خانہ جنگی نہ پیش آ جائے، جس سے انگریز نظام قایم کرنے کے بہانے سے مُلک میں داخل ہو جائیں۔ اگر اخوان اُن کو غیر قانونی قرار دیئے جانے کے حکم کا دو بدو جواب دیتے تو اس خانہ جنگی کا پورا خطرہ تھا کیونکہ اُس وقت ملک میں اخوانی "شعبوں" کی تعداد دو ہزار تھی جن میں سے ایک سو بیس صرف قاہرہ میں تھے۔ اور ہر "شعبے" کے لیے ممکن تھا کہ دس دلیر و جنگجو اخوانیوں سے اپنا دفاع کرتا۔ اگر اخوان کہیں ایسا کرتے تو وہ تباہ کاری برپا ہو جاتی جس کی انگریزوں نے تدبیر کی تھی۔ ان کا نقراشی کو اشارہ کرنا کہ اخوان کے ساتھ امکانی سختی برتی جائے، اسی غرض کے تحت تھا۔ اخوان پر غیر معمولی سختی اور ان کو برانگیختہ کرنے کی حقیقت اُس وقت صاف ہو کر سامنے آئی جب نقراشی (وزیر اعظم) نے کئی سو سپاہی سوار اور دس بکتر بند گاڑیاں اخوان کے مرکز کے محاصرے کے لیے بھیجیں جس میں دس اخوانیوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور وہ بھی کسی طرح کا جواب دینے کی نیت نہ رکھتے تھے۔ بغیر کسی مزاحمت کے انھوں نے اپنے آپ کو سپرد کر دیا۔ مرشد شہیدؒ نے اصرار کیا کہ ان کو بھی دوسرے اخوانیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا جائے۔ مگر ان لوگوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ

Marfat.com

ہم کو اس کی ہدایات نہیں۔ اس پر مرشد مرحوم نے کہا: "تم گرفتار اس لیے نہیں کرتے ہو کہ مجھے قتل کرو گے"۔ یہ بات دوسرے روز صبح ہی تمام اخباروں میں شائع ہوئی اور جیسا کہ انھوں نے کہا تھا آخر کار وہی ہوا۔

اخوان کا ایک اور موقف ایسا تھا، جس کے اعتراف میں سر جھک جاتے ہیں، یہ اخوانی مجاہدین کا موقف تھا، جو جنگِ فلسطین میں دادِ شجاعت دے رہے تھے اور ادھر ان کی جماعت کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا تھا۔ اس موقع پر جنگی ہائی کمانڈ نے خیال کیا کہ اخوانی فوج کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیں گے۔ خصوصاً جب کہ فوج پر غلط جنگی پالیسیوں کے سبب، جن پر قاہرہ میں بیٹھے ہوئے سیاستداں میدانِ جنگ کے کمانڈروں کو چلا رہے تھے، یہ سخت وقت تھا۔ لیکن ان سب اندیشوں کے برعکس اخوان نے انتہائی عالی ظرفی اور بے مثال وطنیت کا ثبوت دیا۔ ہر معرکہ میں انتہائی جانبازی سے لڑے اور وطن کے دفاع میں اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے سے گریز نہیں کیا۔ بالخصوص جس وقت یہودی فوجوں نے وطن کی مشرقی حدود پر حملہ کیا۔ حتیٰ کہ جنرل فؤاد صادق کمانڈر انچیف سے اخوان کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اعتراف کرتے ہوئے جواب دیا کہ: "اخوان المسلمین نہایت دلیر اور جنگجو سپاہی تھے، انھوں نے

Marfat.com

انتہائی ایمان داری اور جانفشانی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے۔"

اس طرح کی معنوی برتری سے اخوان نے جنگ لڑی جو فوجی سپاہیوں اور افسران میں قوتِ معنوی پیدا کرنے کا سب سے بڑا محرک تھی۔ جنگ ختم ہونے پر ان جنگجو مجاہدین کو جو صلہ ملا' وہ ان کی گرفتاری کا حکم تھا۔ چنانچہ وہ رفح کی چھاؤنی میں قید کر دیے گئے۔

یہاں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جنگِ فلسطین میں اخوان کا جہاد اب تک تمام مصریوں کے لیے مایۂ افتخار ہے' اور تمام عربی ملکوں میں مصری شجاعت و جانبازی کا موضوعِ سخن' فلسطین کے ایک اخوانی مجاہد افسر نے ایک کتاب شائع کی ہے۔ "اخوان المسلمین جنگِ فلسطین میں"۔ یہ کتاب اخوان کے لیے فخر و عظمت کا ایک سنہری صفحہ ہے' جس میں کسی طرح کی خیال آرائی یا مبالغہ آمیزی نہیں' بلکہ وہ آنکھوں دیکھے واقعات اور جنگی معرکوں کا سیدھا سادا بیان ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن فوراً ہی ختم ہو گیا۔ اور اب یہ دوسری بار شائع ہوئی ہے۔

قومی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ہمیں اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اخوان عرب لیگ کی تقویت کا بھی بڑا سبب تھے۔ انھوں نے عربی پبلک اور عرب حکومات میں ہم آہنگی و باہمی ربط پیدا کرنے میں بھی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔

Marfat.com

فصلِ دوم

ثقافتی خدمات

مصری سوسائٹی کی ثقافتی خدمات جو اخوان نے انجام دیں اور دیتے ہیں اُن کو ہم چار حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں :-

۱۔ رُوحانی تربیت ، ۲۔ اسلامی ثقافت ،

۳۔ علمی تعلیمی ، ۴۔ رہنمایانہ تحقیقی مقالے۔

اب ہم علیحدہ علیحدہ ہر ایک کا بیان کریں گے۔

۱۔ رُوحانی تربیت

اخوان رُوحانی تربیت پر بہت زائد زور دیتے ہیں۔ گزشتہ صفحات میں للّٰہیت اور ہمہ گیری کے عنوان سے ہم اس کو ذکر کرچکے ہیں۔ خاندانوں (اُسَر) کا جو نظام اخوان میں ہے اس نے ۳۹ فرائض ہر اخوانی پر واجب قرار دیے ہیں۔ جن میں سرِفہرست یہ ہے کہ ہر اخوانی کا یومیہ وظیفہ تلاوتِ قرآن ہونا چاہیے جو ایک پارہ سے کم نہ ہو وہ اچھی طرح سے تلاوت کرنے سُنے اور اُس کے معانی میں غور و فکر کرے۔

Marfat.com

اس نظام نے اخوان پر چالیس اور فرائض واجب قرار دیے ہیں جو اوپر کے مذکورہ فرائض سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، ان فرائض میں سے آخری یہ ہے کہ ہر روز سونے سے قبل ہر اخوانی کو کچھ وقت مقرر کرنا چاہیے جس میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ کہاں تک اُس نے ان فرائض کو انجام دیا ہے، اگر اُس کو خیر نظر آئے تو خدا کا شکر کرے اور اگر تقصیر نظر آئے تو خدا سے معافی چاہے اور اُس کی طرف رجوع کرے۔

مرکز اخوان میں جو "شعبۂ خاندان" ہے وہ تمام اخوان کی رُوحانی تربیت کا نگران و ذمّے دار ہے، اور اس سلسلے کی ساری ہدایات اُس کے دفتر سے ہی صادر ہوتی ہیں۔ "خاندان" (اُسرہ) اخوان اس رُوحانی تربیت کا عملی میدان ہے،

"اخوات مسلمات" کے لیے جو پہلا رسالہ شائع ہوا اُس میں اُن کے لیے رُوحانی تربیت کا ایک مکمل نظام تھا۔ اس میں تعیین کی گئی کہ ہر "خاندان" (اُسرہ) کی تعداد افراد ۵ سے لے کر ۸ تک ہوگی اور ہفتے میں ایک بار ان کا اجتماع ہوا کرے گا۔ تربیت کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا گیا، اور ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں جانے کے لیے امتحانات مقرر کیے گئے۔

اخوان نے اپنے روحانی تربیتی پروگرام میں چھوٹے بچوں کو بھی

Marfat.com

ملحوظ رکھا۔ "مدارسِ جمعہ" کے نام سے اخوان نے نئی نسل کی اسلامی اصولوں پر تربیت کے لیے جو مدارس قائم کیے ہیں اُن کے تربیتی نظام میں اس کی صراحت کی گئی ہے کہ اس میں اُسوۂ حسنہ کا ممتاز مقام ہونا چاہیے کوشش کی جائے کہ عبادات بچے رغبت و شوق سے ادا کریں، خوف و مار سے نہیں، اس کے لیے قصوں اور ایسے ترانوں سے مدد لی جائے جن کو بچے بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

ان "مدارس جمعہ" میں رُوحانی تربیت کا ایک مفصل کورس مقرر کیا گیا۔ جس میں دینی، اخلاقی اور وطنی گیت اور قصے رکھے گئے اور اس کو پڑھانے اور سمجھانے کا طریقہ بتایا گیا۔

۲۔ اسلامی ثقافت

"مرکز" میں جو "شعبۂ اشاعتِ دعوت" ہے، وہ یہ خدمت انجام دیتا ہے۔ وہی تقریروں اور خطبوں کے لیے مبلغین تیار کرتا ہے۔ حسبِ ضرورت رسائل اور اخبار شائع کرتا ہے۔ اخوان المسلمین دعوت کے موضوع سے متعلق جو رسائل اور کتابیں شائع کرتے ہیں ان کی اشاعت کی تنظیم کرتا ہے۔ اس طرح پر کہ کوئی رسالہ بغیر شعبے کے مطالعہ و منظوری کے شائع نہ ہو۔

مرکز اخوان سے اب تک مندرجہ ذیل کتابچے شائع ہو چکے ہیں:۔

Marfat.com

۱۔	دعوتنا	ہماری دعوت	الاستاذ حسن البنا مرحوم
۲۔	الی ای شئ ندعوا الناس؟	ہم لوگوں کو کیا دعوت دیتے ہیں؟	//
۳۔	نحو النور	نور کی طرف!	//
۴۔	هل نحن قوم عملیون؟	کیا ہم عملی لوگ ہیں؟	//
۵۔	المنهاج	طریقۂ کار	//
۶۔	المناجاۃ	سرگوشی	//
۷۔	الماثورات	"منقول" دعائیں	//
۸۔	عقیدتنا	ہمارا عقیدہ	//
۹۔	رسالۃ المؤتمر الخامس	پانچویں کانفرنس کا پیغام	//
۱۰۔	الاخوان المسلمون تحت رایۃ القرآن	اخوان پرچم قرآن کے نیچے	//
۱۱۔	العقائد	عقائد	//
۱۲۔	الی اخوان الکتائب	اخوانی تربیتی دستوں کے نام	//
۱۳۔	رسالۃ المؤتمر السادس	چھٹی کانفرنس کا پیغام	//
۱۴۔	بین الامس والیوم	کل اور آج	//
۱۵۔	نظام الاسر و رسالۃ التعالیم	خاندانوں کا نظام اور رسالۂ تعلیم	//
۱۶۔	مشکلاتنا فی ضوء النظام الاسلامی	ہماری مشکلات نظام اسلامی کی روشنی میں	//

Marfat.com

۱۷۔ دعوتنا فی طور جدید — ہماری دعوت کا نیا مرحلہ حسن البنا مرحوم

۱۸۔ دستورنا — ہمارا دستور۔ اُستاذ حسن الھضیبی (مرشد عالی)

۱۹۔ الرسالۃ الاولیٰ للاخوات — اخوات کا پہلا رسالہ۔ شعبۂ اخوات مسلمات

۲۰۔ کیف ندعو الناس — ہم کس طرح لوگوں کو دعوت دیں؟ عبدالبدیع صقر

۲۱۔ تذکرۃ الدعاۃ — داعیانِ حق کو نصیحتیں — بہی الخولی۔

۲۲۔ المرأۃ بین البیت والمجتمع — گھر اور سوسائٹی میں عورت کا مقام ″

۲۳۔ صفحۃ من مساوی الاستعمار فی وادی النیل
وادیٔ نیل میں استعمار کی تباہ کاریوں کا ایک صفحہ — محمد عبدالباری

۲۴۔ المنھج الدراسی الاسلامی لاخوان الاسر
"خاندانی نظام" میں منسلک اخوانوں کے اسلامی مطالعہ کا نصاب۔ (شعبۂ اشاعتِ دعوت)
اس شعبے سے سات ۷ اور کتابچے شائع ہوئے۔

ان کے علاوہ اخوان کی اور بہت سی تالیفات ہیں لیکن وہ مرکز سے شائع نہیں ہوئی ہیں۔ جن میں سے کچھ مندرجۂ ذیل ہیں :-

۱۔ الاسلام والاوضاع الاقتصادیۃ
اسلام اور موجودہ اقتصادی مسائل۔ محمد الغزالی

۲۔ الاسلام والمناہج الاشتراکیۃ۔ اسلام اور اشتراکی اسالیب۔ ″

۳۔ عقیدۃ المسلم — مسلمان کا عقیدہ۔ ″

Marfat.com

۴۔ من هنا نعلم ـــــ جہاں سے ہمیں جاننا چاہیے۔ محمد الغزالی

۵۔ تاملات فی الدین والحیوٰۃ ۔ دین و زندگی کے چند فکری لمحات ״

۶۔ الاسلام واوضاعنا القانونیۃ ۔

اسلام اور ہمارے موجودہ قانونی مسائل ۔ عبدالقادر عودہ

۷۔ المال والحکم فی الاسلام ۔ مال و حکومت اسلام کی نظر میں ״

۸۔ الاسلام بین جہل ابنائہ وعجز علمائہ

عام مسلمانوں کے جہل اور علماء کے علم کے درمیان ״

اسلام کی حالتِ زار ۔

۹۔ التشریع الجنائی فی الاسلام[1] ۔ اسلامی قانون فوجداری ״

۱۰۔ العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام ۔ اسلام میں سماجی مساوات سید قطب

۱۱۔ السلام العالمی والاسلام ـــ امنِ عالم اور اسلام ״

۱۲۔ معرکۃ الاسلام والراسمالیۃ[2] ۔ اسلام اور سرمایہ داری کی جنگ ״

۱۳۔ الاسلامیۃ لا شیوعیۃ ولا راسمالیۃ

نہ کمیونزم نہ سرمایہ داری بلکہ اسلام بہی الخولی

---

[1] مؤلف کتاب نے اس کتاب کا ذکر نہیں کیا جناب موصوف کی یہ ایک ضخیم معرکۃ الآرا کتاب ہے جس کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا ذکر ہم نے مناسب سمجھا۔ (مترجم) [2] ان کے علاوہ اور بھی بہت سی اہم کتابیں ہیں جیسے فی ظلال القرآن وغیرہ شائع ہوئی ہیں (مترجم)

Marfat.com

۱۴۔ القرآن والذرة ــــ قرآن اور جوہر (ایٹم) ڈاکٹر محمود حامد

۱۵۔ فقه السنة ــــ فقہ حدیث سید سابق

۱۶۔ المعز لدين الله الفاطمي ــ معز لدين الله الفاطمی عبدالرحمن الب

۱۷۔ الهجرة ــــ ہجرت ۔ //

۱۸۔ بدر ــــ بدر ۔ //

۱۹۔ ثورة الدم ــــ خون کی بغاوت ۔ //

۲۰۔ روح وريحان ــــ رُوح وریحان ۔ احمد انس الحجاجی

۲۱۔ مع المرأة المسلمة ــــ مسلمان عورت ۔ //

۲۲۔ ثلاثة وثلاث ــــ تین اور تین ۔ //

۲۳۔ محاكمة ــــ مقدمہ ۔ //

۲۴۔ وثائق ــــ وثائق ۔ //

۲۵۔ رجل الساعة ــــ مردِ زمانہ //

۲۶۔ صوت من الجنة الثورة ــ جنتِ انقلاب سے ایک آواز //

۲۷۔ الرجل الذی اشعل ــ جس نے آگ پھونکی ۔ //

۲۸۔ الامام (الجزء الاول) امام - جزءِ اول //

۲۹۔ الامام (الجزء الثانی) امام جزءِ ثانی //

۳۰۔ الاخوان المسلمون فی میزان الحق ـ اخوان المسلمین حق کی ترازو میں
انور الجندی

Marfat.com

۳۱۔ فائدۃ الدعوۃ ــــ فائدہ دعوت۔ انور الجندی

۳۲۔ معر بعثۃ الحج ــــ وفد حجاج کے ساتھ۔ ”

۳۳۔ المسألۃ المصریۃ ــــ مصری مسألہ۔ ”

۳۴۔ تاریخ الرسول ــــ تاریخِ رسول۔ ”

۳۵۔ شمائل الرسول ــــ شمائلِ رسول۔ ”

۳۶۔ الزعامۃ النبویۃ ــــ زعامت نبوی۔ ”

۳۷۔ القیادۃ والجندیۃ ــــ قیادت وسپہگری۔ ”

۳۸۔ اثر الدعوۃ الاسلامیۃ فی الصحافۃ والادب
صحافت وادب پر دعوتِ اسلامی کا اثر۔ ”

۳۹۔ قضایا الاقطار الاسلامیۃ ۔ بلادِ اسلامیہ کے مسائل ”

۴۰۔ کفاح الذبیحین۔ فلسطین والمغرب۔
فلسطین ومغرب دو ذبیحوں کی جدوجہد۔ ”

۴۱۔ الاسلام یزحف ــــ اسلام پیش قدمی کر رہا ہے۔ ”

۴۲۔ الوفد والاخوان فی المیزان
وفد پارٹی اور اخوان ترازو میں۔ کامل الشافعی۔

۴۳۔ دولۃ الخلق ــــ سلطنتِ اخلاق ”

۴۴۔ دعوتنا والوحدۃ الدینیہ۔ ہماری دعوت اور دینی وحدت ”

Marfat.com

۴۵ ۔ الاسلام یحارب الفقر ۔ اسلام افلاس کا دشمن ہے ۔ محمد فتحی عثمان

۴۶ ۔ مصرع الفقر فی الاسلام ۔ اسلام میں افلاس کا جنازہ ۔ علی شحاتہ

۴۷ ۔ قذ انف الحق ۔ حق کے گولے ۔ محمد جبر التمیمی

۴۸ ۔ میلاد الخلود ۔ ابدیت کا یوم پیدائش ۔ احمد مختار ورمزی

۴۹ ۔ الشہداء ۔ شہداء ۔ شعبہ طلاب

۵۰ ۔ سلسلۃ الابحاث الجامعیۃ جزئین ۔ یونیورسٹی تحقیقی مقالے ۔ "

۵۱ ۔ فیلسوف من الغرب ۔ مغرب کا ایک فلسفی ۔ "

۵۲ ۔ من انت ؟ ۔ تم کون ؟ ۔ "

۵۳ ۔ مجلۃ البرکان ۔ مجلہ آتش فشاں ۔ طلبۂ پورٹ سعید

۵۴ ۔ اخبار السویس ۔ سویز کی خبریں ۔ طلبۂ سویز

۵۵ ۔ تاریخ القرآن وآداب لتلاوۃ ۔ قرآن کی تاریخ اور آداب تلاوت ۔ احمد لطفی عبد البدیع

۵۶ ۔ انھیار الحضارۃ الغربیۃ ۔ مغربی تمدن کا زوال ۔ انور جندی

۵۷ ۔ اخوانیات ۔ دیوان شعر ۔ اخوانیات ۔ شعر ۔ رشید الوعر

۵۸ ۔ من وحی الدعوۃ ۔ دیوان شعر ۔ الہام دعوت شعر ۔ ابراہیم عبد الفتاح

۵۹ ۔ البواکرۃ ۔ دیوان شعر ۔ شگوفے ۔ شعر ۔ عبد الحکیم عابدین

۶۰ ۔ الشیوعیۃ والاسلام ۔ کمیونزم اور اسلام ۔ عمر بہندی ۔

Marfat.com

۶۱۔ بین الهدیٰ والضلال ۔ ہدایت وضلالت ۔ بہی البوھی

۶۲۔ الرجل المستجاب الدعاء ۔ مستجاب الدعوات انسان ۔ ״

۶۳۔ تاریخ الدعوت ـــــ تاریخ دعوت ـــــ احمد عبدالجلیل

۶۴۔ الاسلام ـــــ اسلام ۔ انگریزی عبدالسمیع المصری

۶۵۔ القرآن والعلوم الجدیثة ـ قرآن اور علوم جدیدہ ۔ احمد کامل صنو

۶۶۔ الصراع ـــــ کشاکش ـــــ عبدالمجید محمد ہیکل

۶۷۔ القتال فی الاسلام ـــــ جنگ اسلام میں ۔ احمد نادر

۶۸۔ المجاهدون[1] ـــــ مجاہدین ـــــ کمال الدین فاروق

اسلامی ثقافت کی اشاعت میں اخوان کی جدوجہد صرف ان ہی کتابوں اور رسالوں پر منحصر نہیں رہی بلکہ تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ اور دیگر وسائل بھی انھوں نے اختیار کیے جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسلامی اعیاد اور دوسرے مناسب مواقع پر عام جلسے

---

[1] مصنف نے کتابوں کی خاصی طویل فہرست دی ہے' ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں بعض اہم کتابوں کا مصنف نے ذکر نہیں کیا ہے جیسے الاسلام المفتری علیہ بین الاشتراکیة والراسمالیة ۔ سید قطب کی کتابیں التصویر الفنی فی القرآن اور مشاهد القیامة فی القرآن' بہت سی کتابیں بعد کو شائع ہوئی ہیں' جیسے فی ظلال القرآن (سید قطب) بین المادة والاسلام (محمد قطب) فقہ السیرة (غزالی) وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال یہ مکمل فہرست نہیں ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

ان جلسوں کا "شعبۂ فلاح و بہبود" انتظام کرتا ہے۔ اور "شعبۂ نشر دعوت" اس میں تقریروں کا انتظام کرتا ہے۔ یہ عموماً عام میدانوں میں کیے جاتے ہیں، تاکہ تمام پبلک ان سے مستفید ہوسکے۔

۲۔ منظّم دروس اور خطبات :- یہ بالعموم ہفتہ وار ہوتے ہیں۔ اور ان میں اہم ترین منگل کی تقریر ہے جو خود حسن البنا مرحوم کیا کرتے تھے۔ اور اب "شعبۂ نشر و اشاعت" ان تقریروں کا انتظام و نگرانی کرتا ہے۔ اسی طرح تمام شعبوں میں ہفتہ وار ایک تقریر کا ہونا ضرور ہے[۱]۔ یہ بالعموم منگل کے علاوہ کسی اور روز ہوتی ہے، تاکہ سب لوگ مرکز کے اجتماع میں[۲] شریک ہوسکیں۔

۳۔ اخوانی صحافت :-

صحافت طبعی طور پر پبلک سے قریب تر، وسیع تر اور عوامی حلقوں میں اسلامی ثقافت کو عام کرنے کا زیادہ مؤثر طریقہ ہے۔ غیر قانونی قرار دیے جانے سے قبل اخوان کے مندرجۂ ذیل جرائد نکلتے تھے :-

---

[۱] ان شعبوں کا ایک مستقل نظامِ تعلیم ہے۔ ہفتہ وار اجتماع میں تفسیر، حفظ قرآن، حدیث، سیرتِ رسول اور دعوت پر کچھ پڑھا جاتا اور باہمی اس کا مذاکرہ کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ بہت باقاعدگی کے ساتھ جاری رہتا ہے (مترجم) [۲] اس اجتماع کی کیفیت یہ ہے کہ ایک صاحب کسی اسلامی موضوع پر تقریر کرتے ہیں، اس کے بعد حاضرین تحریری سوال کرتے ہیں جن کا مرشد اخوان جواب دیتے اور تلاوت پر اجتماع ختم ہو جاتا ہے۔ مترجم کی موجودگی میں اس کا آخری نظام زیرِ نگرانی سید قطب یہ بنا تھا کہ ایک موضوع پر ایک صاحب کا مسلسل لیکچر ایک ماہ تک دیں یہ زیادہ مفید تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

۱- جریدۃ الاخوان المسلمون ـ روزنامہ
۲- مجلۃ الاخوان المسلمون ـ ہفتہ وار
۳- مجلۃ الشہاب ـ ماہنامہ
۴- مجلۃ الکشکول[۱] ـ ہفتہ وار

وہ رسالے جو اگرچہ اخوان کے باقاعدہ آرگن نہیں لیکن ان کی فکر کے نقیب ہیں، درج ذیل ہیں :-

۱- مجلۃ الدعوۃ ـــــ ہفتہ وار
۲- مجلۃ منزل الوحی[۲] ـــــ ״
۳- جریدۃ ـ منبر الشرق ـــــ ״
۴- مجلۃ المسلمون[۲] ـــــ ماہوار

الشہاب اور المسلمون کے علاوہ یہ تمام رسالے اور اخبار اسلامی ثقافت اور سیاسی خبروں دونوں کے حامل ہیں، یہ دونوں رسالے صرف اعلیٰ اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہیں اور معیاری رسالے ہیں۔

---

[۱] اب وسط ۱۹۵۳ء سے دوبارہ "مجلۃ المسلمون" کا نکلنا شروع ہوا۔ مگر "دشمن خیر اقتدار" نے اس کو دیر تک سانس نہیں لینے دی اور تین ماہ بعد ہی وہ بند ہو گیا ـــ (مترجم)

[۲] ـ یہ دونوں رسالے بند ہو چکے ہیں۔ (مترجم) اس مرکز کے ساتھ اس کتب خانہ کو بھی دشمن اقتدار نے جلوا دیا۔ (مترجم)

Marfat.com

۴۔ اخوانی کتاب خانے۔

"مرکز" میں ایک کتاب خانہ ہے، جس میں ۲۵۰۰ کتابیں ہیں اور یہ ۲۵ موضوعات پر منقسم ہیں:-

(۱) تاریخِ اسلام (۲) اسماء رجال (۳) نظم (۴) علومِ قرآن (۵) فلسفہ و منطق (۶) قصص (۷) عمرانیات (۸) سیاسیات (۹) پند و موعظت (۱۰) زبان (۱۱) فقہ (۱۲) نحو (۱۳) اخلاق (۱۴) اصول (۱۵) حدیث (۱۶) عقائد (۱۷) اسلامیات (۱۸) قانون (۱۹) ادب (۲۰) بلاغت (۲۱) سیرت (۲۲) تفسیر (۲۳) تصوّف (۲۴) قومی و سیاسی تاریخ (۲۵) سیاسی و ادبی مجلات کے فائل۔

جیسا کہ اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے زیادہ تر کتابیں اسلامی ثقافت سے متعلق ہیں۔ اخوان کے ہر شعبے میں اسی طرح ایک دارالمطالعہ ہوتا ہے، جو ہر شعبے کے لیے ضروری ہے، چاہے وہ کتنا ہی چھوٹے پیمانے پر ہو۔ "شعبۂ اُسر" (خانوادگان) نے آج کل ایک ایسا رسالہ تیار کیا ہے جس میں ہر شعبے کے لیے ضروری کتابوں اور اُن کے انتخاب کی اہمیت کا بیان ہوگا۔ تاکہ یہ دارالمطالعے پوری پوری خدمات انجام دے سکیں۔

۳۔ علمی تعلیمی:-

Marfat.com

مرکز میں جو شعبۂ پیشہ وراں ہے وہ علمی مہم میں بہت حصّہ لیتا ہے چنانچہ اس میں ہر جمعرات کو ایک اعلیٰ علمی لیکچر ہوتا ہے، جس کو اس موضوع کا ماہر دیتا ہے۔ اب اس شعبے کے زیرِ انتظام مندرجۂ ذیل خطاب دیے گئے ہیں:-

تاریخ	موضوع	خطیب
۱۳-۱۱-۱۹۵۲	اسلامی اقتصادیات ـ	ڈاکٹر عبداللہ غربی
۲۰-۱۱-۱۹۵۲	نوجوانوں کی تعمیر میں درس گاہ کا پارٹ ـ	اُستاذ سید قطب
۲۷-۱۱-۱۹۵۲	بہتر معاشرہ کی طرف ـ	استاذ محمد العشماوی
۴-۱۲-۱۹۵۲	گاؤں کی اصلاح	ڈاکٹر محمد عبداللہ العربی
۱۱-۱۲-۱۹۵۲	پبلک تعلیم کا انتظام	ڈاکٹر ابراہیم سلامہ
۱۵-۱۲-۱۹۵۲	زرعی اصلاح اور اُس کے اسالیب	ڈاکٹر سعید نجار
۱-۱-۱۹۵۳	فقہ اسلامی کی بعض خصوصیات	ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ
۸-۱-۱۹۵۳	اسلام اور سماجی مساوات ـ	شیخ محمد ابوزہرہ
۲۲-۱-۱۹۵۳	صحت کی ترقی ـ	ڈاکٹر سعید عبدہ
۲۹-۱-۱۹۵۳	زرعی ثروت کے وسائل ترقی	ڈاکٹر محمد مہدی عزونی
۵-۲-۱۹۵۳	قانون اصلاحِ زراعت پر آزادانہ نظر	مصطفیٰ کامل
۲۶-۲-۱۹۵۳	موجودہ معاشی بحران کا حل	محمد عبداللہ العربی
۵-۲-۱۹۵۳	سوسائٹی کس طرح کامیابی کے ساتھ ترقی کی منازل طے کر سکتی ہے	سعید رمضان

Marfat.com

تاریخ	موضوع	خطیب
۱۹-۳-۱۹۵۳	کیمیاوی صنعتیں اور اضافہ ثروتِ ملکی پر ان کا اثر۔	ڈاکٹر محسن ابراہیم
۲۶-۳-۱۹۵۳	زرعی و صنعتی توسیع اور مختلف قسم کی پیداوار اور قومی آمدنی پر اس کا اثر۔	پروفیسر حسین عارف
۲-۴-۱۹۵۳	ہماری تعلیمی سیاست	پروفیسر عبدالحمید معطر
۹-۴-۱۹۵۳	مصر میں طبی نباتات	پروفیسر عزالدین رشاد
۲۳-۴-۱۹۵۳	اسلام کی روشنی میں مباحثہ	بہمیہ پروفیسران :- عبدالوہاب خلاف۔ احمد الشایب۔ محمد ابو زہرہ۔ احمد عثمان۔ محمد عبداللہ دراز۔ زکریا محمد شفیق۔ محمد یوسف موسیٰ۔ عبداللہ فکری اباظہ۔ محمود شلتوت۔ محمد عبدالعزیز۔ عبدالکریم
۳۰-۴-۱۹۵۳	مباحثہ سابقہ	؍؍ ؍؍ ؍؍
۷-۵-۱۹۵۳	اسلامی اقتصادی نظام کے مرکزی صفات۔	ڈاکٹر زکی محمود شبانہ[1]

ان لکچروں نے عموی طور پر پبلک کے ذہن کو جلا دینے میں بہت اہم پارٹ ادا کیا۔ اور برابر اس میں شرکت کرنے والے سامعین کی تعداد بڑھتی رہی حتیٰ کہ آخر میں ہزاروں کی تعداد ہو گئی۔

---

[1] بعض مشہور ترین اسماء سے آپ کو اندازہ ہوا ہو گا کہ ان لکچروں میں حصہ لینے والے تمام تر مصر کے چوٹی کے ارباب علم و فن ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اسلامی تصانیف و کتب کے علاوہ اخوان کی خالص تالیفات بھی ہیں۔ جیسے :-

نمبر	نام کتاب	مصنف
۱	جوہر (ایٹم) کا راز	پروفیسر محمود حامد
۲	علم الاساطین (میتھالوجی)	//
۳	لائٹ ہاؤس (بحری عمود نور)	احمد عبد الجلیل
۴	آلات جو عمارات کی بنیاد کھودنے کے لیے مصر میں استعمال کیے جاتے ہیں۔	ڈاکٹر محمد کمال خلیفہ، پروفیسر محمد سعید یوسف
۵	مظاہرات اور جلسے جلوس	پروفیسر عبد الکریم منصور
۶	جنرل اسمبلی	پروفیسر عبد العلوی عبد الہادی
۷	ہمارے تاریک ایام ۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء	// محمد منیر الجندی
۸	کتاب کائنات	// عبد العزیز زہیری

جہاں تک تعلیمی خدمات کا تعلق ہے۔ اخوان نے اس میدان میں ان پر پابندی سے پہلے اور اس کے بعد بھی بہت اہم پارٹ ادا کیا ہے۔ پابندی سے قبل انھوں نے تعلیم کی اشاعت میں بہت سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ چنانچہ جون ۱۹۴۲ء میں مرکزِ اخوان میں تربیتی کمیٹی کے ماتحت ایک ثقافتی کمیٹی بنائی گئی۔ مئی ۱۹۴۶ء میں ابتدائی و ثانوی اور لڑکوں

Marfat.com

اور لڑکیوں کے اسکول کھولنے کے لیے ایک دوسری مخصوص کمیٹی بنائی گئی۔ ان مدارس میں اس بات کو ملحوظ رکھا گیا تھا کہ وہ دیگر پرائیوٹ اسکولوں کے مقابلے میں امتیازی حیثیت رکھتے ہوں۔ اس ذیل میں انھوں نے مندرجۂ ذیل خدمات انجام دیں :-

۱۔ خواندگی اور دینی ثقافت کو عام کرنے کے لیے متعدد مدرسے کھولے جن میں تعلیم مُفت رکھی گئی۔

۲۔ حفظ قرآن کے لیے متعدد مکتب قایم کیے۔

۳۔ محنت کشوں اور کسانوں کے لیے شبانہ مدارس کھولے۔

۴۔ عام امتحانات میں فیل شدہ طلبہ کے لیے مخصوص کلاس قایم کیے جن میں ہر فن وعلم کے ماہر گریجوٹ اساتذۂ تعلیم پر مامور کیے گئے۔

۵۔ اُن لڑکوں کے لیے جو پیشوں میں لگ جانے کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہو گئے ہیں مختلف تعلیمی شعبے کھولے۔

۶۔ لڑکوں کے اسکول قایم کیے۔

۷۔ "مدارس اُمہات المؤمنین" (تعلیم بنات کے واسطے) کھولے۔

۸۔ مدارس کے ساتھ صنعتی تربیت گاہیں قایم کیں تاکہ جو لڑکے اپنی تعلیم مکمل نہ کر سکیں وہ صنعت سیکھ سکیں۔

ان مختلف مدرسوں اور ان میں طلبہ اور اساتذہ کی کوئی گنتی نہیں

Marfat.com

لیکن اتنا معلوم ہے کہ یہ مدارس ہر مقامی مرکز کے ساتھ ساتھ قایم ہیں۔
اس طرح ہر مقامی مرکز میں کوئی نہ کوئی تعلیمی ادارہ ضرور موجود ہے۔
تعلیمِ بالغاں کے ایک مرکز کے طلبہ کی تعداد ایک سو محنت کش پائی گئی۔
ان سب مدرسوں میں بہت زائد تعداد رہی اور خاص طور پر اُن میں جو محنت کشوں
اور کسانوں کے حلقوں میں تھے۔ اس کا صحیح اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے
کہ ۱۹۴۲ء میں مصر کی وزارتِ تعلیم نے انسدادِ جہالت کا پروگرام
بنایا اور اُس کو نافذ کرنا چاہا تو اس نے اس سلسلے میں اخوان کی کوششوں
اور اثر و قبولیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے ان سے امداد طلب کی۔

اخوان کے مقدمات کی جو وکلا پیروی کر رہے ہیں' اُن کے
دفاتر میں تلاش و جستجو کے بعد اسکندریہ کے اخوانی مدرسوں کا دستور العمل
ملا' جس میں صراحت کی گئی ہے کہ مدارس کی اس اسکیم کو ایک پبلک کمپنی
چلا رہی ہے' جس کے ممبران یا شرکا کا کوئی تجارتی مقصد نہیں۔ اس
کمپنی کی غرض صرف یہ ہے کہ مصری وزارتِ تعلیم کے نصاب کے مطابق
تعلیم اور طلبہ کو اسلامی تربیت دینے کے لیے اسکول قائم کیے جائیں۔
اس کا ہیڈ کوارٹر نمبر۱ میدان اسماعیلیہ (اسکندریہ) ہے' اور مُدت
پچیس سال ہے' جو ۱۰ رمئی ۱۹۴۵ء سے شروع ہوگی۔ کمپنی کا ابتدائی سرمایہ
۴۰۰۰ ہزار پاؤنڈ مصری (تقریباً ساٹھ ہزار روپے) ہوگا۔ جو اور

Marfat.com

زیادہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ ایک ہزار حصّوں پر منقسم ہوگا۔ اس کمپنی نے پہلے ایک بچّوں کا ماڈل اسکول کھولا' پھر کچھ ثانوی کلاس کھولے جو ترقی کر کے ایک ثانوی اسکول کی حیثیت اختیار کر گئے۔ ان درس گاہوں کے نام حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ عمر فاروق شالی درس گاہ" ۲۔ ابوبکر صدیق ابتدائی درس گاہ۔ ۳۔ محمدیہ ثانوی درس گاہ۔

سیاسی پابندی اُٹھنے کے بعد یعنی اپنے موجودہ وقفہ میں اخوان نے تعلیمی سلسلے میں مدارس شبیہ اور مدارس جمعہ کی طرف خاص توجہ دی بعض "منطقوں"[ل] میں ان کا نام "نئی نسل کے اسکول' ماڈل اسکول' مدارس تعلیم بالغان" رکھا گیا۔ حلقۂ قاہرہ و جیزہ کے ماتحت جو درس گاہیں ہیں اُن کے اعداد و شمار حسبِ ذیل ہیں:۔

(مصنف نے اس موقع پر ایک تفصیلی نقشہ دیا ہے۔ نام و مقام کی اجنبیت کے سبب ہم نے اُس کو یہاں نقل کرنا ضروری نہیں سمجھا' اور اُس کے خلاصے پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہ چھوٹی بڑی ۳۱ درس گاہیں ہیں' اور ان میں پڑھنے والوں کی تعداد (۳۳۳۷) ہے)

شبانہ ثانوی = ۱۰

[ل] اخوان کی جماعتی تنظیمی تقسیم کے مطابق جس کی تفصیل گزر چکی ہے "منطقہ" کو مقامی مرکز سمجھنا چاہیے جو "حلقے" کے ماتحت ہوتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

شبانہ ابتدائی = ۱

مدارس جمعہ = ۱۰

ماڈل اسکول = ۷

تعلیم بالغاں = ۲

کامرس اسکول = ۱

۴۔ موجہانہ علمی تحقیق [Leading Researches]

اس نوع کی تحقیقات کی دو قسمیں ہیں :۔

(۱) اخوان یا عام پبلک کی ذہنی تربیت کے لیے اسلام کی روشنی میں موجودہ پیچیدہ مسائل پر تحقیقی مواد کی تیاری۔ ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) نظام الأسر (خاندانوں کا نظام) اس کی نشو و نما اور اس کے مقاصد، یہ ایک علمی (سائنٹفک) رسالہ ہے، جس کو مرکزِ اخوان نے شائع کیا ہے۔ اخوان میں "اُسر" (خاندانوں) کا جو نظام ہے اُس سے یہ بحث کرتا ہے، مصر کی سیاست کے تمام پہلو واضح کرتا اور اُن داخلی عوامل کی نشاندہی کرتا ہے، جو تحریکِ اخوان کی تعمیر میں شروع سے کارفرما رہے اور اُن کے مراحل ترقی پر اثر انداز ہوتے رہے۔ وہ "اُسر" (خاندانوں) کے نظام اور اُس کے ارکان کی تشریح بھی

Marfat.com

کرتا ہے اور اس نظام پر تحقیقی نظر اور رائے وہی کے بعد ختم ہوتا ہے۔

(۲) المرأة بین البیت المجتمع مصنفہ استاذ بہی الخولی۔ عورت کا مقام سوسائٹی اور گھر میں:۔ یہ بھی ایک علمی کتاب ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ قدیم تمدنوں میں عورت کا کیا مقام تھا اور پھر اسلام نے اس کو کیا مقام دیا۔ خاندان کے حقوق، شادی ازدواجی تعلقات، طلاق، ایک سے زائد بیویاں، ضبطِ ولادت، عورت کی زینت، اولاد کے حقوق، گھر کا حق، عورت اور سوسائٹی، عورت اور کام (محنت) عورت کے سیاسی حقوق، یہ سب موضوعات اس کا مبحثِ کلام ہیں۔ ان تمام پیچیدہ مسائل میں انھوں نے اسلام کی رائے پیش کی ہے، تاکہ وہ اخوان اور تمام متدین مسلمانوں کے لیے مددگار ثابت ہو، اور حقیقت پسند صحیح اسلام کی روشنی میں وہ اپنی خاندانی اور سماجی زندگی کو ڈھال سکیں۔

(۳) عقیدۃ المسلم (مسلمانوں کا عقیدہ) مصنفہ محمد غزالی:۔ یہ عقیدہ پر ایک جامع تحقیقی کتاب ہے جس میں الوہیت و توحید، صفاتِ خداوندی، قضا و قدر، ایمان کی بنیادیں، گناہ و توبہ، رسالت و خلود وغیرہ پر اس طرح سے بحث کی گئی ہے کہ جس سے مبالغہ طرازوں کی تحریف، اہلِ باطل کی تاویل اور جہلا کے افتراء کا جامہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

(۴) الاسلام و اوضاعنا القانونیۃ (اسلام اور ہماری

Marfat.com

قانونی اوضاع) مصنفہ عبدالقادر عودہ (مرحوم) اس کتاب میں مصنف نے مدنی قوانین اور اُن کے بارے میں اسلام کی رائے کو پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ سماجی نظام کے لیے کس حد تک ضرر رساں ہیں بحث میں انھوں نے تقابلی طرز اختیار کیا ہے اور اسلام کی امتیازی حیثیت ثابت کرتے ہوئے رفاہِ عام کے لیے اس کو اختیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

(۵) تذکرۃ الدعاۃ (داعیانِ حق کو نصیحتیں) مصنفہ بہی الخولی۔ یہ ایک بہت مفصل کتاب ہے، جس میں اخوان المسلمین کے ارکانِ دعوت کو مشورے دیے گئے ہیں۔ ایک داعی کی مہم کی تشریح، اُس کی دعوت کے اصلی مصادر، ضروری وسائلِ دعوت کی توضیح اور ان مختلف سرگرمیوں کا تعارف کرایا گیا ہے جس سے ایک داعی کو گزرنا پڑتا ہے اس میں تقریر، درس، خطبہ، مقالہ نگاری، عام گفتگو وغیرہ کے بارے میں تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں۔

(ب) دوسرے نمبر پر وہ علمی تحقیقاتی مقالے یا کتب ہیں جو اخوان نے اصلاح مطلوب کے سلسلے میں حکومتوں کی رہنمائی کے لیے لکھی ہیں۔ ان میں بنیادی غلطیوں کی تشریح کی گئی ہے۔ اور ٹھوس و صحیح علمی بنیادوں پر ان کا علاج پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے کی اب تک دو مطبوعات

Marfat.com

شائع ہوئی ہیں :۔

۱۔ السیاستہ العامتہ للتربیۃ والتعلیم (تعلیم و تربیت کی عام پالیسی) اس کتاب کو مرکز میں شعبہ پیشہ وراں کی "انجمن المعلمین" نے شائع کیا ہے۔ جس میں تعلیم و تربیت، مراحل تعلیم اور نصاب تعلیم کی ترتیب امتحانات کے طریقوں کی ایک صالح اُستاد کی ٹریننگ اور لامرکزیت سے نجات حاصل کرنے کے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔

۲۔ خطوط فی الاصلاح علیٰ ضوء الاسلام (اصلاح کا خاکہ اسلام کی روشنی میں) اس کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ اقتصاد" "زر" اور "محصولات" کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ جس کو "شعبہ پیشہ وراں" سے متعلق ماہرین معاشیات نے لکھا ہے۔ دوسرا زراعت "صنعت گری" [Industrialization] مواصلات، تعمیرات پر ہے، اس حصے کی تیاری میں ہر فن سے متعلق شعبوں نے حصہ لیا ہے اور ہر موضوع پر ماہرانہ فنی اسلوب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس قسم کا تحقیقی لٹریچر تیار کرنا "شعبہ پیشہ وراں" کے فرائض میں ہے جس کا کام ہے کہ ایسا تحقیقی لٹریچر، منصوبے اور اصلاحی پروگرام تیار کرے جن کی بنیاد پر زندگی کے مختلف گوشوں تنظیم اسلامی اصولوں کی روشنی میں کی جاسکے۔ یہ بھی اس کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اپنی کارکردگی کو ملکی اور بین الاقوامی رائے عامتہ کے لیے نشر کرے متعلقہ محکمہ جات کو پیش کرے اور ان کو نافذ کرانے کی کوشش کرے۔

Marfat.com

فصل سوم

اخوات مسلمات

۱۹۳۲ء میں "فرق الاخوات المسلمات" (اخوات مسلمات کے گروہ) کے نام سے اخوات مسلمات کی ایک پہلی کمیٹی اسماعیلیہ کے شہر میں تشکیل پذیر ہوئی۔ جس نے مجلہ "الاخوان المسلمون" کی "پہلی جلد" میں اپنا دستور العمل شائع کیا۔ اسی نام سے ایک دوسری کمیٹی کی تشکیل قاہرہ میں ہوئی ۱۹۴۴ء میں کچھ "اخوات" نے جو دعوت کو بخوبی سمجھ چکی تھیں اور وہ ان کے رگ پے میں سما گئی تھی اپنی اس تحریک کو از سر نو تنظیم دینے کا ارادہ کیا، اور سرپرستی و نگرانی کے لیے اخوان المسلمین کے "مرکز" کو اختیار کیا۔ اخوان کے "مکتب ارشاد" (انتظامیہ کمیٹی) نے اس سے اتفاق کیا اور ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ موافق ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء کو پہلی مجلس عامہ کی تشکیل ہوئی۔ ۲۰ شارع سنجر الخازن محلہ حلمیہ جدید قاہرہ میں اس نے اپنا دفتر قائم کیا۔ اس کے بعد اخوات مسلمات کی یہ تحریک پورے ملک مصر میں پھیل گئی، بلکہ بیرون ملک بھی وہ پہنچ گئی۔ اب مرکز اخوان نے

Marfat.com

اس شعبۂ اخوات کا ایک مخصوص قانون بنا دیا جس سے اُس کی تنظیم محکم تر ہوگئی اور وہ پوری تندہی کے ساتھ اپنا مشن پورا کرنے لگا۔

۱۹۴۸ء میں ملک میں اس شعبے کی ۵۰ شاخیں ہوگئیں۔ جن میں پانچ ہزار خواتین شامل ہیں۔ ان مراکز میں دین اور اپنی دعوت کی صحیح فہم رکھنے والی قابل خواتین اور بعض علماء وعظ کہتے ہیں۔

دسمبر ۱۹۴۸ء میں جب اخوان کو غیر قانونی جماعت قرار دیا گیا، تو اخوات مسلمات کی سرگرمی بھی رُک گئی۔ لیکن اس دورِ ابتلاء میں انھوں نے گرفتار اور قیدی اخوان کے خاندانوں کی نگہداشت، اُن کے یہاں آمد و رفت اُن کی دلبستگی اور ہمت افزائی میں بہت عمدہ پارٹ ادا کیا۔ انھوں نے ایسے خاندانوں کو "کفالتِ باہمی" کی اسپرٹ سے آشنا کیا، جیسا کہ اسلام حکم دیتا ہے۔ اس کا اخوان اور اُن کے خاندانوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور ان کی قوتِ معنوی زیادہ بڑھ گئی۔

پھر جب اخوان پر سے یہ قید و بند ختم ہوئی اور دوبارہ انھوں نے اور اخوات مسلمات نے اپنی عملی سرگرمیوں کا آغاز کیا تو اخوات کے شعبے نے اپنا ایک مستقل مرکز قایم کرنے کے بارے میں غور کیا، اور چونکہ یہ کام روپے کا محتاج تھا، اس لیے ایک نمائش لگانا طے پایا، جس کا ۸۰ پاؤنڈ مصری (تقریباً ۱۰۵۰ روپے) نقد سرمایہ رکھا گیا۔

Marfat.com

اخوات کی طرف سے شعبہ کو مختلف قسم کی امداد ملی یا تو کپڑوں اور دھاگے کی صورت میں یا نقدی کی شکل میں۔ بعض نے اپنی عملی خدمات پیش کیں، یعنی ان کپڑوں کو تراشنے، سینے اور کشیدہ کاری کی خدمت انجام دی۔ یہ نمائش "مرکز" اخوان کے سامنے، سابقہ روزنامے کے دفتر میں لگائی گئی، اور بغیر کسی ٹکٹ کے ایک ہفتے تک جاری رہی۔ نمائش میں آنے والے محسوس کرتے تھے کہ یہاں نرخ باہر کے مقابلے میں بہت ارزاں ہیں۔ اس نمائش میں قاہرہ کے علاوہ بعض دوسرے شہروں نے بھی حصہ لیا۔ اسکندریہ نے صرف نمائشی اشیاء اور کفر الدوار، مینا، اسیوط، اسماعیلیہ نے نمائشی اور فروختنی ہر دو قسم کی اشیاء بھیجیں، طے پایا تھا کہ ہر شہر کی فروخت شدہ اشیاء کی قیمت کا ۲۵ فی صدی اخوات مسلمات کا روپیہ مرکز لے لیگا۔ لیکن ان شہروں کے نمائندوں نے اپنے نئے مرکز کو مضبوط تر بنانے کے لیے بطور امداد (۵۰) فیصدی دینے پر زور دیا۔ اس نمائش کے بعد جب حساب صاف کیا گیا، اور بازار کا حساب علیحدہ کیا گیا، تو شعبے کی مالیت (۲۵۰) پاؤنڈ مصری تقریباً (۴۲۵۰) تھی۔

اور اس کے نتیجہ میں اخوات کے شعبے نے قاہرہ کے محلہ روضہ ۱۲ ملک مظفر اسٹریٹ میں اپنا مرکز کھول دیا۔

Marfat.com

اس نمائش میں جو اشیاء رکھی گئی تھیں، ان میں زنانہ اور بچگانہ سلے ہوئے کپڑے، مردانہ قمیص، بچوں کے کوٹ، عطر، اخوات کے بنائے ہوئے ٹائلیٹ اور کپڑا دھونے کے صابن، مربہ جات، شربت تصویر کے خاکے۔ یہ سب اشیاء اخوات کی بنائی ہوئی تھیں۔

اخوات کا پروگرام اور اس کے قواعد وضوابط

پہلا ثقافتی رسالہ جو شعبہ اخوات مسلمات نے شائع کیا وہ "مع المرأۃ المسلمۃ" (مسلمان عورت) ہے جو اکتوبر ۱۹۴۴ء میں طبع ہوا۔ اس رسالے میں اخوات مسلمات کا واضح پروگرام اور ان کے پیغام سے متعلق بہت اہم بیانات ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:-

اولاً:- موجودہ نظام حیات اور مروجہ نظامہائے فکر کی مخالفت، موجودہ بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح، عورت کے متعلق سوسائٹی کے نقطۂ نظر کی تصحیح، اس کے حقوق کا مکمل اعتراف، اس کو احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس کے لیے دو طریقے اختیار کیے جائیں گے، ایک ایجابی اور دوسرے سلبی:-

ایجابی طریقہ کار یہ ہیں کہ ہم اپنی جدوجہد کو عملی صورت دے کر تعمیر و تربیت کا کام انجام دیں۔ یعنی اپنے عمل سے ایک صالح معاشرہ تعمیر کرنے کی کوشش کریں اور مثالی عورت کے نمونے پیش کریں،

Marfat.com

جو ان اصولوں پر کاربند ہو کر جن کی وہ خواہاں اور داعی ہے اس معاشرہ کو استحکام بخشے۔

منفی جدوجہد یہ ہے کہ ہم اپنی تمام کوششیں موجودہ نظامہائے حیات کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے وقف کر دیں جو اخلاقی نراجیت اور فسق وفجور کے نقیب اور شرافت واخلاق کے دشمن ہیں۔ صاف الفاظ میں اس کا مقصد یہ ہے:۔

(موجودہ نظامہائے حیات کے خلاف بغاوت، عورت کی اس انقلابی مہم کو چلانے کے لیے تربیت، اور مطلوبہ اصلاحی مقصد کی تکمیل) ہم عورت کی حفاظت اور قوم کے ناموس کے تحفظ کے لیے بغاوت کریں گے، عورت خود اس بغاوت کا پرچم اُٹھائے گی، جس کی زمین ہم تیار کریں گے۔ ہم عورت کو آخر وقت تک انقلاب کے لیے اُبھارتے رہیں گے، اس کے لیے ہم اس کی ذہنی تربیت کریں گے اور ان حقائق پر سے نقاب اُٹھائیں گے جو اس سے پوشیدہ رکھے جاتے ہیں، ہم اس کو اس کا یقین دلائیں گے کہ اس صورتِ حال کے برقرار رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رُسوائی اور تحقیر کا سلسلہ جاری رہے، اس کی عزت کو بیچا جاتا رہے، اس کو ایک سودا سمجھا جاتا رہے، اس کی خرید وفروخت کا کاروبار جاری رکھا جائے، اس کو بدکار اور فریب کار سماج کے

ٹھیکیداروں کے سامنے پیش کیا جاتا رہے۔ ہم اس کو یقین دلائیں گے کہ اس شرمناک اور ذلیل صورتِ حال کے قائم رہتے ہوئے وہ ہر میدان میں ناکام رہے گی اور کچھ بھی نہ حاصل کر سکے گی۔

یہ بنیادی قدم اور اصلاحی پروگرام مرکزی نقطہ جس کا مقصد صحیح نسوانی بیداری پیدا کرنے کے لیے عورتوں کو آمادہ کرنا اور اس تحریک کی رہنمائی کے لیے ان کی تربیت کرنا ہے۔

ثانیاً:۔ عورت کے عام انسانی حقوق کا اعلان،

نظامِ اسلامی کی رُوح اور قرآنی دستور سے ماخوذ نظام کی بنیاد پر نسوانی اصلاح و بیداری کی قیادت کی باگ ڈور عورتوں کے سپرد کرنا، عورت کے حقوق کا اعتراف و اعلان کرتے ہوئے اس کی صحیح آزادی کو تسلیم کرنا، اس کو اس کے فطری عام و خاص حقوق دینا، اور ان عام انسانی حقوق میں جو اس کے مخصوص فطری فرائض سے ٹکراتے نہیں، مرد کے ساتھ اس کی مساوات کو تسلیم کرنا۔

ثالثاً:۔ عورت کے اصلاحی پیغام اور سماجی فریضۂ حیات کی تعیین، اور وہ یہ ہے:۔

"ایک صالح معاشرے کی تعمیر اور بلند تر اجتماعی فضائل کے ماتحت اس کی دیکھ بھال۔"

اس تحدید کے بعد عورت کا یہ منصب حیات ایک ایسا مکمل ضابطہ اور ہمہ گیر حقیقت بن گئی ہے کہ وہ تمام نئی نئی تعبیروں، زندگی کے تقاضوں، اور ضرورتوں پر منطبق ہوتی ہے۔ بشرطیکہ ان سب چیزوں پر اخلاقِ عالیہ کا سایہ ہو اور فضائلِ اخلاق کی میزان پر وہ پوری اُترتی ہوں۔ اس شرط کے بعد اگر ہم عورت کی خدمات رفاہی کاموں کے لیے حاصل کریں، اس کو سماجی اصلاحی سرگرمی کی اجازت دیں تو یہ اُس کے فریضۂ حیات ہی میں داخل ہوگا، اگر ہم ایک بیوی اور ماں کی حیثیت سے جو معاشرے کے لیے ایک صالح اور کارآمد فرد پیش کرتی ہے درونِ خانہ اس کو اُس کے فطری اور اصلی فریضۂ حیات کی مہم سپُرد کرتے ہیں تو اُس کا تقاضائے حیات ہے۔ اور اگر وہ اپنی فطرت کے مناسب کسی بھی انسانی خدمت میں حصہ لیتی ہے تو یہ اشتراک اُس کے پیغامِ زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ اگر ہمارے وطن کا بوجھ اُٹھانے کے لیے وہ آگے بڑھتی ہے، اور اپنی علمی جدوجہد، علم و ثقافت، تجارب و بصیرت۔ غرض اشتراک کی اُن تمام صورتوں سے جو اُس کی فطرت کے مناسب اور عام اسلامی دستور کی رُوح کے مخالف نہیں حصہ لیتی ہے اسی طرح اگر وہ اپنے ان حقوق کے مطالبے کے لیے کھڑی ہوتی ہے جو اسلام اس کو عطا کرتا ہے، ان حقوق کے حصول کے لیے عملی جد و جہد

کرتی اور ظلم و سماجی ابتری کے نمائندے دیگر نظامہائے فکر و عمل کے خلاف بغاوت کرتی ہے تو اس کا حق ہے، بلکہ فریضہ اور زندگی میں جو پیغام وہ رکھتی ہے اس کا تقاضہ اور مطالبہ۔

سابعاً:۔ دستور کے تحت خاندانی نظام کی دیکھ بھال اور قانون کی طاقت کے ذریعے خود عورت کی نگرانی اور نگہبانی۔

اس ساری بحث سے ہم چند ایسے حقائق پر پہنچتے ہیں جو ذہنوں کے لیے نئے ہیں یعنی اخوات اور ان کے ساتھ ہر عورت کے لیے مندرجۂ ذیل حقوق کا اعتراف کرتے ہیں:۔

۱۔ عام انسانی حقوق میں مرد و عورت کے درمیان مکمل مساوات

۲۔ صرف چہرہ اور دونوں ہاتھ (پہونچوں تک) کھلے رکھ کر عورت کو گھر سے باہر آنے کی اجازت۔

۳۔ سماجی سرگرمی اور خدمات میں عورت کو حصہ لینے کی اجازت بشرطیکہ کوئی بہبودی کا کام ہو اور اس کا دائرۂ عمل عورتوں تک محدود ہو۔

ابھی قریب میں اخوان کے حلقے سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا عنوان ہے: المرأة بين البيت والمجتمع (عورت کا مقام گھر اور سوسائٹی میں) اس کتاب نے سابقہ حقوق

کے ساتھ مندرجۂ ذیل حقوق کا اور اضافہ کیا ہے :-

۱۔ صرف شوہر کے لیے عورت ان آرائشی جدید اشیاء کا استعمال کر سکتی ہے، جن کا اثر زائل ہو جاتا ہے، مگر خوب صورتی کے لیے آپریشن کرانا حرام ہے۔

۲۔ وہ تمام تعلیمی مراحل جو مردوں کے لیے مباح ہیں، عورت کے لیے بھی مباح ہیں، مگر وہ تعلیم جو ایک خانہ دار عورت کی حیثیت سے اس کے اصلی فریضۂ حیات سے قریب تر ہے، قابلِ ترجیح ہے۔

۳۔ مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ تفریح کے لیے عام پارکوں میں جانے، تعلیمی سنیما اور بے ضرر تاریخی ڈرامے دیکھنے کی اجازت ہے۔ اخوان نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ سینما اور تھیٹر میں بذاتِ خود کوئی بُرائی نہیں ہے بلکہ بُرائی اور خرابی اُن گندے فلموں میں ہے جو وہاں دکھائے جاتے ہیں۔

۴۔ سخت ضرورت کے وقت عورت کو سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت کرنے کی اجازت ہے۔

۵۔ اگر عورت کی صحت کو نقصان پہنچتا ہو یا اس کے اقتصادی حالات مجبور کرتے ہوں تو اُسے ضبطِ ولادت کا حق ہے۔[۱]

---

[۱] جہاں تک مترجم کا ذاتی علم ہے اس پر اخوان کے تمام حلقے متفق نہیں (مترجم)

۶۔ عورت کے سیاسی حقوق کا اعتراف اس تشریح کے ساتھ کہ ابھی ہمارا معاشرہ اس پر عمل درآمد کے لیے سازگار رونما نہیں ہے۔

جہاں تک "شعبۂ اخوات" قائم کرنے کے مقصد کا تعلق ہے وہ شعبے کے قانون میں مختصراً ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

(ا) دینی رُوح بیدار کرنا، اسلامی تعلیمات کی اشاعت کرنا، جو ایسی سنجیدہ اور تعلیم یافتہ خواتین تیار کرنے پر پُوری طرح قادر ہے۔ جو اپنی متعلقہ خدمات و فرائض کو بخوبی انجام دے سکیں۔

(ب) اسلامی اخلاق و آداب کا پرچار کرنا، جو رُوح کو پاکیزہ بناتے اور نیکی و کمال کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، ساتھ ہی عورت کے جو حقوق ہیں اور اُس پر جو ذمّے داریاں ہیں اُن سے اُس کو آگاہ کرنا۔

(ج) صحیح و مُفید اسلامی تربیتی طریقوں کی طرف اُن کی رہنمائی، جن کے ذریعے اُن کے بچّے جسمانی و عقلی نشوونما پا سکیں اور خرابیٔ صحت اور کمزوریٔ عقل سے محفوظ رہیں۔

(د) گھر کو اسلامی رنگ میں رنگنے کی کوشش کرنا، قرآنِ کریم سُنّتِ رسول اور عیرتِ اُمّہات المؤمنین کی تعلیمات عام کرنا اور اُن باکمال عورتوں کی تاریخ کی اشاعت، جن سے اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے۔

(س) بدعات وخرافات، جھوٹے افسانوں اور کہانیوں، اور غلط افکار اور بُری عادات کا قلع قمع کرنا، جو عورتوں میں عام اور مقبول ہیں۔

(ص) ضروری تعلیم اور عام معلومات کی اشاعت، جن سے اُن کی عقل و فہم کی جِلا ہو۔

(ط) امورِ خانہ داری پر توجہ، اس طرح پر کہ عورت گھر کو ایسی جنتِ مسرت بنا دے، جس میں ایک سعید خاندان پاکیزہ و محکم بنیادوں پر زندگی گزار سکے۔

(ف) اپنے حالات اور طاقت کے مطابق اور اپنے نسوانی دائرے کے اندر نفع بخش سماجی منصوبوں میں حصّہ لینا۔

ان منصوبوں اور اسکیموں میں سے بعض یہ ہیں:—

دواخانے (ڈسپینسریز) بچّوں کی تربیت گاہیں [Nursery] بچّوں کے کلب، مدارس، یتیموں کی نگہداشت، غریب خانوادوں کی امداد کی تنظیم۔

ہر اسکیم کے لیے ایک مخصوص ضابطہ بنایا جائے گا، اس کو چلانے اور اس کی نگرانی کے لیے قانون نمبر ۴۹ مجریہ ۱۹۴۵ء کے مطابق ایک مینجنگ کمیٹی بنائی جائے گی اور "وزارت امورِ رفاہِ عام" میں اس کو

رجسٹر کرایا جائے گا۔

(ق) اخوات کے حالات اور مساعی کی حدود کے اندر ان کی طرف سے جماعت اخوان المسلمین کے بنیادی اصلاحی پروگرام کے نفاذ میں معاونت۔

اخوات کی کارکردگی

۱۔ خواتین کا اسلامی لباس :۔

جس وقت شعبۂ اخوات نے مصری نسوانی حلقے میں اسلامی دعوت کی اشاعت شروع کی تو اس کو بہت سی مشکلات پیش آئیں، جس کا سبب مغربی تمدن کی وہ طوفانی لہر تھی جس کے ساتھ مصری عورت بہتی چلی گئی۔ اور وہ اس کو اسلام کی صورت و حقیقت دونوں سے دور تر لے گئی سب سے پہلی مشکل جو پیش آئی وہ لباس کا مسئلہ تھا۔ اسلام عورت پر جو وقار فرض قرار دیتا ہے اس کی وجہ سے اخوات کے لیے اس کا خیال رکھنا ضروری تھا۔ چنانچہ شروع شروع میں تو وہ اپنے سر کو اس دوپٹے سے ڈھانکے رکھتی تھیں جس کو "طرحہ"[۱] کہا جاتا ہے۔ ابتدا میں

---

[۱] "طرحہ": دوپٹے کے بجائے استعمال ہوتا ہے یہ دوپٹے سے چھوٹا ہوتا ہے اور سر پر بندھا رہتا ہے۔ عام طور پر یہ کالا ہوتا ہے کبھی سفید بھی باہر نکلتے وقت استعمال کیا جاتا ہے اور سن رسیدہ عورتیں اس کو استعمال کرتی ہیں۔ (مترجم)

یہ سیاہ رنگ کا تھا۔ اور اس وجہ سے اخوات کے لیے بہت کچھ نامانوس تھا، اور عام عورتوں کی طرف سے انگشت نمائی کا باعث، کیونکہ سیاہ رنگ کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ یہ رنج و غم کی علامت ہے، اخوات نے اس مسئلے کا حل اس طرح نکالا کہ سیاہ کے بجائے سفید رنگ کا دوپٹہ اپنے لیے طے کیا۔ اب یہ سب کے لیے قابلِ قبول ہو گیا۔ اور کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں رہی۔ اس لباس نے اس قدر اشاعت پائی کہ تمام اسلامی نسوانی انجمنوں میں معزز و لائق خواتین کی ایک بڑی جماعت کا لباس ہو گیا۔

۲۔ خواتین کی علمی و دینی تربیت۔

شعبۂ اخوات نے سب سے پہلا کام جو کیا وہ ہر محلے میں عام خطبات کا انتظام تھا۔ اس کام کے لیے کبھی کوئی واعظ اور کبھی اخوانی مقرر انتخاب کیا جاتا تھا، لیکن تجربے سے معلوم ہوا کہ ان خطبات کا کوئی محسوس فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں مختلف قسم کی خواتین آتی ہیں، جن کے سِن اور علمی صلاحیت میں باہم کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ اور محسوس کیا گیا کہ اگر اخوات کو حسبِ عمر و علم الگ الگ مجموعوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس سے زائد فائدہ ہو گا۔ ان میں سے ہر ایک مجموعے کا نام "اُسر" (خاندان) رکھا گیا۔

اخوات کا نظام "اُسر" اخوان کے "اُسر" (خاندان) کے عام نظام کے طریقے پر ہے۔ جس کے لیے ایک مخصوص قانون ہے۔ مگر اخوات کے یہاں ایک اور مخصوص رُوحانی نظام بھی ہے، جس کا ذکر اخوات کے اوّلین رسالے میں کیا گیا ہے۔ اور یہ تعلیم کا ایک مکمل نظام ہے جس میں قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور اخوانی لٹریچر شامل ہے۔

۱۹۴۵ء سے اس نظام کو عملی طور پر نافذ کیا گیا، اور تجربے سے ثابت ہوا کہ تعلیمی اعتبار سے بھی وہ بہت مُفید اور کارآمد ہے، اور باہمی محبت و تعاون پیدا کرنے میں بھی ممد ہے۔ اس لیے اس کو "نظام تعاون" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عورتوں کے لیے موزوں اور اُن کے مختلف حالات کے مناسب ہے۔ "شعبہ" نے یہ بھی محسوس کیا کہ دعوت کا کام جہاں زیادہ کارگر ہوتا ہے وہ تعلیم یافتہ عورتوں کا طبقہ ہے، اور جتنی جتنی تعلیم کم ہوتی ہے اس کا فائدہ بھی کم ہوتا ہے۔ اس لیے اُس نے اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹی کی طالبات پر خاص طور پر توجہ دی، ان کے لیے ہر منگل کو ایک ہفتہ وار اجتماع ۵ بجے سے لے کر مغرب تک شروع کیا۔

۳۔ تربیت گاہِ بنات:۔

یہ تربیت گاہ محلہ "منیرہ" میں شارع بستان الفاضل پر ہے۔

جس میں دس کمرے ہیں، جن کو دفتر کتابی تعلیم اور امورِ خانہ داری مثلاً کپڑا دھونا، کھانا پکانا، استری کرنا وغیرہ کے سکھانے میں استعمال کیا جاتا ہے، مکان کے پیچھے ایک بڑا صحن بھی ہے، جہاں سب لڑکیاں درجوں میں جانے سے قبل کھڑی ہو سکتی ہیں۔

تربیت گاہ کا نظامِ کار ـــــ (پہلا دور)

اخوان کی جماعت کو ناجائز قرار دیے جانے سے قبل اس تربیت گاہ کا نظام کار حسب ذیل تھا :۔

ابتداء میں تربیت گاہ میں ۴۰ لڑکیاں لی گئی تھیں، جن میں سے کسی کی عمر ۱۵ سال سے زائد نہ تھی۔ تربیت گاہ ان سب کے کھانے، لباس، سکونت، تعلیمی اور تہذیبی نگہداشت کی ذمہ دار تھی۔ بالفاظِ دیگر یہ ایک اقامتی درس گاہ تھا۔ لڑکیوں کو دو درجوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جن میں ان کو قرآن کریم اور دین کی تعلیم دی جاتی تھی، اس پروگرام میں سلائی، کشیدہ کاری، دستکاری، بُنائی کی تعلیم اور عملی طور پر گھر چلانے کی ٹریننگ اور بعض ورزشی شغلیں بھی شامل تھیں۔ اس کے علاوہ یہ تربیت گاہ مندرجہ ذیل خدمات بھی انجام دیتی تھی :۔

(۱) لڑکیوں کے خاندانوں اور دیگر غریب گھرانوں کی امداد، کپڑوں، علاج، روپے پیسے اور دیگر طریقوں سے۔

(ب) رمضان میں غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا۔

(ج) موسم سرما اور مختلف عیدوں پر غریب خاندانوں میں کمبلوں اور کپڑوں کی تقسیم۔

(د) تقریروں کے ذریعے سماجی اور دینی تعلیمی مہم میں شرکت۔

(س) گھروں میں خواتین کے درمیان صلح کرانا۔

یہ اضافی خدمات تربیت گاہ کے مرکزی کام کے علاوہ تھیں جو یہ ہے کہ لڑکیوں کی ایک ایسی نئی نسل تیار کی جائے جس کو مکمل اسلامی صحیح تربیت حاصل ہو۔ وزارت تعلیم نے اس تربیت گاہ کو کسی قسم کی مالی امداد نہیں دی۔ کیونکہ اُس نے شرط لگائی کہ اس میں کم از کم چار درجے کھولے جائیں۔

تربیت گاہ کا نظامِ کار ۔۔۔ (دوسرا دور)

اخوان کو ناجائز قرار دیے جانے کے بعد "کونسل سماجی صلاح" کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ مارچ ۱۹۴۹ء کو اس نے تربیت گاہ کو اپنے قبضے میں لیا "جمعیۃ اخوات مسلمات" ہی نے اس کو قائم کیا تھا۔ تربیت گاہ کا موجودہ نظامِ کار بڑی حد تک سابقہ نظامِ کار سے ہم آہنگ ہے لیکن اب اس کا دائرہ زیادہ وسیع ہوگیا ہے اب وہ ۱۲۴ لڑکیوں کی خدمت انجام دیتی ہے لیکن یہ سب

باہر بستی ہیں۔ پہلے کی طرح ان کے قیام کا انتظام نہیں، اسی طرح اس میں وزارتِ تعلیم کی طرف سے دس اُستانیاں بھی مقرر ہیں۔ ہیڈ مسٹرس، سکریٹری، سماجی نگراں اور سات اُستانیاں۔ اس وقت یہ تربیت گاہ مندرجۂ ذیل خدمات انجام دیتی ہے:۔

۱۔ پرائمری اسکولوں کے طرز پر لڑکیوں کی مدرسی تعلیم۔

۲۔ نسوانی حرفتی تعلیم، جیسے کشیدہ کاری، سلائی، استری ڈھلائی۔

۳۔ محتاج خاندانوں کی نگہداشت خاص طور پر پڑھنے والی لڑکیوں کے خاندان، مختلف مناسبات پر ان کی عملی، مالی اور طبی و اخلاقی امداد۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ تربیت گاہ کا طریق کار اس وقت بہت سی صورتوں میں سماجی پروگراموں کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ اس میں ایک سماجی امور کی ناظر ہے جو خاندانوں کی سماجی حالت کا جائزہ لیتی ہے۔ اسی طرح اس میں ایک ادارہ ہے جس میں مختلف قسم کی فنی، ورزشی اور ثقافتی دلچسپیوں کا انتظام ہے۔

"اخوات مسلمات" نے اب تک جو اس مدرسے کو واپس حاصل کرنے کا ارادہ نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس کے مصارف

۲۸۲۵ پاؤنڈ مصری تقریباً (۳۱۴۷۳) روپے ہیں۔ جس کو "انجمن سماجی اصلاح" ادا کرتی ہے۔ یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ اس کو اخوات کا نو قیام شعبہ برداشت نہیں کرسکتا ہے۔ اگر اخوات کی مالی حیثیت مضبوط ہوجائے تو وہ دوبارہ اس کو حاصل کرنے کے بارے میں کوئی قدم اُٹھا سکتی ہیں۔

۴۔ طبّی معلومات کی اشاعت:۔

اخوات کے مرکز میں اس وقت خانگی طبّی امداد کے وسائل پر علمی وعملی لکچروں کا انتظام ہے۔ ان میں زخموں اور جلے ہوئے اعضاء کی مرہم پٹی، انجکشن وغیرہ شامل ہے۔ اس قسم کے لیکچر یا اسباق وہ اخوات دیتی ہیں جو ان امور کی ماہر ہیں۔ مزید تجربہ اور کام کی توسیع کے بعد شعبۂ اخوات اُمید کرتا ہے کہ ایک دواخانہ (ڈسپنسری) کھول دی جائے[1]۔

۵۔ مبلغِ اخوات کی درس گاہ:۔

یہ شعبہ اُن اخوات میں سے جو اچھی طرح تحریک کو سمجھ چکی ہیں، نمایاں شخصیات کو اس کام کے لیے انتخاب کرتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک "اخت" (بہن) کا کام ہے کہ وہ عمومی درس میں مقرر خطیب کے

---

[1] بعد کو یہ ڈسپنسری فعلاً کھول دی گئی (مترجم)

حاضر نہ ہو سکنے کی صورت میں اُس کے فرائض انجام دے۔ اسکندریہ کے مرکز اخوات نے اس کام کے لیے ایک "درس گاہِ مبلغات" قایم کی ہے جس کی ابتداء تعلیم یافتہ اخوات سے کی گئی ہے۔

۶۔ طبقۂ نسواں میں اسلامی نظریۂ حیات کی اشاعت:۔

"اس کے لیے رسائل و پمفلٹ چھاپنا اور اُن کو مختلف نسوانی حلقوں میں تقسیم کرنا، مکانوں پر پہنچانا، اسکولوں اور یونیورسٹی کی طالبات کو تقسیم کرنا، اسکندریہ کی اخوات اس سلسلے میں زائد سرگرم ہیں۔ اس غرض کے لیے گھروں پر ملاقاتیں کرتی ہیں، ہمسایہ خاندانوں سے تعلّقات قایم کرتی ہیں، اُن کے جھگڑے طے کرتی ہیں اور امکانی حدود میں امداد پیش کرتی ہیں۔

اسکندریہ کی اخوات کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شعبہ تین بڑی اسکیموں پر غور کر رہا ہے:۔

۱۔ **مرکزِ دستکاری:** جس میں لڑکیوں کو سلائی، کشیدہ کاری اور دیگر اُن ضروری چیزوں کی تعلیم دی جاتی ہے جس کی ایک لڑکی کو ضرورت ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دینی تعلیم اور اخلاقِ حمیدہ کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

۲۔ **زنانہ محتاج خانہ** جو غریب و یتیم لڑکیوں کی پرورش کرے اور

اُن کی ہر قسم کی ذمّے داری لے کر اُن کو اسلامی تربیت دے۔

۴۔ عورتوں میں جہالت کو مٹانے کے لیے ایک مدرسے کا قیام۔

شعبۂ اخوات اسلامی ثقافت کی اشاعت اور نظریۂ اسلامی کی تبلیغ کے لیے طبقۂ نسواں میں ہفتہ وار دروس کا انتظام کرتا ہے جو حسبِ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	دن	وقت	مقام	کیفیت
۱	ہفتہ	۱۰ بجے صبح	۷ اخوان ڈسپنسری، محلہ عباسیہ، شارع عبدہ پاشا	
۲	″	۱۰ بجے ″	۶۔ شارع رفعت، عباسیہ۔	
۳	اتوار	۳½ بجے ظہر	سبتیہ	
۴	پیر	۲½ بجے دوپہر	۸۔ شارع بستان الفاضل۔ منیرہ۔	
۵	پیر	۱۰ بجے صبح	نادی الاخوان بین السرایات	
۶	منگل	۱۰ بجے ″	۳۔ شارع الجنینہ۔	
۷	″	۳½ بجے دوپہر	مسجد الاخوان۔ عابدین۔	
۸	″	″ ″	۱۲۔ شارع سیدی جابر۔ مصر جدیدہ	
۹	بدھ	۱۰ بجے صبح	الجامع الجدید۔ سوق الباسا۔	
۱۰	″	۳½ بجے دوپہر	عجوزہ	درس طالبات

نمبر شمار	دن	وقت	مقام	کیفیت
۱۱	بدھ	۱۰ بجے صبح	منطقۃ الاخوان ۔ جالیہ	
۱۲	"	" "	شارع نصوح ۔ زیتون	
۱۳	جمعرات	۳½ بجے دوپہر	منطقۃ الاخوان ۔ خیاط ۔ شارع نیل الروضہ	
۱۴	"	" "	۱۰ شارع شیخ بغال ۔ سیدہ زینب	
۱۵	"	۱۰ بجے صبح	شارع اجہوری ۔ حدائق القبہ	
۱۶	"	۳½ بجے دوپہر	شعبۂ جیزہ ۔ شارع الملکہ	
۱۷	"	" "	عشیرہ درب السعادۃ ۔ درب سعادۃ	
۱۸	جمعہ	" "	شارع المیزان ۔ سرائے قبہ	

اس سب سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اخوان نے معاشرے کے نصف آخر سے لاپرواہی نہیں کی بلکہ امکان بھر اُس کی نگہداشت اور ترقی کا انتظام کیا ہے ۔

فصلِ چہارم

اقتصادی خدمات

اخوان نے مصری معاشرے کی جو اقتصادی خدمات انجام دی ہیں اُن کو ہم دو نمایاں حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :-

(۱) قومی اقتصادیات کا استحکام -

(۲) ادنیٰ اور متوسط طبقوں کی پس اندازی کے لیے ہمت افزائی -

اب ہم ہر ایک کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں گے :-

(۱) قومی اقتصادیات کا استحکام :-

اخوان کے قانون میں اس بات کی صراحت ہے کہ قومی ثروت کی افزائش، اس کا تحفظ اور آزادی بھی اُن کے مقاصد میں شامل ہے[1]۔ جس طرح ہر کارکن اخوانی کے فرائض میں ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی روزگار اختیار کرے خواہ وہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو، آزاد عمل کو ترجیح دے خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو، اور اپنی علمی کم مائیگی کی پروا کیے بغیر

[1] جماعت اخوان المسلمین کے بنیادی نظام کا قانون دفعہ ۲ فقرہ ج۔

اس کے لیے آگے قدم بڑھائے۔ اس پر یہ بھی لازم ہے کہ عام اسلامی ثروت کی خدمت کرے، اس مقصد کے لیے وہ اسلامی صنعتوں اور اسلامی اقتصادی فرموں کی ہمت افزائی کرے اور کوشش کرے کہ اس کا ایک پیسہ بھی غیر اسلامی ہاتھ میں نہ پڑے۔ اپنے اسلامی وطن کے علاوہ بدیسی مصنوعات کے استعمال سے احتراز کرے۔ اخوان نے محض اتنے پر ہی اکتفا نہ کیا، بلکہ ان اصولوں کو عملی شکل دینے کی کوشش کی اور قومی ثروت کو مستحکم کرنے کے لیے انھوں نے مندرجۂ ذیل کمپنیاں قایم کیں :-

۱۔ اسلامی معاملات کمپنی :-

۱۹۳۹ء میں ۴۰۰۰ ہزار مصری پاؤنڈ تقریبًا (۴۰۰۰۰ روپے) کے سرمائے سے یہ قایم ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں اس نے بہت ترقی کی اخوانیوں اور غیر اخوانیوں نے اُس کے حصّے بڑے جوش و خروش سے خریدے اور اب اس کا سرمایہ بڑھا کر ۲۰۰۰۰ پاونڈ تقریبًا (۲۶۵۰۰۰ روپے) کر دیا گیا۔ اس کمپنی نے ٹرانسپورٹ سروسیں کھولیں، پیتل کی ایک بہت بڑی فیکٹری قایم کی، جو مکمل اسٹو (گیس چولھے) اور اُس کے مختلف پرزے بناتی تھی۔ یہ چولھے ملکی اور غیر ملکی بازاروں میں بہت مقبول ہوئے۔ خصوصًا پڑوس کے عربی ممالک میں۔

۲۔ عربی کان کنی کمپنی :۔

یہ ۱۹۴۷ء میں ۶۰۰۰۰ پاؤنڈ مصری (تقریباً ۸ لاکھ روپے) کے سرمائے سے قایم ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں یہ "اسلامی معاملات کمپنی" میں مدغم کر دی گئی۔ تاکہ دونوں کمپنیوں میں جو تعلق ہے اس کی بنا پر کوششوں کو ایک مرکز پر جمع کیا جا سکے۔ کیونکہ "معاملات کمپنی" کے پاس اپنے موٹر ٹرک ہیں، امریکن موٹروں کی ایجنسی ہے۔ سیمنٹ اور ہر قسم کے ٹائل اور مصنوعی فرشی پتھر بنانے کا ایک کارخانہ ہے۔ اور وہ "کان کنی اور کوہ کنی کمپنی" کے کھودے ہوئے پتھروں کو استعمال کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس ایک تانبہ اور پیتل کی فیکٹری ہے، ایک مشین ٹول ورکشاپ ہے۔ کان کنی کمپنی نے سنگ مرمر کو کاٹنے اور صاف کرنے کی جدید مشینری منگوائی تھی۔ لیکن یہ سب مشینری جس کی قیمت ہزاروں پاؤنڈ تھی، اخوان کو ناجائز قرار دیے جانے کے بعد زمانہ نگہداشت میں یوں ہی باہر میدان میں چھوڑ دی گئی۔ اور پھر تھوڑی تھوڑی کر کے فروخت کی گئی۔ جس سے کمپنی کو زبردست مالی نقصان ہوا۔ آج کل اس کے ہرجانہ کے مطالبہ کے لیے نگراں پولیس [Watching Guard] کے خلاف دعوٰی دائر کیا گیا ہے۔

۳۔ اخوان المسلمین کلا تھ مل :۔

یہ کمپنی ۱۹۴۸ء میں ۸۰۰۰ پاؤنڈ مصری (تقریباً ۱۰۴۲۰۰ روپے) کے مقررہ سرمائے سے قائم ہوئی جس میں سے فعلاً ۶۵۰۰ پاؤنڈ جمع ہو گئے اور اخوان کو ناجائز قرار دیے جانے تک حصّوں کا دروازہ کھلا رہا۔ مل نے اپنا کام شروع کیا تو اس کے مزدوروں کی تعداد ساٹھ تھی اور یہ سب مل کے حصّہ دار تھے۔ اس ماہ میں مزدوروں کو ۲۷۰۰ پاؤنڈ (تقریباً ۳۵۸۰۰ روپے) مزدوری ادا کی گئی۔ جو اصل جمع شدہ سرمائے کے تقریباً نصف کے برابر ہوتی ہے اس سب کے باوجود اس مختصر سے وقفہ میں کمپنی کا خالص فائدہ ۱۴۰۰ پاؤنڈ (تقریباً ۱۸۵۵۰ روپے) تھا۔ یہ مل لٹھ، تن زیب، ریشمی کپڑے اور چھینٹ تیار کرتا تھا۔ اور اس کا کپڑا دوسرے کپڑوں کے مقابلے میں بہت ارزاں فروخت ہوتا تھا۔ اخوان پر پابندی کے دوران میں نگہبان پولیس نے اس مل کا حساب صاف کر کے اس کو بالکلیہ فروخت کر دیا۔ کمپنی نے بعد کو پولیس کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ اور آخر میں عدالت سے اُس کے حق میں فیصلہ ہوا۔

۴۔ اسلامی پریس و روزنامہ :-

ان میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک کمپنی ہے۔ پہلی کا نام "اخوان پرنٹنگ پریس" رکھا گیا۔ اور اس کا ابتدائی سرمایہ .... ہزار پاؤنڈ

(تقریباً ۹۲۷۵۰۰ روپے) تھا۔ دوسری کا نام "اخوان صحافت کمپنی" رکھا گیا۔ اور اس کا سرمایہ ۵۰۰۰ پاؤنڈ (تقریباً ۶۶۲۵۰۰ روپے) مقرر کیا گیا۔ صحافت کمپنی نے فوراً ہی اپنی سرگرمیوں کا آغاز کرتے ہوئے ۵ رمئی ۱۹۴۶ء کو روزنامے کا پہلا نمبر شائع کیا لیکن "اخوان پرنٹنگ کمپنی" کو اپنا کام شروع کرنے میں دیر ہوئی۔ کیونکہ وہ باہر سے پریس مشینیں منگوا رہی تھی۔ اسی اثنا میں اخوان پر پابندی عائد ہوگئی اور تمام اخوانی کمپنیوں کو بند کر دیا گیا۔

۵۔ ٹریڈنگ اینڈ انجینئرنگ کمپنی (اسکندریہ)

یہ چودہ ہزار پاؤنڈ (تقریباً ۱۸۵۵۰۰ روپے) کے سرمائے سے قایم ہوئی جو ۳۵۰۰ حصوں پر منقسم تھا۔ یہ تجارت اور انجینئرنگ ورک کے لیے قایم ہوئی تھی۔

۶۔ ٹریڈنگ ایجنسیز کمپنی:۔

اس کمپنی نے پہلے سویز کے شہر میں اپنی تجارتی اسکیم شروع کی اور اس کا کام ترقی کر کے تجارت باربرداری (موٹر) اور فن اشتہار (ایڈورٹیزمنٹ) تک پہنچ گیا، اور قاہرہ میں اس کا ہیڈ کوارٹر قایم ہوگیا۔ ملک کے طول و عرض میں اس کی شاخیں قایم ہوگئیں۔ یعنی اسکندریہ، پورٹ سعید، اسماعیلیہ، سویز، فیوم

بنی سویف - آج کل کمپنی ایک اقتصادی تعاونی منصوبہ بنا رہی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ اخوان کو خانگی اشیائے ضرورت اور روزمرہ کی ضروریات تھوک نرخ پر مہیا کی جائیں۔

۷۔ عربی اشتہارات کمپنی :-

یہ پابندی سے ایک سال قبل قایم کی گئی تھی اور اس کا کام تھا اخبارات میں اعلانات شائع کرنا، سینما کے ذریعہ اشتہار دینا۔ فنی تصاویر برائے اشتہارات بنانا، کتابوں اور مجلات کے "ٹائیٹل (سرورق) تیار کرنا" سائن بورڈ اور دکانوں کے "بیرونی نمائشی رُخ" کے نمونے بنانا، اس کے ساتھ اس نے عرب ممالک کی ایک تجارتی جنرل ڈائرکٹری تیار کرنا شروع کی تھی جو اخوان پر پابندی عائد ہونے کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکی اور اس کے بعد کمپنی کا سارا کاروبار معطل ہو گیا۔

اس کے علاوہ اور سیکڑوں اخوانی کمپنیاں ہیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہیں جن کو اخوان نے پرائیوٹ طور پر اشتراک و تعاون سے قایم کر رکھا ہے، اور ان کا شمار ممکن نہیں۔

ثانیاً ــــ ادنیٰ اور درمیانی طبقے میں پس اندازی کی ہمت افزائی :-

چنانچہ جتنی بھی کمپنیوں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان سب کے حصے

حصّہ داروں کی ایک بڑی تعداد میں منقسم ہیں۔ مصر کی ان تمام بڑی بڑی کمپنیوں کے برعکس جس کے زیادہ تر حصّے چند سرمایہ داروں میں بٹے ہوتے ہیں اور وہی ان کمپنیوں کے مالک ہوتے ہیں۔ اس کی روشن تر مثال "اخوان ٹیکسٹائل مِل" ہے۔ جس کا حقیقی جمع شدہ سرمایہ ساڑھے چھ ہزار پاؤنڈ مصری (تقریباً ۸۶۱۲۵ روپے) تھا۔ اور حصّہ داروں کی تعداد ۵۵۰۔ اور ان میں کے اکثر مِل کے مزدور تھے۔ جو ۲۵ "قرش" (تقریباً ساڑھے تین روپے) ماہوار ادا کرتے تھے۔ اس طرح یہ کمپنی ان طبقات کے لیے پس اندازی کا ایک ذریعہ تھی جو اس کے عادی نہیں اور ان کے ایک صنعتی سرمایہ قایم ہونے کا کامیاب طریقہ۔

ہم یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ پس اندازی اخوان المسلمین میں ایک ضروری چیز ہے۔ ایک اخوانی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے ہنگامی ضروریات کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور پس انداز کرے اور غیر ضروری اشیائے استعمال میں اسراف نہ کرے۔

فصل پنجم

طبی خدمات

اخوانی اسکاؤٹ کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے پچھلے صفحات میں ہم اُن کوششوں کی طرف اشارہ کر چکے ہیں جو اخوانی اسکاؤٹوں نے وبائی امراض کے انسداد اور حفظانِ صحت سے متعلق اصولوں کی نشر و اشاعت میں کیں۔ "شعبۂ امداد و سماجی خدمت اخوان المسلمین" نے تحریک کے ناجائز قرار دیے جانے سے قبل ایک طبی شعبہ قایم کیا تھا جس کے دستور العمل میں درج ذکر کیا گیا تھا کہ شعبۂ ہٰذا کے اغراض و مقاصد حسبِ ذیل ہیں:۔

(ا) مطب، دواخانے اور ہسپتال قایم کرنا اور اُن کو اپنی نگرانی میں چلانا۔

(ب) اخوان کے لیے تندرستی ہمہ کی راہ ہموار کرنا۔

(ج) اصولِ صحت کی نشر و اشاعت اور تمام ممکنہ وسائل کے ذریعہ پبلک کے تمام طبقات کے معیارِ صحت کو بلند کرنا، مزمن و وبائی امراض

کے انسداد میں سرکاری اور پبلک انجمنوں کے ساتھ تعاون اور نشر و اشاعت وغیرہ کے ذریعہ اُن سے اشتراکِ عمل کرنا۔

(د) مصر اور بیرونِ مصر کی طبی امدادی انجمنوں کے ساتھ روابط کو استوار کرنا، اس کے لیے وفود اور طبی مشن بھیجنا، کانفرنسوں میں شریک ہونا، خود منعقد کرنا اور نمائندوں کا استقبال کرنا۔

دستور العمل میں اس بات کی بھی صراحت کر دی گئی ہے کہ یہ شعبہ سیاسی یا جماعتی مسائل سے حتیٰ کہ جو اخوان المسلمین سے بھی متعلق ہوں کوئی تعلق نہ رکھے گا۔

اخوان کا طبی شعبہ ۱۵ر نومبر ۱۹۴۴ء کو ڈاکٹروں کی ایک جماعت پر مشتمل ڈاکٹر محمد احمد سلیمان کی صدارت میں قایم ہوا۔ اور اسی تاریخ کو ڈاکٹر موصوف کے مطب میں ایک دواخانے کا افتتاح کیا گیا، ایک ماہ گزرنے کے بعد اس ڈسپنسری کے لیے مرکزِ اخوان کا ایک حصہ خاص کر دیا گیا۔ اور اب پوری سرگرمی کے ساتھ ڈسپنسری میں کام ہونے لگا۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۵ء میں اُس کے زیرِ علاج مریضوں کی تعداد ۲۱۸۷۷ کو پہنچ گئی۔ ستمبر ۱۹۴۶ء میں اس کے لیے خیر بن حدا اسٹریٹ، محلہ حلمیہ جدیدہ میں ایک بڑی بلڈنگ حاصل کی گئی۔ اور اس میں دواؤں کی ایک لیباریٹری قایم کی گئی جس کا نگراں ایک ماہر کیمسٹ مقرر ہوا۔

اس سال ڈسپنسری میں علاج کرانے والوں کی تعداد ۳۹۰۳۹ کو پہنچ گئی اور سنہ ۱۹۴۷ء میں اس کے مریضوں کی تعداد ۵۱۳۰۰ ہو گئی۔

اواخر سنہ ۱۹۴۵ء میں ڈاکٹر محمد المامون حبیب کی زیر نگرانی ایک دواخانہ طنطا کے شہر میں قایم کیا گیا۔ جس میں علاج کرانے والوں کی تعداد سنہ ۱۹۴۶ء میں پانچ ہزار اور سنہ ۱۹۴۷ء میں ۸ ہزار کو پہنچ گئی۔

"طبی شعبہ" نے ڈاکٹر محمد نامی تحلاوی کی ادارت میں ۱۹۴۶ء میں ایک دواخانہ محلہ شبرا میں کھولا جس میں ۴۶ و سنہ ۱۹۴۷ء میں علاج کرانے والوں کی تعداد ۲۷ ہزار مریض رہی۔

بعد کو "شعبہ" نے طے کیا کہ ایک ہسپتال قایم کرے جس میں باہر علاج کرانے والوں کے ساتھ اقامتی علاج کا بھی انتظام ہو۔ اپریل سنہ ۱۹۴۸ء میں یہ ہسپتال محلہ عباسیہ میں عبدہ پاشا روڈ پر کھولا گیا اس کے زیر علاج مریضوں کی تعداد ابتدائی مہینوں میں حسب ذیل تھی:-

اپریل ۱۴۶۵ - مئی ۲۷۷۳ - جون ۲۹۰۸ - جولائی ۲۲۸۷

سنہ ۱۹۴۸ء میں "طبی شعبہ" کا بجٹ ۲۳ ہزار پاؤنڈ تقریباً (۳۰۵۰۰۰ روپے) کو پہنچ گیا۔

•

میں نے جناب ڈاکٹر محمد احمد سلیمان سے ملاقات کی جو اخوان کے تمام ہسپتالوں اور دواخانوں کے نگران اعلیٰ تھے، تو موصوف نے

مجھے بتایا کہ جس رات اخوان کے ناجائز قرار دیے جانے کا حکم صادر ہوا ہے۔ پولیس نے عباسیہ کے ہسپتال سے ۲۰ ایسے مریضوں کو زبردستی باہر نکالا تھا جن کے آپریشن کیے گئے تھے اور ہنوز وہ پوری طرح درست نہیں ہوئے تھے۔ ہسپتال دس ماہ تک بند پڑا رہا اور جیسا کہ حکومت نے اعلان کیا تھا اس کا پہلے روز نیلام نہیں کیا گیا بلکہ دس مہینے کے بعد اُس کی اشیاء کو فروخت کیا گیا۔ اور ۱۴ ہزار پاؤنڈ (تقریباً ایک لاکھ نوے ہزار روپے) کے سامان کو ۶۰۰ پاؤنڈ میں بہا دیا گیا۔ جس سے دس ماہ کا ہسپتال کا کرایہ بھی ادا نہیں ہو سکا۔ کیونکہ اس کا ۷۵۰ پاؤنڈ کرایہ (بحساب ۷۵ پاؤنڈ ماہانہ) واجب الادا تھا۔

دوبارہ آزادی ملنے کے بعد اخوان نے جب اپنی سرگرمی کا آغاز کیا تو ہسپتال اور دواخانے کھولنے کی طرف بہت توجہ دی۔ اب ہر صوبے میں اخوان کا کم از کم ایک دواخانہ ضرور ہے۔ میں پوری طرح ان سب کا شمار نہ کر سکا۔ کیونکہ تازہ اعداد و شمار موجود نہیں لیکن صرف قاہرہ و جیزہ میں اخوان نے جتنی ڈسپنسریاں قایم کی ہیں اُن کا شمار جب میں نے کیا تو حسب ذیل تھیں:۔

مصنف نے یہاں ایک تفصیلی عددی نقشہ پیش کیا ہے جس کو

نقل کرنا ہم نے ضروری نہیں سمجھا. خلاصہ اُس کا یہ ہے :۔ قاہرہ میں علاوہ اخوانی مرکزی ہسپتال کے ۱۶ دواخانے ہیں جن میں سے ایک میں اقامتی علاج کا بھی انتظام ہے. ان ڈسپنسریوں میں تمام دوائیں ملتی ہیں، اور اکثر میں جراحی وغیرہ کا پُورا انتظام ہے. سالانہ اوسط علاج ۱۰۰,۱۴۷ مریض ہے۔ (مترجم)

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان دواخانوں میں تمام لوگوں کے لیے علاج و معالجہ کی خدمات پیش کی جاتی ہیں خواہ وہ مصری ہوں یا غیر مصری، خواہ مسلمان ہوں خواہ غیر مسلم. جیسا کہ خیال کیا جا سکتا ہے یہ صرف اخوان کے علاج و معالجے کے لیے نہیں ۔

تیسرا باب

تبصرہ، تنقید، تجاویز

گزشتہ دو بابوں میں ہم نے بتایا کہ اخوان المسلمین کون ہیں اور مصری سوسائٹی میں اُن کی مختلف سرگرمیاں کیا ہیں۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ جماعت جو خدمات انجام دیتی ہے وہ وضاحت کے ساتھ قاری کے سامنے آگئی ہوں گی۔ اسی طرح اُسے یہ اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ مستقبل میں وہ کیا مختلف اصلاحی خدمات انجام دے سکتی ہے اور ذمّے دارانِ قوم و ملک کا اُس پر توجہ کرنا اور اس کے لیے ممکنہ وسائل مہیا کرنا کس قدر ضروری ہے تاکہ مطلوبہ اصلاح کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔ نہ کہ اُس کی مخالفت اور اُس کی راہ میں روڑے اٹکانا، جیسا کہ گزشتہ حکومتوں کے عہد میں ہوتا رہا۔

جماعت کے پروگرام کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں کہنا ہے۔ وہ بہت جامع و ہمہ گیر ہے مسلمان بھائی کی انفرادی تربیت سے شروع ہو کر عالمی تعاون تک پہنچتا ہے جیسا کہ بنیادی قانون میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ لیکن اخوان کے عام داخلی دستور العمل اور ان نکات پر نظر کرنے کے بعد جو اس کتاب کی تیاری کے دوران میں ظاہر ہوئے ہم مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں :۔

(۱) "شعبوں" "منطقوں" "حلقوں" کی مجالس منتظمہ کے انتخاب کا جہاں تک تعلق ہے بہتر ہے کہ اخوان اس کو کھلے عام کریں۔ تاکہ عام پبلک حلقے معلوم کر سکیں کہ اخوانی تنظیمات انتخابی طریق شورٰی پر چلتی ہیں اور اس غلط پروپیگنڈے کی نفی ہو سکے کہ اخوان آمریت، فاسشت اور نازیت کے پیرو ہیں جس کی وجہ سے حریت پسند لوگ "جماعت" سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ غیر اخوانی اہل محلہ کے سامنے انتخاب عمل میں آئے بلکہ اس طرح وہ اُن لوگوں کی ایک تعلیمی خدمت بھی ہو سکتی ہے یعنی اُن کو اس طریق انتخاب کو دیکھ کر صحیح انتخاب کا طریقہ آئے گا۔ اور یہ بات تو علیحدہ ہے کہ اس طریقے سے کتنے ہی لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب ہو گی۔ تاکہ اُن کو بھی ووٹ دینے کا حق

حاصل ہو سکے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ نامعلوم چیز سے دلچسپی لیتا ہے۔ اس کے بعد یہ اخوان کا کام رہ جاتا ہے کہ وہ ان کی دینی اور اجتماعی تربیت کریں جس کے بعد وہ مخلص اخوانی بن جائیں۔

(۲) دیکھا گیا کہ جماعت کے داخلی دستورالعمل میں "مرکز" کے تمام اہم شعبوں کے پروگراموں کے ذیل میں سرفہرست یہ صراحت ہے:- کہ شعبہ کے مقاصد میں اپنے حدود کے اندر اشاعت دعوت کی "تنظیم" بھی ہے۔ حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ اس کام کو صرف "شعبۂ اشاعت دعوت" انجام دے۔ کیونکہ دعوت اس شعبہ کی اصل مہم ہے اور چاہیے کہ وہ اس کے لیے مخصوص رہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ کہ تخصیص [Specialization] علاوہ ایک وسیلۂ ترقی ہونے کے خاص اس موضوع میں مرکز کے مختلف شعبوں کے مابین اختلافِ مساعی کو ختم کر سکے گی جس کا وسائلِ دعوت میں اختلاف کے سبب لازماً امکان ہے۔ ہر شعبہ کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے دائرۂ عمل کو ان حدود میں محصور رکھے جس کی دستورالعمل میں صراحت کی گئی ہے اور جیسے ہم آگے چل کر واضح کریں گے "شعبۂ اشاعت دعوت" کا ایک اہل نمائندہ ہر ایک شعبہ میں رہے گا۔ ان دیگر شعبوں کا کام اشاعتِ دعوت کے سلسلے میں صرف اتنا ہو گا کہ وہ ہر ممکن ذرائع سے

مذکورہ نمائندے کی مدد کریں اور اپنے اجتماعات کے مناسب مواقع بہم پہنچائیں تاکہ وہ اپنی مہم یعنی اشاعتِ دعوت کے فریضے کو انجام دے سکے۔ مرکز کے تمام شعبوں کو منظم کرنے کے لیے یہ مفید ترین قدم ہوگا۔ جس کے بعد کم سے کم کوششوں سے بہتر سے بہتر نتائج حاصل کیے جا سکیں گے۔

(۲) گزشتہ تجویز میں "شعبۂ اشاعتِ دعوت" کے پروگرام میں ہم نے جو اضافہ کیا ہے اُس کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ شعبۂ دعوت کے پروگرام سے متعلق دستور العمل کی دفعہ ۵ سے فقرہ (د) کو حذف کر دیا جائے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ شعبے کے مقاصد میں "اخوان کی جسمانی، روحانی، فلمی وغیرہ تربیت اسلامی اصولوں پر کرنا ہے۔ اس کے لیے تقاریر کا انتظام اور ضروری موضوعات پر رسائل کی تیاری، ایسی مفید کتابوں کے پڑھنے کی طرف رہنمائی جو ان کی اسلامی ثقافت میں اضافہ کریں اور اخوانی حلقے میں ورزشی روح کو پیدا کریں، اُس پر واجب ہے۔ ان کے جسموں کو قوی تر اور ان کی صحت کو بہتر بنانے کے لیے مناسب ورزشی کھیلوں کا انتظام کرے۔" یہ پورا فقرہ ملا دو اس کے شعبہ ہذا کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔ اس پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ کیونکہ

اخوان کی جسمانی تربیت کا کام "جسمانی تربیت اور اسکاوٹ کے شعبوں" کے سپرد ہونا چاہیے۔ اور اُن کی رُوحانی تربیت کا کام "شعبۂ خاندان" کے ذمّے۔ جہاں تک اُن کی علمی تربیت کا کام ہے اس میں "شعبۂ خاندان" (جو کتاب خانوں کا نگراں بھی ہے) "شعبۂ پیشہ وراں" (جس میں ہر علم و فن کے ماہرین بھی ہیں) اور "شعبۂ طلبہ" شریک ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ تقسیم عمل اس طرح پر ہو کہ "شعبۂ اشاعتِ دعوت" کا کام ان فرائض کے علاوہ جن کا ذکر دستور العمل میں کیا گیا ہے، غیر اخوانی حلقوں میں دعوت کی اشاعت و تبلیغ پر منحصر ہو۔ مگر اس کے ساتھ "شعبۂ خاندان" اخوان کی صفوں میں حقائقِ دعوت کو اُجاگر کرنے اور اُس کو اُن کے دلوں میں راسخ کرنے کا کام انجام دے۔ یہ طریقہ منطق سلیم کے بالکل مطابق ہے کہ ہر شعبے کے فرائض اس کے نام کے مطابق ہوں۔ اور دوسرے شعبوں پر نہ چھا جائے۔

(۴) سماجی خدمت کے جدید ترین وسائل سے کام لینا

کیونکہ اخوان کے مقصد کی راہ میں سماجی خدمت کا میدان قریب ترین اصلاحی میدان ہے۔ اس لیے انھیں اس کے تازہ ترین وسائل و ذرائع سے بھی تا بہ حدِ امکان منتفع ہونا چاہیے۔ ضروری ہے کہ

اخوان کے یہاں اجتماعی علوم کے ماہرین کی ایک جماعت ہو جس سے وہ مختلف شعبوں کی تنظیم میں مدد لے سکیں۔ بالخصوص "شعبۂ فلاح و بہبود اور سماجی خدمت" جو سماجی خدمت کے حقیقی میدانوں میں سے ایک اہم میدان ہے۔ اگر یہ ہو سکا تو شعبۂ مذکورہ مصری معاشرے کی بہت نمایاں خدمت انجام دے سکے گا۔ اور اس طرح وہ جماعت کے تعارف کا بہت معقول ذریعہ ہوگا۔ اور اُس کے اثرات کو وسیع تر بنا سکے گا۔

اخوان کی ادارتی تنظیم میں ہم نے اس شعبے کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے انتظامی امور کے اعتبار سے جماعتِ اخوان سے علیحدہ ایک مستقل ادارہ ہے۔ اور "وزارت امور رفاہِ عام" کی نگرانی اور رفاہی اداروں کے قانون کے تابع ہے۔ "بہبود سماجی خدمت" کے اداروں کا ڈائرکٹر جنرل اس کا صدر ہے! ور براہِ راست وہ "مرشدِ عام" (صدر اخوان) کے زیرِ نگرانی ہے۔

(۵) "شعبۂ بیشہ وراں" مرکز اپنی موجودہ خدمات کے ساتھ مندرجہ ذیل خدمات مزید انجام دے سکتا ہے:-

۱- ماہرینِ عمرانیات کی شاخ :- ایک سماجی شاورتی دفتر کھولے۔ جو خالص علمی بنیادوں پر اخوان کو شادی سے پہلے

اور بعد کے ازدواجی مسائل اور تربیتِ اولاد سے متعلق مشکلات کے حل کے لیے مشورے دے سکے۔ یا اسی طرح کی اور جو دوسری سماجی مشکلات ہو سکتی ہیں اُن میں اُن کی رہنمائی کر سکے۔

اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ان مشوروں کا یہ شاخ معاوضہ لے۔ تاکہ اس سے بعد کو ایک "نفسیاتی مطب" کھولنے کے لیے سرمایہ جمع ہو جائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس طرح کا کام اخوان کے لیے بہت زائد فائدہ مند ہوگا اور اس لیے "ماہرینِ عمرانیات کی شاخ" اور "شعبۂ بہبود و سماجی خدمت" کے مابین کوئی اختلاف و تعارض واقع نہ ہوگا۔ کیونکہ اس شاخ کی کارکردگی و خدمت کا میدان صرف اخوان ہوں گے۔ عمومی سماجی خدمات کا میدان بہرحال شعبۂ بہبود و سماجی خدمت کے لیے ہی رہے گا۔

(ب) **معلمین کی شاخ:** ــــ ضروری ہے کہ اپنے موجودہ پروگرام کے ساتھ ساتھ یہ "شاخ" "مدارسِ[1] جمعہ" کے واسطے ٹرینڈ مدرسین مہیا کرنے کے لیے ایک تربیتی درس گاہ (ٹریننگ اسکول) کھولے۔ جن کو فنی اور تربیتی اصولوں پر ٹریننگ دی جائے۔ جس کے بعد وہ صالح تربیتی بنیادوں پر نئی نسل کی تربیت پر قادر ہو سکیں۔

---

[1] ان مدارس کی طرف گزشتہ صفحات میں اشارہ کیا جا چکا ہے (مترجم)

اور ان مدارس کی نگرانی صرف اُن اخوان کی مرہونِ منت نہ رہے جن کے پاس خالی وقت ہو، یا جو بہر حال کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہتے ہوں، مگر بچوں کی تربیت کی خدمات انجام دینے کے سلسلے میں اُن کی کوئی خاص لیاقت و تیاری نہیں ہے۔ اور اس چیز میں جو خطرات ہو سکتے ہیں وہ ظاہر ہیں۔

(ج) **ماہرینِ اقتصادیات کی شاخ**:۔۔۔ اپنے شعبہ کے دفتر میں ایک "دفتر حسابات" کھول سکتی ہے، جو اخوانی کمپنیوں اور فرموں یا دوسری اسلامی کمپنیوں (جو اخوان پر اعتماد کرتی ہیں) کے سالانہ حسابات کا کام کر سکتی ہیں۔ اور اس طرح یہ دفتر بہت سی خدمات انجام دے سکتا ہے۔ ساتھ ہی اقتصادیۂ اخوان" شعبۂ پیشہ وراں" اور "مرکز" کے لیے یکساں ذریعۂ آمدنی بھی ہو سکتا ہے۔

د۔ **ماہرینِ زراعت کی شاخ**:۔ نمونے کے فارموں Model Farms میں جو جدید علمی طریقوں پر چلتے ہیں کام شروع کر سکتی ہے! وہاں فارموں کے ذریعے جدید علمی طریقوں پر ہونے والی زراعت کی طرف کسانوں کو ترغیب دے سکتی ہے۔ اور یہ مسلّمہ بات ہے کہ پبلک کے افکار و میلانات پر اخوان سے زیادہ کوئی دوسری جماعت مؤثر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ اُس کے لیے اجنبی نہیں ہے۔ اگر یہ فارم کامیاب ہو سکیں تو اس کے بعد شعبہ زرعی تعین قائم کرے۔

جیسے دُودھ وغیرہ سے تیار کردہ اشیاء۔ یہ طریقہ زبردست اقتصادی ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ اور زرعی اقتصاد میں ایک عظیم انقلاب برپا کردے گا۔ جس سے معیارِ زندگی بلند تر ہو سکے گا۔ اور قومی اوسط آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے، کہ شاخِ ہذا کو اس سلسلے میں عملی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ عملی مثالوں سے زائد مؤثر خصوصاً اہلِ دیہات کے لیے اور کوئی چیز نہیں۔

۶۔ اعداد و شمار [Statistics] اخوان نے شروع شروع میں اس گوشے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بہت ممکن ہے کہ عمداً اُنھوں نے ایسا کیا ہو، کیونکہ گزشتہ حکومتوں کے ساتھ اُن کے آئے دن معرکے رہتے تھے۔ جو اُن کے ریکارڈ کو حسب دل خواہ معنی پہناتے رہتے تھے۔ چاہے وہ حقیقت سے کتنے ہی دُور ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اخوان کی کارِ دعوت میں سخت مشغولیت کی وجہ سے ہو۔ اور اس کام یعنی ریکارڈ کو بمقابلہ اشاعتِ دعوت اُنھوں نے دوسرے درجہ کی چیز سمجھا ہو۔ لیکن "اعداد و شمار" حقائق کے تعارف کی بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ خصوصاً ایسی صورتِ حال میں جب کہ مادّی منطق ہی ذہنوں پر چھا چکا ہے اور ہندسوں کی زبان ہی گفتگو میں زیادہ مؤثر اور اپنے اصول کی قوت پر

دلالت کرنے والا سمجھ لیا گیا ہے۔ "جماعت" بالفعل قوم کی بہت سی خدمات انجام دیتی ہے، لیکن وہ محسوس نہیں ہوتیں کیونکہ اخوان اُن کی گنتی اور پبلک کے سامنے اُس کو پیش کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے اور اس طرح اُن کے بہت سے ثمرات ضائع ہو جاتے ہیں اور یہ اُس وقت تک پورے پورے حاصل نہیں ہو سکتے جب تک ان خدمات کو منظرِ عام پر نہیں لایا جاتا ہے۔ اور اس کا ذریعہ اعداد و شمار ہی ہیں اس کے بغیر یہ تمام خدمات مصری معاشرے میں گم ہو کر رہ جائیں گی اور کوئی ان کو محسوس تک نہ کرے گا۔

گزشتہ دنوں میں اخوان نے "مرکز" میں ایک "اعداد و شمار کمیٹی" بنائی ہے، لیکن حسب کفایت کام کرنے والے نہ ہونے کے سبب وہ اب تک اپنی مہم پوری طرح ادا کرنے سے قاصر ہے۔

۷۔ چوٹی کے ذمے دارانِ جماعت جیسے "مرشدِ عام"، صدر اخوان، نائب مرشد، سکریٹری جنرل کو پورا پورا دعوت کے کام کے لیے فارغ ہونا چاہیے۔ اُن کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ وہ محض دعوت کا کام انجام دیں اور کسی دوسرے کام کی مشغولیت ان کو نہ گھیرے۔ اب یہ ذمے داری جماعت کی ہے کہ وہ ان لوگوں کے لیے مناسب معقول گذر اوقات کا انتظام کرے کہ وہ دعوت کے لیے بالکل فارغ

رہیں" اب دعوت کے پھیلاؤ کے بعد اس کی سخت ضرورت ہے کہ ان مذکور شخصیات میں سے ہر ایک پوری طرح دعوت کے لیے فارغ ہو۔ اگر موجودہ "مرشد" کو اس کے لیے فارغ کر دیا گیا ہو تو ضرورت ہے کہ نائب مرشد اور جنرل سکریٹری بھی اسی طرح فارغ ہوں۔ جماعت کو چاہیے کہ وہ اُن کے لیے حسبِ کفایت وظیفہ مقرر کر دے۔ تاکہ وہ اُن سے متعلق بھاری ذمّے داریوں کے بوجھ کو اُٹھا سکیں۔

۸۔ "مرکز" میں کام کرنے والوں کی کمی ہے ایک عظیم تر جماعت کا مرکز ابھی تک زائد تر رضاکاروں کے ذریعے اپنا کام چلاتا ہے۔ جو اپنے شام کے آرام کے وقت سے کچھ گھنٹے نکالتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اس طرح پر ایک ایسا زبردست کام جو "مرکز" اخوان کے ذمّے ہے پوری طرح انجام نہیں پا سکتا۔

۹۔ قوم سے ربط پیدا کرنے کے وسائل ناکافی ہیں۔ اخوان نے اس سلسلے میں صرف اخبارات اور اجتماعات پر اکتفا کیا ہے۔ اور اخوان کی صحافت اس اہم پارٹ کے ادا کرنے سے قاصر رہی ہے جو ہر اُس نظریۂ حیات و دعوت کے لیے ضروری ہے۔ جو کسی معاشرے بلکہ تمام اسلامی معاشرے پر چھانا چاہتا ہے۔ ربط پیدا کرنے کے مؤثر وسائل یہ ہو سکتے ہیں :— اخبارات، پمفلٹ، نشریات

(ریڈیو) کانفرنسیں، ڈرامہ، سینما اور مختلف طریقوں کے ذریعے اعلان۔ ضروری ہے کہ اخوان اس پہلو پر کافی توجہ دیں۔ اور معینہ طور پر "شعبۂ اشاعتِ دعوت" کا فرض ہے کہ وہ اس پر غور و خوض کرے۔ کیونکہ اس کا بنیادی فریضہ ہے اور اس کے کام کا اصلی میدان۔ دوسرے شعبوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کی مفصل رپورٹیں اور اعداد و شمار شعبے کو پیش کرتے رہیں۔

۱۰۔ راحت و لطف اندوزی [Enjoyment] کی طرف سے غفلت۔

افراد کے سماجی شعور کو جلا دینے اور اُن کو عزلت گزینی و گمنامی کے غار سے باہر نکالنے اور سماجی زندگی سے مانوس کرنے کے لیے راحت و لطف اندوزی کی بڑی اہمیت ہے۔ اخوان کو اس گوشے کی اہمیت کا اندازہ اب ہو چلا ہے۔ چنانچہ انھوں نے سمندر کے ساحلوں پر اپنے کیمپ لگانا شروع کر دیے ہیں مگر وہ اب تک ناکافی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ راحت و لطف اندوزی کو ان اخوانی کیمپوں میں اپنی جگہ ملنا چاہیے، کیونکہ یہ کیمپ واقعتاً صرف تربیتی کیمپ سے ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس پہلو پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے جو اخوان کی نفسیاتی صحت کا ایک اہم عامل ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ بیرونِ جماعت کی صلاحیتوں سے استعانت:۔

کوئی شک نہیں کہ اخوان میں اُمت کے تمام طبقات اور اُس کے مختلف علمی و حرفتی رنگوں کی پوری نمائندگی موجود ہے، مگر بہرحال ان تمام قسموں کی موجود صلاحیتیں اور وہ جنھوں نے دعوت کی گود میں تربیت پائی ہے، ایک ایسی زبردست جماعت کے گراں بار کو اُٹھانے سے قاصر ہیں، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ بعض معروف اہل شخصیات سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ چاہے ان میں تمام اخوانی شرائط موجود نہ ہوں، یا پھر ضرورت کا تقاضا ہو تو معاوضہ پر کام لیا جائے۔ ”اللہ تعالیٰ اس دین کی امداد ایک فاجر آدمی کے ذریعے بھی کر سکتا ہے۔“

۱۲۔ اُستاذ البناؒ نے جو کچھ لکھا ہے اس سب کو ایک جلد میں جمع کیا جائے اور موجودہ چھوٹے چھوٹے متفرق رسالوں کو ہی کافی نہ سمجھنا چاہیے، تاکہ طالب و محقق کے لیے معلومات کا حاصل کرنا آسان ہو۔ اور متعدد رسائل میں اس کو تلاش نہ کرنا پڑے جن سب کا طباعت ختم ہو جانے کے سبب حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ چیز موصوف مذکور اور اُن کی دعوت دونوں کے بارے میں تصنیف و تالیف کے کام کو آسان کر دے گی۔

۱۳۔ ضرورت ہے کہ اونچے درجے کے معاصر اخوان میں سے کوئی دعوت کی مفصل تاریخ لکھنے کا عزم کرے۔ اخوان نے اس پہلو

کی طرف سے بہت غفلت برتی ہے۔ حالانکہ یہ بہت زیادہ اہم ہے۔ راقمِ سطور کو دعوت کی تاریخ لکھتے وقت سخت دُشواری کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور کئی مہینے مرحوم حسن البنأ کی ڈائری کی تلاش میں ضائع کیے ہیں، جواب تک مصر میں نہیں چھپ سکی ہے۔ بلکہ شام میں چھپی ہے، اور مصر میں صرف گنتی ہی کے نسخے پُہنچے ہیں۔ بہرحال یہ ایک واقعی کمی ہے۔ جس کی طرف فوری توجہ دینا ضروری ہے +

فہرست

تعارف ________ سید رضوان علی ندوی (مترجم) ۳
پیش لفظ و تعارف ____ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۵
پیش لفظ ________ ڈاکٹر محمد کمال خلیفہ ۔ (مصنف) ۱۳
پہلا باب ______ اخوان المسلمین کی دعوت کا ایک عام جائزہ
فصلِ اوّل ________ تاریخ دعوت ۔ ۱۷
فصلِ دوم ____ اخوان کا فلسفہ اور اُن کے مقاصد ۶۹
" دین و سیاست ۱۲۱
" اسلام بحیثیت ایک سماجی نظام ۱۴۸
فصلِ سوم ____ اخوان المسلمین کی ادارتی تنظیم ۲۰۷
دوسرا باب ___ مصری سوسائٹی اور اخوان کی خدمات
فصل اول ________ سماجی خدمات ۲۱۹
فصلِ دوم ______ ثقافتی خدمات ۲۶۶
فصلِ سوم _____ اخوات مسلمات کی سرگرمیاں ۲۸۹
فصلِ چہارم اقتصادی خدمات ۳۱۰
فصل پنجم ______ طبّی خدمات ۳۱۷
تیسرا باب ______ تبصرہ ۔ تنقید ۔ تجاویز ۔ ۳۲۲